رمضان–شوال 1445ھ | مارچ–اپریل 2024ء

شمارہ-77

نصرة میگزین

پاکستان کے حکمران امریکہ کے قائم کردہ بین الاقوامی آرڈر کے وفادار ہیں، اس عالمی آرڈر نے ہماری مسلح افواج کو جکڑا ہوا ہے، ہماری معیشت کو اپنے پاس گروی رکھا ہوا ہے اور ہمارے حکومتی وسیاسی نظام کو مغرب کے تابع کر دیا ہے

پاکستانی آرمی چیف کا امریکہ کے ساتھ اتحاد اور آرمی چیف کی وفاداری

اختلافِ مطلع: حقیقت اور اس کا اثر

فہرست

اداریہ 3

تفسیر سورۃ البقرۃ۔(253-257) 7

لاَ تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلاَ أَوْلاَدُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ "تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں"(المنافقون:9) 34

بین الاقوامی نظام اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہے۔پاکستان کی ترقی کا راستہ اسلام کی واپسی اور ریاست خلافت کے دوبارہ قیام میں مضمر ہے 40

نصرة: باریک بینی سے منصوبہ بندی اور جرأت سے تکمیل 50

اختلافِ مطلع: حقیقت اور اس کا اثر 59

طالبان کے ساتھ بھارت کا میل جول چین پر قابو پانے کی امریکی کوششوں کا حصہ ہے 66

خوشیوں کی جانب کوہ پیمائی 70

پاکستان کے حکمران امریکہ کے قائم کردہ بین الاقوامی آرڈر کے وفادار ہیں،اس عالمی آرڈر نے ہماری مسلح افواج کو جکڑا ہوا ہے،ہماری معیشت کو اپنے پاس گروی رکھا ہوا ہے اور ہمارے حکومتی وسیاسی نظام کو مغرب کے تابع کر دیا ہے 75

حقوق نسواں سے لے کر مابعد جنسیت تک (حصہ سوئم) 82

سوال وجواب:سوڈان میں فوج اور ریپڈ سپورٹ کے درمیان تنازعہ مخصوص علاقوں پر مرکوز ہے 93

سوال وجواب: پاکستان میں جنرل الیکشن 104

سوال کا جواب: پاکستانی آرمی چیف کا امریکہ کے ساتھ اتحاد اور آرمی چیف کی وفاداری 115

میڈیا پیغام::حزب التحریر برطانیہ،پارٹی کو کالعدم قرار دینے کے برطانوی حکومت کے اعلان کی مذمت کرتی ہے 126

اداریہ

بڑی طاقتیں اب افغانستان کے طالبان کو موجودہ گلوبل ورلڈ آرڈر کے جال میں جکڑنے کے لئے نہایت سرگرمی سے عمل پیرا ہیں۔ اور یہ بڑھتی ہوئی سرگرمیاں اسلامی امت کے لئے نئے خطرات کا پیش خیمہ ہیں جن میں قابلِ احترام سرحدی سرزمین رباط اور سلطنتوں کا قبرستان، افغانستان شامل ہیں۔

جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے، وائس آف امریکہ نے یکم فروری 2024[1] کو رپورٹ کیا کہ، "محکمہ خارجہ کی طرف سے حال ہی میں جاری کردہ ایک سٹریٹجک دستاویز کے مطابق، "امریکہ نہایت دُوراندیشی کے ساتھ طالبان کے زیرِ کنٹرول افغانستان میں سفارتی رسائی کے امکانات کا جائزہ لے رہا ہے"۔ مذکورہ سٹریٹجک دستاویز کا عنوان "ضم کردہ ملک کی حکمت عملی: افغانستان" ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ "ہمیں عملی تعلقات قائم کرنے ہوں گے جو ہمارے مقاصد کو آگے بڑھاتے ہوں[2]"۔

جہاں تک چین کا تعلق ہے، جو اس خطے میں افغانستان کا ایک اہم اسٹیک ہولڈر رہا ہے، اس نے باضابطہ، سفارتی تعلقات کا آغاز کر دیا ہے۔ اور ایسا کرنے والی یہ پہلی بڑی طاقت ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کی وزارت خارجہ نے 8 فروری 2024ء کو رپورٹ کیا کہ "عوامی جمہوریہ چین کے صدر شی جن پنگ نے مولوی اسد اللہ (بلال کریمی) کو چین میں امارت اسلامیہ افغانستان کا بااختیار سفیر مقرر کرنے کے خط کو قبول کر لیا ہے"[3]۔

---

[1] https://www.voanews.com/a/us-exploring-consular-return-to-afghanistan-without-recognizing-taliban-rule/7467103.html

[2] https://www.state.gov/wp-content/uploads/2023/12/ICS_SCA_Afghanistan_31OCT2023_PUBLIC.pdf

[3] https://mfa.gov.af/en/16271

جہاں تک خطے کے دوسرے بڑے سٹیک ہولڈر، روس کی بات ہے، تو روس کے خبر رساں ادارے، TASS نے 28 ستمبر، 2023ء کو رپورٹ کیا کہ افغانستان کے لیے روس کے خصوصی صدارتی نمائندے ضمیر کابلوف نے آر ٹی وی آئی (RTVI) کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا کہ "روس مستقبل میں عبوری طالبان حکومت (جو کہ روس میں غیر قانونی قرار دی گئی تھی) کو تسلیم کر سکتا ہے، لیکن اس کے نمائندوں کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرکے ہی یہ قبولیت حاصل کی جا سکتی ہے"[4]۔ روس کی سب سے بڑی تشویش نسلی طور پر ایک متنوع حکومت ہے جو صرف پشتون نسل تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ اس میں سابقہ سوویت یونین، وسط ایشیا کی ریاستیں، تاجک اور ازبک نسلیں بھی شامل ہیں۔

اگر اس سب کا موازنہ وسیع تر مشرق وسطیٰ کے حوالے سے عمومی حکمت عملی سے کیا جائے تو اس تناظر میں افغانستان کے حوالے سے حکمت عملی میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہی وہ حکمت عملی ہے جس نے 3 مارچ 1924ء بمطابق 28 رجب 1342ھ کو خلافت کے انہدام کے بعد سے عالم اسلام پر استعمار کے غلبے کو یقینی بنایا ہے۔ جہاں تک خود افغانستان کا تعلق ہے تو بڑی استعماری طاقتوں کے لئے افغانستان کے پہاڑی علاقوں میں موجود دیگر معدنیات کی دولت کے علاوہ افغانستان کے "لیتھیم کا سعودی عرب" ہونے پر رال ٹپک رہی ہے۔

اس حکمت عملی پر عملدرآمد کا دارومدار جرمانے اور مراعات کے ایک نظام پر منحصر ہے تاکہ اس کے نفاذ کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس کی سب سے اہم ترغیبات میں انسانی امداد کی غیر معمولی مقدار کو فروغ دینا، اقتصادی تجارت کو فروغ دینا، مالی اعانت میں اضافہ اور طالبان کو مروجہ بین الاقوامی اقتصادی اصولوں کو اپنانے پر قائل کرنا شامل ہے۔ جہاں تک خطے میں سزاؤں کی بات ہے تو پاکستان کے ایجنٹ حکمرانوں نے افغانستان میں پناہ گزینوں کے ایک بڑے بحران کو جنم دیا ہے۔ امریکی حکام سے ملاقاتوں کے بعد پاکستان کے حکمرانوں نے اچانک لاکھوں افغانی مسلمانوں کو بے دخل کر دیا جو کئی دہائیوں سے پاکستان کے اندر رہ رہے تھے اور ان میں سے بہت سے نوجوان تو ایسے ہیں جو پاکستان

[4] https://tass.com/politics/1681639

سے باہر کی زندگی کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اس کے علاوہ پاک فوج اور قبائلی جنگجوؤں کے درمیان پر تشدد جھڑپیں بھی ہو رہی ہیں جو کہ ایک اور خونی سزا ہے۔ جہاں تک مغربی ریاستوں کا تعلق ہے تو انہوں نے خواتین اور بچوں کے حقوق پر واویلا کرنا شروع کر دیا تاکہ دباؤ ڈالا جا سکے، حالانکہ مغربی ریاستوں کے لیے ان حقوق کی کوئی اہمیت نہیں ہے، جیسا کہ غزہ کے معاملے میں دنیا بھر میں یہ واضح ہو چکا ہے۔

طالبان کے اندر بعض دھڑے مغرب کے ساتھ تعمیری تعلقات کو فروغ دینے میں دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں اور یہ ایک ایسا مؤقف ہے جو کہ خطرہ کی گھنٹی ہے۔ ایسے دھڑے وہی مہلک غلطی کر رہے ہیں جو مسلم ممالک کی دیگر قیادتوں نے کی ہے۔ وہ استعماری طاقتوں کے ساتھ اتحاد کر رہے ہیں اور یوں اس طرح ان کے قوانین وضوابط کے جال میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ طالبان کی قیادت کو لازمی یہ سمجھنا چاہیے کہ جہاد کے بعد استعمار داخلی دروازے سے افغانستان سے فرار ہو گیا تھا اور اب وہ بین الاقوامی اداروں کو استعمال کرتے ہوئے پچھلے دروازے سے دوبارہ افغانستان میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ بڑی طاقتوں کی خارجہ پالیسی استعماریت کے گرد گھومتی ہے۔ امریکہ نے افغانستان میں اپنی عسکری استعماریت کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اور اب وہ افغانستان میں اقتصادی اور انٹیلی جنس نقطہ نظر کے ذریعے اپنے روابط کو دوبارہ فعال کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اور خاص طور پر اپنے انٹیلی جنس روابط جو 2021ء کے بعد سے ختم ہو گئے تھے۔

بڑی طاقتوں کے مابین شدید مسابقت کے درمیان، مجاہد طالبان کو خلافت قائم کر کے امتِ مسلمہ کے لئے دوبارہ ایک آزاد راستہ بنانا ہو گا۔ بڑی طاقتوں کے ساتھ اتحاد ایک ایسا راستہ ہے جو کہ اس سے پہلے اسلامی جماعتوں نے اختیار کیا تھا، اور وہ ہمیشہ ناکام ہی رہا ہے، جس کے نتیجے میں استعماری مقاصد کے لئے مسلم وسائل کا استحصال ہوا ہے۔ لہٰذا طالبان کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کے دشمنوں اور اسلامی دنیا میں ان کے ایجنٹوں سے رابطے مکمل طور پر منقطع کر دیں۔ انہیں ایک ایسے منصوبے میں مکمل طور پر شامل ہونا چاہئے جو موجودہ عالمی نظام کی جگہ لے لے گا۔ اور یہ منصوبہ نبوت کے طریقے پر خلافت کا قیام ہے۔ یہ مسلم ریاستوں کو ایک واحد اور طاقتور خلافت میں متحد کر دے گا۔ خلافت مقبوضہ زمینوں کو آزاد کرائے گی اور دعوت اور جہاد کے ذریعے اسلام کے لیے نئے علاقے کھولے گی۔

خلافت غلامی کو برتری سے اور شکست کو فتح میں بدل دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **«ما ترك قوم الجهاد إلاّ ذُلّوا»** **"جس قوم نے جہاد ترک کیا سو وہ ذلیل ہوئی"۔ (احمد)**

فہرست

تفسیر سورۃ البقرۃ۔(253-257)

جلیل القدر عالم دین شیخ عطاء بن خلیل ابو الرشتہ کی کتاب "التیسیر فی اصول التفسیر" سے اقتباس

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَكِنْ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ (253)يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لاَ بَيْعٌ فِيهِ وَلاَ خُلَّةٌ وَلاَ شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمْ الظَّالِمُونَ(254)اَللَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلاَّ بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلاَ يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (255)لاَ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنْ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لاَ انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (البقرة: 256) اَللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنْ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمْ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنْ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (257)

"یہ پیغمبر جو ہم نے (مخلوق کی اصلاح کے لیے) بھیجے ہیں، ان کو ہم نے ایک دوسرے پر فضیلت عطا کی ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا، اور ان میں سے بعض کو اس نے بدرجہا بلندی عطا کی۔ اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلی نشانیاں دیں، اور روح القدس سے ان کی مدد فرمائی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے لوگ اپنے پاس روشن دلائل آجانے کے بعد آپس میں نہ لڑتے، لیکن انھوں نے خود اختلاف کیا، چنانچہ ان میں سے کچھ وہ تھے جو ایمان لائے، اور کچھ نے کفر اپنایا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے، لیکن اللہ وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے (253)۔ اے ایمان والو! جو رزق ہم نے تمھیں دیا ہے اس میں سے وہ دن آنے سے پہلے پہلے (اللہ کے راستے میں) خرچ کر لو جس دن نہ کوئی سودا ہوگا، نہ کوئی دوستی (کام آئے گی)، اور نہ کوئی سفارش ہو سکے گی۔ اور ظالم

وہ لوگ ہیں جو کفر اِختیار کیے ہوئے ہیں (254)۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو سدا زندہ ہے، جو پوری کائنات سنبھالے ہوئے ہے؛ جس کو نہ کبھی اُونگھ لگتی ہے، نہ نیند۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے (وہ بھی) اور زمین میں جو کچھ ہے (وہ بھی)، سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے؟ وہ سارے بندوں کے تمام آگے پیچھے کے حالات کو خوب جانتا ہے اور وہ لوگ اُس کے علم کی کوئی بات اپنے علم کے دائرے میں نہیں لاسکتے، سوائے اُس بات کے جسے وہ خود چاہے۔ اس کی کرسی نے سارے آسمانوں اور زمین کو گھیرا ہوا ہے؛ اور ان دونوں کی نگہبانی سے اسے ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا، اور وہ بڑا عالی مقام، صاحبِ عظمت ہے (255)۔ دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت کا راستہ گمراہی سے ممتاز ہو کر واضح ہو چکا۔ اس کے بعد جو شخص طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے گا، اس نے ایک مضبوط کنڈا تھام لیا جس کے ٹوٹنے کا کوئی امکان نہیں۔ اور اللہ خوب سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے (256)۔ اللہ ایمان والوں کا رکھوالا ہے؛ وہ انہیں اندھیریوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، ان کے رکھوالے وہ شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیریوں میں لے جاتے ہیں۔ وہ سب آگ کے باسی ہیں؛ وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے (257)"۔

ان آیات کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مندرجہ ذیل باتیں ارشاد فرمائی ہیں:

1۔ مذکورہ آیت سے پچھلی آیت ،**تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ "یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں"(البقرۃ:252)** میں یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو آیات اور احکامات نازل فرمائے ہیں وہ آپ ﷺ کی نبوت کی سچائی اور اس بات کے حق ہونے کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ پیغمبروں میں سے ہیں، اس کے بعد اللہ سبحانہٗ اس آیت کریمہ (**تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ**)"**یہ پیغمبر جو ہم نے بھیجے ہیں، ان کو ہم نے ایک دوسرے پر فضیلت عطا کی ہے**" میں اِرشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسولوں کے درمیان فضیلت کے اعتبار سے جو تفاوت ہے، اس کا تعلق ان نشانیوں کے نزول کی کیفیت کے ساتھ ہے جو ان کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں اور ان پر اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی شریعتوں کے تنوع کے ساتھ ہے، کسی نبیؑ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ براہِ

راست ہم کلامی کا شرف حاصل ہے، یا اس کو (بالواسطہ) وحی کی گئی، اسے یا تو مخصوص قوم کی طرف مبعوث فرماتے ہیں یا تمام لوگوں کی طرف، کسی کی نبوت کی نشانی ساحروں اور جادوگروں کے جادو اور شعبدہ بازیوں کا توڑ ہوتا ہے اور کسی کے ہاتھ پر مردے زندہ ہوتے ہیں یا اس کو قرآن عطا کیا جاتا ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان فرمایا کہ وہ اپنے بندوں پر غالب اور بالا دست ہے چنانچہ اس کی بادشاہی میں کوئی بھی شے اس طرح وقوع پذیر نہیں ہوتی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ارادے کی وجہ سے مجبور ہو۔

اس لیے یقیناً جن لوگوں نے اپنے انبیاء کی مخالفت کی، جبکہ انھوں نے ان نشانیوں کا مشاہدہ بھی کیا تھا جو رسولوں کی صداقت کی دلیل ہوا کرتی تھیں، اور پھر آپس میں جنگ وجدال بھی کیا، تو ایسا نہیں کہ انھوں نے اللہ کے ارادے کی وجہ سے مجبور ہو کر یہ سب کچھ کیا، بلکہ یہ سب کچھ انھوں نے اپنے اختیار سے کیا، اور اس میں وہ اپنے خالق کی طرف سے مجبور نہیں تھے، کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی چاہتے تو انھیں ہدایت پر پیدا کر دیتے اور اپنے نبیوں کی مخالفت سے انھیں روک دیتے، لیکن اللہ کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ لوگوں کے سامنے خیر وشر کے درمیان فرق کو واضح کرے، اس کے لیے ان کے پاس رسولوں کو بھیجا اور انھیں یہ اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو اپنے لیے خیر اپنائیں جس پر اللہ تعالیٰ ان کو ثواب دے گا اور چاہیں تو اپنے لیے شر کو پسند کر لیں جس پر انہیں سزا دے گا، تو انھوں نے جو کچھ اپنے اختیار سے کیا، پوچھ گچھ بھی ان کی اسی اختیاری افعال کے بارے میں کی جائے گی۔

یہاں دو اہم باتوں کی وضاحت ضروری ہے، اگرچہ اس سے پہلے بھی اس تفسیر میں ہم ان کا ذکر کر چکے ہیں، تاہم اہمیت کی وجہ سے ہم یہاں اسی کا اعادہ کرنا چاہتے ہیں:

1۔ بندے کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جس میں اس کو اللہ کی طرف سے مجبور کیا جائے، یہ جو کہا جاتا ہے کہ بندے کے تمام کام اللہ کے ارادے اور مشیت سے ہوتے ہیں، اس کے یہی معنی ہیں۔ یعنی اللہ کی طرف سے کوئی جبر یا زبردستی نہیں، اور اللہ کے ارادے سے ہونے کے معنی اللہ کی رضامندی نہیں، اس لیے یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اللہ کے ارادے سے چوری کر لی، اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے مجبور ہو کر چوری نہیں کی، اللہ

کی طرف سے اس پر زبردستی نہیں کی گئی، اس کے معنی یہ نہیں کہ اس کی چوری سے اللہ راضی ہیں، پس اللہ کی مشیت اور ارادہ کی اپنی ایک شرعی حقیقت ہے جس کے معنی ہیں کہ اللہ کی ملکوت اور بادشاہی میں کسی بھی شے کا وجود اللہ کی طرف سے جبر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے ارادے اور مشیت سے ہوتا ہے، ارادے کے لغوی معنی یعنی رضامندی مراد نہیں۔

ب۔ بندہ اپنے تمام اختیاری کاموں کے بارے میں جوابدہ ہے، اگر اس نے اچھے کام کیے ہوں گے تو اس کا بدلہ بھی اچھا دیا جائے گا اور اگر برے اعمال کیے ہوں گے تو سزا ملے گی **(كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ) "ہر شخص اپنے کرتوت کی وجہ سے گروی رکھا ہوا ہے"** (المدثر:38)۔ اس طرح یہ قومیں جنھوں نے اپنے انبیاء سے اختلاف کیا، جبکہ انھوں نے ان نشانیوں کا مشاہدہ کیا تھا، جو نبوت میں ان انبیاء کی صداقت پر دلالت کرتی تھیں، تو کچھ ان میں سے ایمان لائیں اور کچھ نے کفر کیا، ان لوگوں سے ایمان اور کفر کے مذکورہ اختیار کے بارے میں پوچھا جائے گا، اسی پر اہل ایمان کو جنت دی جائے گی اور اہل کفر آگ میں داخل ہوں گے۔

لیکن وہ جو ایمان یا کفر کو اختیار کریں، یہ اللہ کے ارادے کے آگے مسخر ہونے یا اس کی طرف سے زبردستی اور جبر کی وجہ سے نہیں، کیونکہ اگر اللہ چاہتا تو ان کو اس اختلاف سے روک دیتا اور ان کو ایک امت بنا دیتا اور سب کی تخلیق ہدایت پر کر دیتا۔

لیکن اللہ کی حکمت کا تقاضا کچھ اور تھا، چنانچہ ان کو اپنے اختیار پر چلنے دیا گیا، ان کی مرضی کہ وہ ایمان اپنائیں یا کفر، البتہ اس کے مطابق ان کو بدلہ دیا جائے گا، جو ثواب یا عذاب کی شکل میں ہوگا، اور یہ اختیار رسولوں کے بھیجنے کے بعد اور آیات بیان کرنے کے بعد دیا گیا اور اس کے بعد کہ جب ان پر حجت قائم کی گئی۔ اللہ جو چاہے کرے۔ **(وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ) "اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے، لیکن اللہ وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے"**۔

(تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ)"ہم نے ان کو متعدد اُمور میں ایک دوسرے سے امتیاز عطا کیا"، چنانچہ بعض رسول ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے براہِ راست (بلا واسطہ) کلام کیا، جیسے موسیٰ علیہ السلام(وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا)"اور موسیٰ سے تو اللہ براہ راست ہم کلام ہوا"(النساء:164)، بعض وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کے ذریعے وحی کی جیسے محمد رسول اللہ ﷺ۔(قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ)" (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ اگر کوئی شخص جبرئیل کا دشمن ہے تو (ہوا کرے) انہوں نے تو یہ (کلام) اللہ کی اجازت سے تمہارے دل پر اُتارا ہے"(البقرۃ:96)۔

اور محمد ﷺ تمام لوگوں کے لیے بھیجے گئے، جبکہ آپ ﷺ کے علاوہ باقی انبیاء کو مخصوص قوموں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ فرمایا"((اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلی: كان كل نبی يرسل الی قومه خاصة و قد بعثت الی كل احمر و اسود و جعلت لی الارض مسجد و طهورا و اعطيت الشفاعة و نصرت بالرعب مسيرة شهر و احلت لی الغنائم و لم تحل لاحد قبلی))"مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں کہ جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں عطا کی گئیں: ہر نبی کو اس کی مخصوص قوم کی طرف بھیج دیا جاتا تھا اور میں ہر گورے اور کالے کی طرف بھیجا گیا ہوں، میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک بنادی گئی ہے، مجھے شفاعت کا مقام دیا گیا ہے اور ایک مہینے کی مسافت کے بقدر رعب و دبدبے سے میری مدد کی گئی ہے، اور میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں جبکہ مجھ سے پہلے کسی اور کے لیے حلال نہیں کی گئیں"۔

اور یہ آیت (تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ)"ہم نے ان کو متعدد اُمور میں ایک دوسرے سے امتیاز عطا کیا" اس آیت (لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ)"ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے"(البقرۃ:285) کے خلاف نہیں۔ اسی طرح اس حدیث کے ساتھ بھی یہ نہیں ٹکراتی، جس میں ہے کہ ((لا تفضلوا بين انبياء الله))"اللہ کے نبیوں کو ایک دوسرے پر فوقیت مت دو"۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان میں فضل کے معنی دراصل نقصان کی اُلٹ ہے، تو کسی شخص کے پاس دوسرے کی نسبت کوئی چیز زیادہ ہو تو وہ اس میں اس سے فضیلت والا کہلاتا ہے یعنی وہ اس سے بڑھ کر ہے، یہی وجہ ہے کہ جس کا

دوسرے کی نسبت رزق زیادہ ہو تو وہ رزق میں فضیلت والا ہوتا ہے **(وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ)** **"اور اللہ نے تم میں سے کچھ لوگوں کو رزق کے معاملے میں فضیلت دے رکھی ہے"** (النحل:71)۔ لہٰذا برتری کا مطلب صرف اتنا ہے کہ کوئی شخص کسی امر میں کسی اور شخص سے زیادہ کا مالک ہو، جبکہ وہ دوسرا کسی اور چیز میں اس سے بڑھا ہوا ہو سکتا ہے۔

انبیا کے درمیان نبوت کے اعتبار سے ایک دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں، آیت **(لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ)** **"ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے"** (البقرۃ:285) میں جو مذکور ہے، اس کے یہی معنی ہیں۔ اور حدیث **((لا تفضلوا بين انبياء الله))** **"اللہ کے نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت مت دو"** کے بھی یہی معنی ہیں۔ لیکن ان میں سے جس نبی کو اللہ تعالیٰ نے کوئی ایک چیز زیادہ دی تو اس اعتبار سے اس کو ایک گونہ فضیلت حاصل ہوئی اور وہی اس کے لیے فضیلت کی بات ہو گئی جیسا کہ آیت کریمہ **(تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ)** **"ہم نے ان کو متعدد اُمور میں ایک دوسرے سے امتیاز عطا کیا"** میں ہے اور جیسا کہ اللہ سبحانہ کے قول **(وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا)** **"اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی، اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی"** (الاسراء:55) اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی گزشتہ حدیث (جس میں پانچ فضیلتوں کا ذکر ہے)۔

(مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ) **"ان میں سے کچھ وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے براہ راست کلام کیا"**، یعنی موسیٰ علیہ السلام۔

(وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ) **"اور ان میں سے بعض کو اس نے بدرجہا بلندی عطا کی"**، یعنی محمد ﷺ، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

(وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ) "اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلی نشانیاں دیں"، یعنی اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرنا، اللہ کے اذن سے مادر زاد اندھوں کا علاج کرنا اور اللہ کے حکم سے برص کے بیمار کا علاج کرنا اور اللہ کے اذن سے گارے سے زندہ پرندہ بنانا۔

(وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ) "اور ہم نے روح القدس کے ذریعے مدد کی"، یعنی جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے قوت دی تھی۔

(وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ) "اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے لوگ اپنے پاس روشن دلائل آجانے کے بعد آپس میں نہ لڑتے، لیکن انھوں نے خود اختلاف کیا، چنانچہ ان میں سے کچھ وہ تھے جو ایمان لائے، اور کچھ نے کفر اپنایا"، یعنی ان کا آپس میں لڑنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی جبر یا زبردستی کی تھی بلکہ صرف اتنا تھا کہ یہ اُس کی مشیت تھی، اللہ تعالیٰ ان کو باہمی جنگ و جدل سے روکنے پر قادر ہے لیکن اللہ نے ان کو چھوڑے رکھا کہ وہ اپنے اختیار سے جو چاہیں، کریں، چنانچہ آپسی قتال کا سبب انبیا کے بارے میں ان کا باہمی اختلاف تھا، اور وہ یہ کہ جنھوں نے ایمان لانا تھا وہ ایمان لے آئے اور جنھوں نے کفر کرنا تھا انھوں نے کفر کیا، **(وَلَكِنِ اخْتَلَفُوا) "لیکن انھوں نے اختلاف کیا"**، اسی کی دلیل ہے کہ ان کا اختلاف ہی ان کے باہمی قتل و قتال کا سبب بنا۔

(وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا) "اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے"۔ یہ اسی بات کی تاکید ہے جو سابقہ آیت میں ذکر کی گئی کہ اللہ کی بادشاہی میں کوئی بھی چیز اس کی طرف سے جبر اور زبردستی واقع نہیں ہوتی بلکہ اس کی مشیت سے ہوتی ہے۔

یہ تاکید اس طرح نہیں کہ اس کو محض تکرار کے قبیل سے سمجھا جائے بلکہ یہ عربوں کے اسالیب کلام کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ ایک فصیح عربی جب ایک بات کر رہا ہوتا ہے، اور پھر درمیان میں اُسے کسی وجہ سے کوئی اور

بات کرنی پڑے، اور وہ پہلی بات کی طرف واپس آنا چاہے تو وہ اسی بات کو دوبارہ مکرر ذکر کرتا ہے یا اس سے ملتے جلتے الفاظ لاتا ہے تاکہ جہاں سے بات ٹوٹی تھی وہیں سے اگلی بات ملا دی جائے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے طرز پر ہے کہ (**مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلاَّ مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا**) "**جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اُس کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرے۔ وہ نہیں جسے زبردستی (کفر کا کلمہ کہنے پر) مجبور کر دیا گیا ہو، جبکہ اُس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، بلکہ وہ شخص جس نے اپنا سینہ کفر کے لیے کھول دیا ہو**" (النحل: 106)۔ کیونکہ سورہ نحل کی اس آیت میں کلام کی ابتدا اس شخص کے بارے میں ہے جو ایمان لانے کے بعد اللہ سے کفر کرے، اب یہ بات مکمل ہونے سے پہلے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ساتھ ہی اکراہ (مجبوری) کی حالت کا ذکر کیا، پھر اللہ سبحانہ ابتدائے کلام کی طرف واپس آتے ہوئے آیت کو مکمل کیا اور تقریباً وہی الفاظ دوبارہ ذکر کیے یعنی (**وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا**) "**بلکہ وہ شخص جس نے اپنا سینہ کفر کے لیے کھول دیا ہو**" (النحل: 106)۔

اور یہ آیت بھی ایسی ہے، اللہ سبحانہ نے اس میں پہلے جو بات ذکر کی ہے وہ یہ کہ سب کچھ اس کی مشیت کے تابع ہیں (**وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ**) "**اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے لوگ اپنے پاس روشن دلائل آجانے کے بعد آپس میں نہ لڑتے**"۔ پھر اس کے بعد ان کا نبیوں کے بارے میں اختلاف کو ذکر کیا، اس کے بعد جو بات شروع کی تھی، اسی کی طرف واپس آکر بات مکمل کی، یہ عربی زبان میں فصاحت اور بیان کا نہایت اعلیٰ اسلوب ہے۔

(**وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ**) "**لیکن اللہ وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے**" کیونکہ وہ سبحانہ ایسا ہے کہ اس کو کوئی بھی شے بے بس نہیں کر سکتی اور اس کا کیا ہوا فیصلہ رد نہیں کیا جا سکتا (**وَإِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ**) "**اور جب وہ کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے بارے میں بس اتنا کہتا ہے کہ "ہو جا" چنانچہ وہ ہو جاتی ہے**" (البقرۃ: 118)۔

2۔ گزشتہ آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوموں کے حالات اور نبیوں کے بارے میں ان کے اختلاف کا ذکر کیا، کہ ان میں بعض نے ایمان لایا اور بعض نے کفر کیا، تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ والی آیات میں اہلِ ایمان اور اہل کفر کے بعض حالات کا تذکرہ کیا، کہ جنھوں نے ایمان لایا وہ اپنی آخرت کو آباد کرنے کے لیے اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں، کیونکہ آخرت میں صرف ان کے نیک اعمال ہی ان کے کام آئیں گے، وہاں نہ کوئی تجارت کر سکیں گے جس سے ان کو مال حاصل ہو کر اس کی زکوٰۃ دیں اور اجر حاصل کریں، نہ ہی دوست و احباب ہوں گے کہ ان کا کچھ بوجھ ہلکا کر دیں یا انہیں نیکیاں کرنے میں معاونت اور مدد فراہم کر دیں گے، ہاں اگر وہ متقین ہوں گے تو وہ الگ بات ہے، وہاں ان کی سفارش کرنے والا بھی کوئی نہ ہو گا، سوائے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے سفارش کی اجازت ملے اور کامیابی حاصل کریں۔

اور جو کافر ہیں تو وہ وہی ظالم لوگ ہیں جنھوں نے چیزوں کو اپنی جگہ سے ہٹ کر رکھا، چنانچہ جس ذات نے انھیں پیدا کیا، اسی سے کفر کیا اور شیطان کے نقش قدم پر چلے، پھر جیسے انھوں نے برے کام کیے تھے وہی بھگتنا پڑا اور ہلاک ہوئے۔

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ)"اے ایمان والو! جو رزق ہم نے تمھیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو"۔ یہ خطاب مسلمانوں سے ہے کہ وہ اپنے مالوں میں سے خرچ کیا کریں، یہ خرچ کی طلب ہے۔

(مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لاَ بَيْعٌ فِيهِ وَلاَ خُلَّةٌ وَلاَ شَفَاعَةٌ)"وہ دن آنے سے پہلے پہلے (اللہ کے راستے میں) خرچ کر لو جس دن نہ کوئی سودا ہو گا، نہ کوئی دوستی (کام آئے گی)، اور نہ کوئی سفارش ہو سکے گی"۔ یہ سخت وعید (دھمکی) ہے، یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں طلب جازم اور حتمی ہے۔

یعنی اس آیت کریمہ میں مطلوبہ خرچ فرض ہے، کیونکہ اس سے مراد زکوٰۃ ہے، آیت میں ہر قسم کا نفلی صدقہ مراد نہیں۔

(لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ)"نہ کوئی سوداہو گا،نہ کوئی دوستی(کام آئے گی)،اور نہ کوئی سفارش ہوسکے گی"، یہ تینوں کلمات مرفوع(پیش کے ساتھ)ہوں گے اگر یہ سمجھا جائے کہ یہاں (لَيسَ) کے مشابہ (لا) ہے،(اوراس نے لیس والا اثر کیا ہے)اس حالت میں اس میں عمومی اور خصوصی دونوں قسم کی نفی کا احتمال ہو گا اور یہ متشابہ آیات میں سے ہو گا، لیکن اس کو مفتوح (زبر کے ساتھ) بھی پڑھا گیا ہے ، یہ قراءت (عربی گرامر میں)اس رائے پر مبنی ہے کہ یہاں (لَا) نے (اِنَّ) کا اثر کیا ہے، اس حالت میں یہ صرف عمومی نفی کے لیے ہو گا اور محکم ہو گا۔

یہ دونوں قرائتیں متواتر ہیں اور دونوں کے معنی بھی ایک ہیں، اور محکم کے ذریعے متشابہ کا فیصلہ کیا جاتا ہے، چنانچہ اس کے معنی نفی کے ہیں، یعنی اس دن کسی بھی قسم کی خرید و فروخت، دوستی اور سفارش نہ ہو گی۔

یہاں اس نفی میں عموم کے معنی میں مزید تاکید اس سے بھی پیدا ہوئی ہے کہ یہاں خاص دوستی اور سفارش کا ذکر کیا ہے، اور جب اس طرح کے مقام میں کسی امر کو خاص کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ عام ہے۔ ایک اور جگہ لفظ اَلاَخِلَّاءُ کی تخصیص کی گئی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: **(اَلْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلاَّ الْمُتَّقِينَ) " اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دُشمن ہوں گے، سوائے متقی لوگوں کے"**(الزخرف: 67)۔اسی طرح سفارش کی تخصیص بھی ایک اور جگہ آئی ہے جیسا کہ ارشاد ہے: **(يَوْمَئِذٍ لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلاَّ مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلاً)"اس دن کسی کی سفارش کام نہیں آئے گی سوائے اس شخص (کی سفارش) کے جسے خدائے رحمٰن نے اجازت دے دی ہو"**(طٰہٰ:109)۔ اور حدیث میں بھی **أُعطِيتُ الشفاعةَ "مجھے شفاعت دی گئی ہے"** آیا ہے۔

چنانچہ اس دن متقین کو بھی ان کی دوستی کام نہیں دے گی اور نہ ہی اس دن کسی کی سفارش کر سکیں گے، سوائے یہ کہ جس کو رحمٰن کی طرف سے اجازت ملے یا یہ صرف اس کے رسول ﷺ کے لیے ہو گی۔

خُلّۃٌ "خالص دوستی"،اس کا اصل ماخذ تخلُّل ہے، تخلُّل کے معنی درمیان میں ہونا،ایسی دوستی میں بھید دونوں کے درمیان ہوتے ہیں۔

(وَالْكَافِرُونَ هُمْ الظَّالِمُونَ)"اور ظالم وہ لوگ ہیں جو کفر اِختیار کیے ہوئے ہیں"،یعنی کافر وہی لوگ ہیں جو امور کو اپنی جگہ کے علاوہ میں رکھتے ہیں،وہ اپنے خالق سے تو کفر کرتے ہیں اور اس کی مخلوق کی عبادت کرتے ہیں اور بعض مخلوق کو اس کے ساتھ شریک گردانتے ہیں،اسی طرح خالق کی جگہ مخلوق کو قانون سازمان کر ظالم بنتے ہیں۔

3۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ وہ عظیم آیت ذکر فرماتے ہیں جس کے اندر اپنی صفات عالیہ کا ذکر کیا ہے،وہ اکیلا معبود ہونے کا حقدار اور اُلوہیت میں یکتا اور منفرد ہے۔وہی معبود ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں،وہ زندہ ہے،اپنی مخلوق کے کام بناتا ہے،وہ ذات جس کو کوئی سستی،غفلت یا نیند نہیں آتی،وہ آسمانوں اور زمینوں کا مالک ہے اور ان کا بھی جو ان میں موجود ہیں،وہ عظمت والا صاحب جبروت ہے، جس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کرنے کی جُرات نہیں کر سکتا،وہ سب کچھ جاننے والا اور اپنی تمام مخلوقات سے باخبر ہے،اور ان سے بھی جو ان کے آگے یا پیچھے ہیں،وہ ذات جس کے علم سے کسی کو آگاہی نہیں ہو سکتی،سوائے یہ کہ وہ ایسا چاہے،اس نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے،وہ ذات جس کو آسمانوں اور زمینوں اور جو ان میں موجود ہے،کی حفاظت نہ تو عاجز بناتی ہے اور نہ اس کے لیے بوجھ کا باعث ہے،وہ اپنی بادشاہی اور سلطنت میں سب سے اوپر ہے،وہ بڑی عزت و جلال والا ہے،وہ سبحانہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے اپنی ذات اقدس کی صفت بیان کی ہے،ہر ایسی بات سے وہ بلند و برتر ہے جو اس کی عظمت کی شایان شان نہ ہو،وہ بڑا ہے،بلند ہے، عظیم ہے۔

یہ قرآن کی عظیم ترین آیت ہے، امام احمدؒ نے اپنی مسند میں ابو ذر ضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ پر سب سے بڑی کونسی آیت نازل ہوئی ہے؟ فرمایا:**((آیت الکرسی ،اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم))** اس حدیث کو امام احمدؒ نے اُبیؓ اور ابی امامہ اور دیگر صحابہ کرام سے بھی نقل کیا ہے،اسی طرح دارمی نے بھی اس کو اپنی سنن میں تخریج کیا ہے۔

یہ بات کہ آیت الکرسی قرآن کی سب سے بڑی آیت ہے، اس کا اس بات سے کوئی تعارض نہیں کہ قرآن کی ہر ہر آیت بھی تو اللہ کا کلام ہی ہے کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے، اس لیے اس اعتبار سے تمام آیات کی عظمت یکساں ہی ہے، لیکن اللہ سبحانہ نے چاہا کہ بعض آیات کا اجر دیگر آیات کی نسبت سے بڑا کر دے، اس میں اس کی اپنی حکمت ہے جس کو وہی خوب جانتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے ابو سعید بن المعلیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:((**لاعلمنک اعظم سورة فی القرآن قبل ان تخرج من المسجد، ثم قال رسول الله ﷺ : سورة (الحمد لله رب العالمين)"مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں قرآن کی سب سے بڑی آیت سکھادوں گا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: سورۃ(الحمد لله رب العالمين)(یعنی سورہ فاتحہ)"**

پھر جیسا کہ ہم نے آیت الکرسی سے متعلق سابقہ حدیث شریف میں ذکر کیا کہ وہ قرآن کی عظیم ترین آیت ہے۔ اس کا مطلب ہے اجر میں سب سے بڑی ہے، اس کا اس سے کوئی تعارض نہیں کہ قرآن کی تمام آیات اللہ کا کلام ہیں، تو اس لحاظ سے یہ سب آپس میں برابر ہیں، البتہ اجر کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی ہیں، لہذا ان دو باتوں میں کوئی تعارض یا ٹکراؤ نہیں۔

پچھلی آیت کریمہ کے آخر میں **(و الكفرون هم الظالمون)** ذکر کیا ہے، اس کے بعد ہی یہ آیت کریمہ آئی ہے ، اس میں کفار کی سرزنش مراد ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ وہ بہت بڑی گمراہی میں مبتلا ہیں اور سرکشی و بے راہ روی میں آخری حد تک گئے ہیں کیونکہ انھوں نے مخلوقات کو اس عظیم خالق کے مرتبہ میں رکھا جو **لا الله الا هو الحی القيوم "اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو سدا زندہ ہے"** ہے، وہ کیوں شرک کرتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر اس کی مخلوقات کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟، اس سے یہ ہوگا کہ امور کو بے محل رکھ دیں گے اور ظالم بن جائیں گے۔

حاصل یہ کہ اللہ سبحانہ اکیلا عبادت کے لائق ہے اور معبود ہونے میں وہ یکتا ہے اور کافر لوگ ظالم ہیں۔

(لَا اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ)"اس کے سوا کوئی معبود نہیں" یعنی اللہ سبحانہ اکیلا عبادت کا حقدار ہے۔

اور (اَللّٰهُ) مبتدا ہے، اور (لَا اِلٰهَ) دوسرا مبتدا ہے، اور اس کی خبر محذوف ہے، یعنی معبود یا موجود لفظ کو محذوف سمجھا گیا ہے، (لَا) جنس کی نفی کے لیے ہے اور یہ اِنّ کی طرح عمل کرتا ہے، پھر (اِلٰهَ) لائے نفی جنس کا اسم ہے، یہ فتح (زبر) کے ساتھ مبنی ہے، اس کی خبر محذوف ہے جو کہ معبود یا موجود ہے، یہ مرفوع ہے۔ عرب لائے نفی جنس اور اس کے اسم کو اپنے محل کی وجہ سے مبتدا مرفوع بناتے ہیں اور لا کی خبر محذوف ہوتی ہے یہ خبر لا اور اس کے اسم دونوں کی ہوتی ہے، اور (هُوَ) مرفوع ہونے کی جگہ میں ہے یہ (لَا اِلٰهَ) سے بدل ہے اور مبتدا اول کی خبر (لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ) ہے اور اِلَّا یہاں استثنا کے لیے ہے، مگر یہ عمل نہیں کرتا اس کو ملغی عن العمل کہتے ہیں۔

(الحَیُّ القَیُّومُ) هُوَ کے لیے دو صفات ہیں۔

(الحَیُّ) وہ جس کی حیات دائمی ہو، یعنی جس کی طرف فنا کا کوئی راستہ نہیں، اس کی اصل (حَیوٌ) ہے پھر اس میں واؤ آخر میں ہونے کی وجہ سے اور اس کا ما قبل مکسور (زیر) ہونے کی وجہ سے یاء کے ساتھ بدل گیا اور پھر دونوں آپس میں مدغم ہوئے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کے رسم الخط میں حیات کو حیوٰۃ لکھا جاتا ہے تا کہ اس کے اصل حروف کی طرف اشارہ ہو جائے۔ اس کی تائید (الحیوان) سے بھی ہوتی ہے، اس میں اصل حروف واضح ہیں۔

(القَیُّومُ) یہ قیام کے لیے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کے اصلی حروف قَیوُومٌ ہیں، جس کا وزن فیعول بنتا ہے، پھر واؤ اور یاء کے جمع ہونے اور پہلے کے ساکن ہونے کے وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا، پھر یاء کا ادغام یاء میں کر دیا گیا، قیوّم بن گیا، اس کا مطلب ہے، اپنی مخلوق کے کام چلانے والا۔

(سِنَةٌ) سستی جو نیند سے پہلے آتی ہے، یعنی اونگھ نہ کہ نیند، آیت اس حوالے سے واضح ہے کہ ان دونوں حالتوں یا کیفیات کی نفی کی گئی ہے، تو اللہ تعالیٰ کو نہ اونگھ آتی ہے خواہ اس کے نتیجے میں نیند بھی آجائے یا نہیں، اسی طرح اللہ سبحانہ کو نیند بھی نہیں آتی۔

یہ سِنۃ در اصل وسنۃ تھا پھر واؤ کو حذف کر دیا گیا، اس لیے جس شخص پر اونگھ کا غلبہ ہو جائے اس کو وَسنان کہتے ہیں، کیونکہ اس کے اصل حروف میں واؤ موجود ہے۔

یہاں لفظ (**لاَ**) مکرر لایا گیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہاں نفی میں دونوں شامل ہیں، یعنی دونوں کو شامل کرنے اور احاطہ کرنے کے لیے ہے، یہ دونوں اکٹھے ہوں یا الگ الگ، اگر (**لاَ**) کو مکرر نہ لایا جاتا یعنی (لا تاخذه سنة و نوم) کہا جاتا تو اس سے یہ معلوم نہ ہوتا کہ صرف نیند یا صرف اونگھ کی نفی بھی کی گئی ہے، بلکہ ایسا معلوم ہوتا کہ بیک وقت دونوں کی نفی کی گئی ہے، لیکن جس طرح آیت کریمہ میں آیا ہے کہ **لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ** " **جس کو نہ کبھی اُونگھ لگتی ہے، نہ نیند**"، تو اس میں صرف اونگھ، یا صرف نیند بھی اس نفی میں داخل ہیں اور دونوں بیک وقت بھی، جس سے معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ کو اونگھ نہیں آتی، خواہ اس کی نتیجے میں نیند آئے یا نہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو نیند بھی نہیں آتی۔

(**لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ**) یعنی اللہ سبحانہ ہر چیز کا مالک ہے: آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہیں، یعنی یہاں (**له**) میں لام ملکیت کے لیے ہے۔

اور (**مَا**) کا تکرار اشتباہ اور التباس کو ختم کرنے کے لیے ہے، کہ اگر (له ما فى السموات و الارض) کہا جاتا تو اس سے یہ فہم کیا جاتا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کا اور جو کچھ ان میں ہے اور زمین کا مالک ہے نہ کہ خود زمین کا، اب جب مکرر لایا گیا تو یہ مطلب قطعی طور پر واضح ہو گیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب کا مالک ہے۔

اگرچہ آیت میں لفظ (**مَا**) لایا گیا ہے، مَا کا استعمال ایسی چیزوں کے لیے ہوتا ہے جن میں عقل نہیں، لیکن اس میں ذی عقل (عقل والے) بھی داخل ہیں، اس کی دو وجہ ہیں:

یہاں غیر ذی عقل کائنات کو عقل والوں پر گویا غلبہ دیا گیا ہے، اس کو تغلیب کہتے ہیں، تاکہ یہ ظاہر کیا جائے کہ ذی عقل مخلوق غیر ذی عقل کے مقابلے میں کم ہے۔

دوسرا یہ کہ اسی آیت الکرسی میں بعد میں آیا ہے کہ(**يَعلَمُ مَا بَينَ اَيدِيهِم وَ مَا خَلفَهُم)"وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے"** یہ عقل والوں کے ساتھ خاص ہے، یہاں جمع کی ضمیر(هُم) عقل رکھنے والوں کے ساتھ خاص ہے، لہذا اس سے پتہ چلتا ہے کہ **(مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الاَرضِ)"جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے"** میں عقل والے بھی داخل ہیں۔

اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز اللہ سبحانہ کی ملک ہے اور جو شے کسی کی ملک ہو، وہ بالکل ہی عبادت کے لائق نہیں، یہ بتوں اور ستاروں وغیرہ مخلوقات کی پرستش پر مشرکین کے لیے سرزنش ہے۔

(مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ)"کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے" یہاں استفہام انکاری ہے یعنی کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرنے کی جرأت کرے، یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کی دلیل ہے جیسا کہ شفاعت والی حدیث میں ہے کہ **((آتی تحت العرش فاخر له ساجدا فيدعنى ما شاء الله ان يدعنى ثم يقال: ارفع راسک و قل تسمع و اشفع تشفع۔ قال: فيحد لى حدا فادخلهم الجنة))"میں عرش کے نیچے آؤں گا اور سجدہ کروں گا، پھر کہا جائے گا: اپنا سر اٹھاؤ اور بولو، تمھیں سنا جائے گا اور شفاعت کرو، تمھاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر فرمایا: پھر میں سر اٹھا کر حمد کروں گا جو اللہ مجھے سکھائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور اللہ میرے لیے ایک حد مقرر کرے گا، لہذا میں انھیں جنت میں لے جاؤں گا"۔**

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت ثابت ہے مگر ہوگی اللہ کی اجازت سے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی تو آپ ﷺ کی سفارش و شفاعت قبول کی جائے گی جیسا کہ حدیث میں ذکر ہوا۔

(يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ) **"وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے"**، دونوں جگہ هُم کی ضمیریں ہر اس شخص کی طرف متوجہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس قول کو سمجھتا ہے کہ **(لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ) "اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے"** مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کو ان باتوں کا بھی علم ہے جو ان سے پہلے ہو چکیں **(مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ)** کے یہی معنی ہیں اور ان باتوں کو بھی جو ان کے بعد ہوں گی **(وَمَا خَلْفَهُمْ)** کے یہی معنی ہیں۔

(وَلاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلاَّ بِمَا شَاءَ) "اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے سوائے جو وہ چاہے" کسی کے بس میں نہیں کہ وہ ان باتوں میں سے کسی بات کی اطلاع حاصل کر لے جو اللہ کے علم میں ہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے ان باتوں میں سے کسی بات کی تعلیم دینا چاہے، تو جو وہ جانتا ہے، اس کی مشیئت اور مرضی کے بغیر کسی کی ان تک رسائی نہیں ہو سکتی **(عَلَّمَ الإنسَانَ مَا لَمْ يَعلَم) "اس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا"** (العلق:5)، **(رَبِّ زِدنِي علماً) "میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما"** (طٰہٰ:144)۔

(وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ) "اس کی کرسی کی وسعت آسمانوں اور زمین پر ہے"۔ **(كُرْسِيُّهُ) "اس کی کرسی"** متشابہ آیات میں سے ہے، اور جیسا ہم نے تفسیر قرآن کے معتمد طریقے کے بارے میں مقدمہ میں ذکر کیا ہے، اس کے مطابق ہم اولاً شرعی حقیقت بیان کریں گے، یعنی رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث تلاش کریں گے جو (الکرسی) کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، مل جائیں تو ہم ان احادیث پر عمل کریں گے ورنہ عربی زبان و لغت کی طرف رجوع کریں گے، کیونکہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے **(إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ قُرۡءَٰنًا عَرَبِيّٗا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُونَ) "بے شک ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم سمجھ سکو"** (سورۃ یوسف 12:)، اور، **(نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلۡأَمِينُ (١٩٣) عَلَىٰ قَلۡبِكَ لِتَكُونَ مِنَ ٱلۡمُنذِرِينَ (١٩٤) بِلِسَانٍ عَرَبِيّٖ مُّبِينٖ (١٩٥)) "اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ آپ کے قلب پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ صاف عربی زبان میں"** (الشعراء:193:195)۔

آیت الکرسی کے بارے میں کچھ احادیث آئی ہیں اگر وہ صحیح ہوں تو اس کی تفسیر میں انہی پر اعتماد کیا جائے گا، لیکن یہ احادیث ایسی ہیں جن میں کلام ہے، ان میں صحت کے قریب ترین احادیث یہ ہیں:

بیہقی نے اپنی کتاب (الاسماء والصفات) میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: "میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو آپ پر نازل کیا گیا ہے، اس میں کونسی (آیت) سب سے بڑی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: آیت الکرسی۔ پھر فرمایا: اے ابو ذر، کرسی کے مقابلے میں ساتوں آسمان اتنے ہی ہیں جیسے کسی صحرا میں پڑی انگوٹھی، اور عرش کی کرسی پر فضیلت ایسی ہے جیسے صحرا کی انگوٹھی پر"۔

ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسی طرح روایت کیا ہے۔ فتح الباری میں ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن حبان کی روایت نقل کی ہے اور اضافے کے ساتھ بھی نقل کیا ہے (مجاہد سے اس کا ایک شاہد بھی مروی ہے، جس کو سعید بن منصور نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے)۔

اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ہم اس کو لیتے اور یہ معنی کرتے کہ کرسی اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوق ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین سے بڑا پیدا کیا ہے اور یہ آسمان اور زمین کرسی کے مقابلے میں بس اتنے ہیں جتنی صحرا کے مقابلے میں ایک انگوٹھی کی حیثیت ہوتی ہے اور ہم کرسی کے اس معنی پر ضرور ایمان لاتے، اس سے تجاوز نہ کرتے۔

مگر بات یہ ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کو دو سندوں سے روایت کیا ہے: پہلی سند میں یحییٰ بن سعید السعدی البصری آیا ہے، عقیلی کے بقول ان کا کوئی متابع موجود نہیں، ابن حبان کے بقول وہ الٹ پلٹ احادیث نقل کرتا ہے، منفرد ہونے کی صورت میں اس کی حدیث کو حجت نہ بنایا جائے۔" یہاں یہ ابن جریج سے روایت کرنے میں منفرد ہیں" ابن عدی نے کہا: وہ اس حدیث کے ساتھ مشہور ہے، اس سند کے ساتھ یہ حدیث منکر ہے (لسان المیزان ج 6 ص 316 حدیث نمبر 70/9144 دار الفکر للطباعة و النشر)۔

دوسری سند میں ابراہیم بن ہشام راوی ہیں، ان کی روایت کردہ حدیث بھی قابل حجت نہیں، جیسا کہ ابو زرعہ الرازی، ابو حاتم اور الذہبی سے منقول ہے (لسان المیزان ج 1 ص 124 حدیث نمبر 373،دار الفکر للطباعة و النشر)۔

اور ابن حبان نے ابراہیم بن ہشام کی حدیث میں یہی بات کی ہے، یعنی وہ قابل احتجاج نہیں جیسا کہ ہم نے سطور بالا میں ذکر کیا۔

اور سعید بن منصور کی سنن میں بھی یہ حدیث آئی ہے، وہ کہتا ہے، ہم ابو معاویہ نے الاعمش سے، انھوں نے مجاہد سے حدیث بیان کی، کہ (آسمان اور زمین کرسی کے مقابلے میں صرف اتنے ہیں جتنا کسی صحرا میں پڑی انگوٹھی)۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے فرمایا: بلاشبہ اعمش کا مجاہد سے سماع (سننا) قلیل ہے اور مجاہد سے روایت کی گئی اکثر احادیث میں تدلیس ہوتی ہے"۔(اس کے لیے ابن ابو حاتم الرازی کی علل الحدیث ج2 ص210 حدیث نمبر2119) دیکھی جائے، نیز سنن سعید بن منصور ج3 ص952 حدیث نمبر425 حاشیہ تحقیق ڈاکٹر سعد آل حمید دارالصمیعی للنشر و التوزیع دیکھیے)۔

اس بناپر الکرسی کی تفسیر میں وارد احادیث کلام سے خالی نہیں۔ لہذا ہم الکرسی کی تفسیر کے لیے لغت کی طرف رجوع کریں گے۔

یقیناً عرب کرسی کا اطلاق علم پر کرتے ہیں، جیسا کہ القاموس میں آیا ہے، اس اطلاق میں مد نظر یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ کرسی پر بیٹھتے ہیں ہو علماء ہوتے ہیں، چنانچہ علماء کا کرسی کے ساتھ محل کا تعلق ہے، لہذا کرسی بول کر وہ چیز مراد لی گئی جو اس میں موجود ہوتی ہے، یعنی علم، اسی سے کراسہ کا لفظ بھی نکلا ہے، جس کے معنی کاپی کے ہیں، کیوں کہ کاپی میں علم کو محفوظ کیا جاتا ہے۔

اب(**وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ**) کے معنی ہوں گے،"اس کا علم آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے"۔ بالخصوص جبکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی آیا ہے کہ (:**يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ**)"**وہ سارے بندوں کے تمام آگے پیچھے کے حالات کو خوب جانتا ہے اور وہ لوگ اُس کے علم کی کوئی بات اپنے علم کے دائرے میں نہیں لا سکتے، سوائے اُس بات کے جسے وہ خود چاہے**"۔ لہذا کلام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے علم سے ہوئی ہے اور یہ کہ اس کے علم کا کوئی بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس طرح اس آیت کے جملہ اجزا کا معنی بالترتیب کچھ یوں ہوئے کہ: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کے بارے میں ہر چیز جانتے ہیں، جبکہ مخلوق اللہ سبحانہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتی، سو اللہ تعالیٰ کا علم آسمانوں اور زمین سے بھی وسیع ہے، تا کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت اور اس لا محدودیت کا اندازہ لگایا جا سکے۔ اس بنا پر الکرسی کی تفسیر میں یہ کہنا کہ یہ علم سے تعبیر ہے، اس کی درست اور محکم وجہ سامنے آتی ہے۔

ہم (الکرسی) کی تفسیر میں اسی بات کو ترجیح دیتے ہیں، یعنی الکرسی (علم) ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کو ترجیح دینے کی ایک وجہ ہے وہ یہ کہ متشابہ کے معنی کو ترجیح دی جاتی ہے، اس سے قطعی اور یقینی معنی مراد نہیں لیے جاتے، کیونکہ متشابہ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ منقول ہے کہ یہ علم ہے یعنی اس کی کرسی کا مطلب اس کا علم ہے۔

(وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ)"اور ان دونوں کی نگہبانی سے اسے ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا، اور وہ بڑا اعالی مقام، صاحبِ عظمت ہے"، یعنی جو ذات اتنی بڑی مخلوق یعنی الکرسی کو پیدا کرتی ہے جو آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے وہ آسمانوں اور زمین کی حفاظت سے نہ تو عاجز ہے نہ ہی آسمانوں اور زمین اور جو مخلوقات ان میں موجود ہیں، کی حفاظت اس کے لیے کوئی بوجھ ہے۔

(يَئُودُهُ) یعنی اس پر بھاری ہے، کہتے ہیں: آدنی الشئی، جس کے معنی ہیں: میرے لیے وہ چیز اٹھانا مشکل ہے، میں نے اس کو اٹھانے میں مشقت اٹھائی۔

(وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ) "وہ بڑا عالی مقام، صاحبِ عظمت ہے"، یعنی قدرت اور مرتبہ میں۔

(الْعَلِيُّ) وہ زبردست اور چیزوں پر غالب ہے۔ عرب کہتے ہیں: علا فلان فلاناً (فلاں فلاں سے اوپر ہوا) مطلب وہ اس پر غالب آگیا۔

(الْعَظِيمُ) عظمت اور بزرگی والا ہے، اور اس کی نسبت سے ہر شے حقیر اور ہیچ ہے، وہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی مملکت اور سلطنت میں برتر اور اپنی عزت وجلال میں عظیم ہے۔

ہم یہاں آخری بات یہ کہتے ہیں کہ: اس عظیم قرآن میں تدبر کرنے والا دیکھتا ہے کہ اس قرآن کا معجزانہ اسلوب بیان انسانی عقل وخرد کو جکڑ دیتا ہے، اس آیت کریمہ میں پانچ مستقل جملے بغیر حرف عطف کے پے در پے آئے ہیں، آیت کو پڑھیں (اللَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ) "اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو سدا زندہ رہے، جو پوری کائنات سنبھالے ہوئے ہیں؛ جس کو نہ کبھی اُونگھ لگتی ہے، نہ نیند۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے (وہ بھی) اور زمین میں جو کچھ ہے (وہ بھی)، سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے؟ وہ سارے بندوں کے تمام آگے پیچھے کے حالات کو خوب جانتا ہے اور وہ لوگ اُس کے علم کی کوئی بات اپنے علم کے دائرے میں نہیں لا سکتے، سوائے اُس بات کے جسے وہ خود چاہے"، آیت پھر بھی قوت کی حامل اور عظیم ہے۔

قرآن کریم کی ایک اور آیت ایسی آئی ہے جس میں چھ واؤ آئے ہیں (وَقِيلَ يَاأَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَاسَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ "(اور جب کفار غرق ہو چکے تو) حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی (جو کہ تیری سطح پر موجود ہے) نگل جا اور اے آسمان (برسنے سے) تھم جا (چنانچہ دونوں امر واقع ہو گئے) اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا اور کشتی (کوہِ) جُودی پر آرکی اور کہہ دیا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے دور ہوں" (ھود: 44) یہ آیت بھی عظیم آیت ہے، عرب ایسا

کلام نہیں کر سکتے، وہ اگر ایک ہی جملے میں کثرت سے حروف عطف لائیں تو جملہ کمزور اور اس کے الفاظ میں جھول سا پیدا ہو جاتا ہے، اور اگر وہ پے در پے مستقل کئی جملے لاتے ہیں، جن میں حروف عطف کے ذریعے کوئی ربط نہ دیا جائے تو معنوی طور پر ایسے جملے بھی ضعیف اور کمزور جملے بن جاتے ہیں۔

مگر قرآن کا اسلوب، لفظی اور معنوی دونوں لحاظ سے معجزانہ ہے، اسی وجہ سے یہ انسانوں پر حجت ہے اور حق بات کرتا ہے **(لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ) "جس تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے، نہ اس کے آگے سے، نہ اُس کے پیچھے سے۔ یہ اُس ذات کی طرف سے اُتاری جارہی ہے جو حکمت کا مالک ہے، تمام تعریفیں اُسی کی طرف لوٹتی ہیں"** (فصلت:42)۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ!!

4۔ آیت الکرسی کے بعد والی آیتیں بھی اسی سلسلہ کلام میں آئی ہیں جس کا آغاز آیت الکرسی سے پہلے والی آیات سے کیا گیا یعنی **(وَلَكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ) "لیکن انھوں نے خود اِختلاف کیا، چنانچہ ان میں سے کچھ وہ تھے جو ایمان لائے، اور کچھ نے کفر اپنایا"**۔

اس آیت **(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ) "دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت کا راستہ گمراہی سے ممتاز کر واضح ہو چکا"** میں اللہ تعالیٰ انسانوں کے لیے بیان کرتا ہے کہ جو ان میں سے کفر اختیار کرے گا تو وہ بے راہ روی کا شکار ہو گیا اور بھٹک گیا اور جو ایمان کا راستہ اختیار کرے گا تو وہ ہدایت پر ہے اور سیدھے راستے پر چلا اور اللہ سبحانہ ان کی علانیہ باتوں کو سنتا ہے اور ان کی ان باتوں کا بھی علم رکھتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں **(وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ) "اور اللہ تعالیٰ سننے والا، دیکھنے والا ہے"**۔

(لَا إِكْرَاهَ) یہ لفظ (اکراہ) نکرہ (common noun) ہے اور یہ اس سے پہلے لاَ نفی جنس کا آیا ہے، لہٰذا اس سے عموم کے معنی سمجھے جاتے ہیں، یعنی کسی بھی شخص کو اس کے دین اور عقیدے میں مجبور نہیں کیا جائے گا، اس کے نازل ہونے کا سبب اسی معنی کی تاکید کرتا ہے، چنانچہ ابن جریر، ابو داؤد اور البیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: (كانت المراة تكون مقلاة فتجعل على نفسها ان عاش لها ولد

ان تهوده، فلما اجليت بنو النضير كان فيهم ابناء الانصار فقالوا: لا ندع ابناءنا فانزل الله عز وجل (**لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ**)"پہلے یہ ہوتا تھا کہ کسی عورت کی جب اولاد زندہ نہیں بچتی تھی تو اپنے اوپر یہ لازم کر دیتی تھی کہ اگر اس کا کوئی بچہ زندہ رہا تو وہ اس کو یہودی بنائے گی، جب بنی نضیر کو جلاوطن کر دیا گیا تو ان میں انصار کے بیٹے بھی تھے تو انھوں نے کہا: ہم اپنے بچوں کو نہیں جانے دیں گے، تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کر دی (**لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ**)"**دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت کا راستہ گمراہی سے ممتاز کر واضح ہو چکا**"۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ہم نے یہ کام اس وقت کیا تھا جب ہم ان کے دین کو ہمارے اپنے دین سے بہتر تصور کرتے تھے، تو اب جب اللہ تعالیٰ نے اسلام دیا تو ہم ان کو اس پر مجبور کریں گے، چنانچہ یہ آیت اتری (**لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ**) "**دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت کا راستہ گمراہی سے ممتاز کر واضح ہو چکا**" یعنی جو چاہے ان سے مل جائے اور جو چاہے اسلام میں داخل ہو جائے" ابو داود کہتا ہے کہ مقلات سے مراد ایسی عورت ہے جس کی اولاد زندہ نہیں رہتی۔

مگر یہ ہے کہ دو حالتوں میں اس عموم کی تخصیص کی گئی ہے:

اَ۔ عقیدے کے بغیر شرعی احکامات کے آگے جھکنا، اس پر ذمیوں کو مجبور کیا جائے گا۔ خواہ نخواہی احکام شریعت کے آگے ان کا سر تسلیم خم کرنا واجب ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں آیا ہے (**حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ**) "**یہاں تک کہ وہ خوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں**" (التوبۃ: 29) یعنی شرعی احکامات کے آگے جھکتے ہوئے جزیہ دیں۔ لہٰذا ان کے لیے یہ تو گنجائش ہے کہ وہ اپنے کفریہ عقیدے پر رہتے ہوئے، اسی کے مطابق اپنے گرجوں میں عبادات بجالائیں، اسی کے مطابق کھائیں پیئیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو باقی رہنے دیا، انہیں ان امور کے چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، مگر ان کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنی عام زندگی میں اسلام کے علاوہ سے فیصلے کریں بلکہ ان کو شرع سے فیصلہ کروانے پر مجبور کیا جائے گا۔

ب۔ مشرکین عرب کے بارے میں یہ حکم ہے کہ انہیں اسلام پر مجبور کیا جائے گا، نہ مانیں تو قتل کیا جائے گا، آیت میں اسی طرح آیا ہے **(سَتُدْعَوْنَ إِلَى قَوْمٍ أُوْلِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ)" عنقریب تمہیں ایسے لوگوں کے پاس (لڑنے کے لیے) بلایا جائے گا، جو بڑے سخت جنگجو ہوں گے، کہ یا تو اُن سے لڑتے رہو، یا وہ اطاعت قبول کرلیں**"(الفتح:16)۔ یہ آیت مشرکین عرب کے بارے میں نازل ہوئی۔

اس بنا پر مذکورہ آیت **(لا اکراہ فی الدین)" دین میں کوئی جبر نہیں**" سابقہ دو صورتوں کے علاوہ کے لیے عام ہے، یعنی مشرکین عرب سے صرف اسلام قبول کیا جائے گا یا انہیں قتل کیا جائے گا۔ دیگر کفار سے اسلام قبول کیا جائے گا، نہیں تو وہ جزیہ دیں گے، البتہ ان کو عام معاملات زندگی میں اسلامی احکامات کے آگے جھکنے اور اطاعت پر مجبور کیا جائے گا۔

تو اس بنا پر یہ آیت مذکورہ دونوں صورتوں کے حوالے سے عام مخصوص البعض ہو گی۔

(قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنْ الغَيِّ)" ہدایت کا راستہ گمراہی سے ممتاز کر واضح ہو چکا" یعنی حقیقت ہے کہ ایمان کفر سے اور غلط صحیح سے الگ ہو چکا ہے۔

اور **(الرُّشْدُ)** راء کے پیش اور شین کے سکون کے ساتھ مصدر ہے، اس کا فعل رَشَدَ یَرْشُدُ ہے، باب نصر سے، یہ اَلغَیُّ کی ضد ہے، اَلغَیُّ کے معنی ہیں: ہلاکت کے راستے پر چلنا۔

(فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ) سو جو طاغوت سے کفر کرے گا (طاغوت) ہر وہ شے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے اور ضلالت کا ہر سرغنہ، یہ طَغِیَ یطغیٰ سے ہے **(كَلاَّ اِنَّ الاِنسَانَ لَيَطغیٰ)" سچ مچ بے شک انسان حد سے نکل جاتا ہے**"(العلق:6)۔ یَطغیٰ وہاں بولا جاتا ہے جب انسان حد سے تجاوز کرے، یعنی اس میں زیادتی کرے۔ طاغوت کی اصل طَغیُوت ہے پھر لام کو مقدم اور عین کو مؤخر کر دیا گیا، پھر حرف علت

متحرک ماقبل مفتوح ہوا، چنانچہ حرف علت یعنی یاء کو الف سے تبدیل کر دیا گیا اور اس کا وزن فلعوت ہو گیا۔ تقدیم اور تاخیر جَذَبَ اور جَبَذَ میں بھی کی گئی ہے، اسی طرح صاعقۃ اور صاقعۃ میں بھی کی گئی ہے۔

(فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى)"تو اس نے ایک مضبوط کنڈا تھام لیا"۔(اسْتَمْسَكَ)یعنی عملدر آمد میں حد کر دی۔

(بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى)"ایک مضبوط کنڈا"،(الْعُرْوَةِ)وہ چیز جس کو مضبوط پکڑا جائے اور اس کے ساتھ لٹکا جائے۔

اور (الْوُثْقَى) فُعلیٰ کے وزن پر ہے، یہ وثاقت سے ہے، مذکر کے لیے اوثق اور مؤنث کے لیے وثقیٰ بولا جاتا ہے، جیسے کہتے ہیں فلاں افضل اور فلانی فضلیٰ۔

یہ تشبیہ ہے، یعنی جو شخص طاغوت کا منکر اور اللہ پر ایمان لائے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی مضبوط اور محفوظ رسی کو پکڑ لے۔ یہاں طاغوت سے انکار کو مقدم کیا گیا ہے اللہ پر ایمان سے، تو اس میں نکتہ یہ ہے کہ طاغوت سے جہاد میں اس سے زیادہ مشقت کی ضرورت ہوتی ہے جو اللہ پر ایمان لانے میں ہوتی ہے، کیونکہ ایمان فطرت کے مطابق اور عقل کو قائل کرتا ہے، جبکہ کفر فطرت میں باہر سے مداخلت کرتا ہے، لہٰذا جو طاغوتوں کی عبادت سے الگ ہو جائے اور اپنی فطرت سلیمہ کی طرف لوٹ آئے، اس کے لیے ایمان کا راستہ آسان ہو جاتا ہے اور جس کا طاغوت سے کسی بھی طرح کا تعلق قائم رہے اور وہ ایمانی صفات بھی اختیار کرنا چاہے تو اس کے لیے امور گڈمڈ ہو جائیں گے اور گمراہی میں جا پڑے گا، ہلاکت سے دوچار ہو جائے گا۔

اس آیت میں اس شخص کے موقف کی سختی کا کیا ہی زبردست بیان ہے جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو وہ گویا اللہ کی مضبوط رسی کے ساتھ چمٹ گیا جیسے کوئی بہت مضبوط کھونٹی کو پکڑ لے جس میں کوئی ادنیٰ سی پھٹن بھی نہ ہو، اور وہ ہر قسم کی کمزوری سے محفوظ ہو۔

(لَا انفِصَامَ لَهَا) "**جس کے ٹوٹنے کا کوئی امکان نہیں**" یعنی منقطع ہونے سے پہلے جو شگاف پڑتے ہیں یا پھٹن واقع ہوتی ہے، وہ اس میں نہیں، یعنی یہاں منقطع ہونے کی نفی نہیں بلکہ منقطع ہونے سے پہلے جو پھٹن آتی ہے، اس کو نفی کیا گیا، اس سے نہایت بلیغ انداز میں اس کے کٹ جانے کو نفی کیا گیا ہے، یعنی کٹ جانے کا تو اس میں کوئی احتمال ہی نہیں۔

لغت میں (قَصَم) کا استعمال ایسے ٹوٹ کے لیے ہوتا ہے جس میں علیحدگی بھی ہو یعنی جب ایک چیز پھٹ جائے، پھر کٹ جائے اور علیحدہ ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ (انقصم) یعنی پھٹ کر کٹ گئی اور جب کٹے بغیر صرف پھٹ جائے تو کہا جاتا ہے (اِنفَصَمَ) تو یہاں انفصام کی نفی کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں پھٹن اور علیحدگی کوئی نہیں، لہذا یہ بلیغ انداز سے علیحدگی کی نفی ہے۔

معنی یہ ہے کہ طاغوت سے کفر کرنے اور اللہ پر ایمان لانے والے شخص کا جو ایمان ہوتا ہے، وہ بہت مضبوط ایمان ہوتا ہے جیسے وہ شخص جو کسی مضبوط اور قابل اعتماد کھونٹے کو پکڑ لے اور وہ گویا خود اس کا جز بن جائے جس سے وہ کبھی جدا نہیں ہوتا۔

اللہ سبحانہ آیت کا اختتام اس طرح فرماتے ہیں کہ وہ سننے والا ہے ان باتوں کا جو وہ کھول کر کرتے ہیں اور جاننے والا ہے ان باتوں کا جن کو وہ چھپ کر کرتے ہیں، اس سے کوئی بھی چیز چھپی ہوئی نہیں، وہ مسلمانوں کا صدق بھی جانتا ہے اور منافقین کی منافقت بھی اور کافروں کا کفر بھی (وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ) "**اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے**"۔

5۔ ان آیات میں بہ تسلسل مؤمنین کے حالات بیان کیے جا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا کارساز ہے، وہ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور گمراہی سے ہدایت کی طرف لاتا ہے اور باطل سے حق کی طرف راستہ دکھاتا ہے، انہیں جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل کرے گا۔

اسی طرح طاغوت کے پجاری کافروں کے حالات بھی بیان کیے جارہے ہیں، کہ ان کے طاغوت اور سرغنے ان کو ہاویہ میں لاڈالیں گے، وہ ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف اور ہدایت سے ضلالت کی طرف ہنکا کر جاتے ہیں، بالآخر وہ ان کو جہنم کی آگ میں گرا کر چھوڑیں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

(اَللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا)"اللہ ان کا مدد گار ہے جو ایمان لائے"، یعنی ان کا مدد گار اور معاون ہے اور ان سے دفاع کرنے والا ہے، یہ بالکل اسی طرز پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **(اِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا)" بیشک اللہ مسلمانوں سے بلائیں دور کرتا ہے"** (الحج:37)۔ تو وہ سبحانہ ان کے لیے ہر تکلیف سے بچانے کے لیے جائے پناہ ہے۔

(يُخْرِجُهُمْ مِنْ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ)"وہ انھیں تاریکی سے نور کی طرف نکالتا ہے"، انہیں ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے اور خیر وصلاح کی توفیق دیتا ہے، انہیں ایمان پر استقامت عطا کرتا ہے تا کہ وہ کفر اور ضلالت میں نہ پڑیں۔

(وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمْ الطَّاغُوتُ)"اور جن لوگوں کے کفر کیا ان کے مدد گار طاغوت ہیں" یعنی کفار جن کی طرف گڑگڑاتے ہیں، وہ جنات اور انسانی شیاطین میں سے ان کے طاغوت ہیں، یہ طاغوت ان کی سرکشی اور گمراہی میں ہی اضافے کرتے ہیں۔

اور لغت میں **(الطَّاغُوتُ)** کا مفرد ہونا اور جمع ہونا دونوں درست ہے، یہ کبھی مفرد پر دلالت کرتا ہے چنانچہ اس کی جمع طواغیت لائی جاتی ہے اور کبھی جمع پر دلالت کرتا ہے تو اس کی جمع نہیں لائی جاتی جیسا کہ اسی آیت کریمہ میں ہے، سوطاغوت یہاں جمع کے لیے ہے، اس پر (ھُم) کی ضمیر جمع دلالت کرتی ہے۔

(يُخْرِجُونَهُمْ مِنْ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ)"وہ انھیں روشنی سے تاریکی کی طرف نکالتے ہیں" یعنی ان کو فطرت سلیمہ کے دین سے کفر کی طرف بہکاتے ہیں، کیونکہ انسان کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے اور اگر انسان اور

اس کی فطرت کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہ اللہ کا فرمانبردار اور اس کے آگے جھکنے والا ہو گا، حدیث نبوی ہے: **((یولد الانسان علی الفطرۃ و ابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ))"انسان کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے، اس کے والدین اس کو یہودی بناتے ہیں، یا عیسائی یا مجوسی (آتش پرست)"**۔ یہ فطرت سلیمہ جس پر انسان پیدا ہوتے ہیں، وہی نور ہے جس سے طاغوت اپنے پیروکاروں کو نکال لاتے ہیں، وہ ان کو فطرت سلیمہ سے نکال لاتے ہیں اور ان کو ہلاکت و بربادی اور بے راہ روی کی جگہوں میں لے آتے ہیں، اور ان کے لیے بدی کو خوشنما بنا کر پیش کرتے ہیں وہ ان کی اطاعت کرتے ہیں، اس طرح وہ ان کو آگ میں داخل کر دیتے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ جلتے رہیں گے، جہنم بہت بری جگہ ہے جہاں وہ جائیں گے۔

فہرست

لاَ تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلاَ أَوْلاَدُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ "تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں" (المنافقون:9)

مصعب عمیر، پاکستان

آج مسلم امت تاریخ کے اہم موڑ پر کھڑی ہے۔ امت اس وقت ایک انتہائی عظیم تبدیلی کا مشاہدہ کرنے جا رہی ہے جو کہ خلافت کی واپسی کی صورت میں ہو گی۔ آج اس امت کو ان مسلمان بیٹوں اور بیٹیوں کی ضرورت ہے جو عظیم قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوں تاکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس امت کو کامیابی سے نوازیں۔ جہاں ایک طرف امت محسوس کر رہی ہے کہ اس کی کامیابی کا وقت اب قریب ہے، وہیں اس کے دشمن بھی اپنے لیے اس خطرے کا ادراک کر رہے ہیں اور دنیا بھر میں مسلمانوں پر ظلم و ستم میں اضافہ کر رہے ہیں۔

جہاں تک مغرب میں بسنے والے مسلمانوں کا تعلق ہے تو استعماری طاقتوں نے اپنے معاشروں میں اسلام کے خلاف نفرت کی فضاء پیدا کر دی ہے تاکہ وہاں موجود مسلمان ان کی اپنی عوام کو متاثر نہ کر سکیں۔

جہاں تک مسلم علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں کا تعلق ہے، جہاں سے خلافت ان شاء اللہ عنقریب ظہور پذیر ہو گی، تو ان علاقوں میں استعماری طاقتوں نے اپنے ایجنٹوں کو متحرک کر دیا ہے کہ وہ اُن مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنائیں جو اسلام کی واپسی کے لیے کام کر رہے ہیں، اور اُن لوگوں میں خوف کی فضاء پیدا کریں جو خلافت کے قیام میں اپنا حصہ ڈال کر عظیم اجر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اس قدر شدید ظلم و ستم جہاں ایک طرف کامیابی کی نوید ہے، وہیں مسلمانوں کے لیے یاد دہانی بھی ہے۔ یہ کامیابی کی نوید ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی جب قریش نے یہ محسوس کیا تھا کہ مدینہ میں اسلامی ریاست قائم ہونے جا رہی ہے، تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم میں اضافہ کر دیا تھا۔ یہ ایمان والوں

کے لیے ایک یاددہانی اور اٹھ کھڑے ہونے کی ندا ہے۔ ایسا سخت ظلم و ستم ایک عظیم امتحان ہوتا ہے، تاہم یہ ایسی آگ کی مانند ہوتا ہے جو ایمان کو آلائشوں سے پاک کر کے فولاد کی طرح مضبوط بنا دیتی ہے۔ ایسی صورتحال ہم سے اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ ہم خود کو مضبوط کریں، چاہے ہم دعوت کی اگلی صفوں میں ہوں یا پچھلی صفوں میں، تاکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد و نصرت کے حقدار بن جائیں۔ یہ عظیم مطالبہ ہر اس حاملِ دعوت سے ہے جو گرفتاری یا اغوا کے خطرات کے باوجود عوام کے سامنے حق بات کہنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو مضبوط کر کے ڈٹ جانے کا یہ مطالبہ ان سے بھی ہے جو دعوت کی حمایت کرتے ہیں جبکہ اس کے نتیجے میں انہیں دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ مطالبہ ان بااثر لوگوں سے بھی ہے جو ملک کے اہم ترین حلقوں میں حق بات کرتے ہیں، اس خطرے کے باوجود کہ ان کو نفرت کا سامنا کرنا پڑے گا یا اُن کو اس عہدے سے ہی محروم کر دیا جائے گا۔ یہ مطالبہ اہلِ نُصرۃ سے بھی ہے جن پر یہ لازم ہے کہ وہ عملی طور پر کفریہ نظام کا خاتمہ کریں اور اسلام کے نفاذ کو یقینی بنائیں۔

ظالم کا سامنا کرتے ہوئے مال اور عزیز و اقارب کی صحبت کے چھن جانے کا ڈر وہ بڑے عوامل ہیں جو ہمارے حوصلے اور عزم و استقلال کو کمزور کر سکتے ہیں، خواہ یہ سامنا کسی چھوٹی حیثیت میں ہو یا ہم کسی بڑی حیثیت کے مالک ہوں۔ یقیناً ظالم و جابر حکمران اور وہ لوگ جو ان کے مدد و معاونت کرتے ہیں ان دو چیزوں کے کھو جانے کے خوف کو ہر ممکن حد تک استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ ایک حاملِ دعوت کو اس کا روزگار یا کاروبار ختم ہو جانے سے ڈراتے ہیں۔ وہ اس کے مالکان پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ اسے نوکری سے نکال دیں یا گاہک پر زور ڈالتے ہیں کہ اس سے کاروبار نہ کریں۔ وہ حاملِ دعوت کو دھمکیاں دیتے ہیں کہ وہ اسے اس کی دولت اور مال و اسباب سے محروم کر دیں گے۔ وہ ایک حاملِ دعوت کو اغوا کرنے اور اسے اس کے پیاروں سے جدا کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ وہ اس غلیظ حد تک گر جاتے ہیں کہ اس کے بچوں کو اغوا کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ قید میں جب اس پر تشدد کیا جاتا ہے تو اسے اس بات کی پیشکش کی جاتی ہے کہ اس پر ظلم و ستم کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور اسے اس کے خاندان کے پاس بھیج دیا جائے گا اگر وہ ظالم کے سامنے سر جھکا دیں اور اس دعوت سے دستبردار ہو جائیں۔ وہ اسلامی دعوت کے علمبرداروں کے خاندانوں کے پاس پہنچتے ہیں اور انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے پیاروں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ دعوت کے کام کو ترک کر دیں۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کے وقت سے آج تک کئی جابروں کے جبر کے باوجود یہ دین برقرار رہا ہے اور ان شاءاللہ آئندہ بھی رہے گا۔ یہ دین اس ذات کی طرف سے ہے جس نے انسان کو تخلیق کیا ہے اور اسی نے انسان میں دولت کی محبت اور خاندان کی خواہش پیدا کی ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو انسان کی اِس فطرت کو یوں مخاطب کرتا ہے کہ تھکے ماندے جسموں، کمزور پڑتی روحوں میں جان پڑ جاتی ہے اور ظالم کے ظلم کا خوف دور ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ایک مخلص حاملِ دعوت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بیان پر پوری سنجیدگی سے غور و فکر کرتا ہے جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے، ﴿ يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَلُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْخَسِرُونَ ﴾ **"اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کریں وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں"** (المنافقون:9)۔ لہٰذا ایک حاملِ دعوت اپنے مال اور اولاد کی وجہ سے اللہ کی عائد کردہ ذمہ داری سے غافل نہیں ہوتا۔ وہ یہ جانتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگی کو مکمل طور پر اس دنیا کے سپرد کر دیا ہے اور دنیا کی رنگینیوں میں کھو گئے ہیں اور جس مقصد کے لیے اللہ نے ان کی تخلیق کی تھی اسے بھلا بیٹھے ہیں، وہی لوگ دراصل خسارہ پانے والوں میں سے ہیں۔ ایک عقلمند حاملِ دعوت اس بات پر توجہ مرکوز رکھتا ہے کہ کہیں اس دنیا کی محدود نعمتوں کی خاطر وہ ان عظیم انعامات سے محروم نہ ہو جائے جو آخرت میں اسے اور اس کے گھر والوں کو ملیں گے۔ اس کے علاوہ یہ سوچ کر ایک حاملِ دعوت کی آنکھیں بھر آتی ہیں کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے اور اس کے گھر والوں کو ایک بار پھر جنت میں ملائے گا اور وہ ملنا ایسا ہو گا کہ پھر جس کا کوئی اختتام نہیں ہو گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: جَنَّتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ ءَابَائِهِمْ وَأَزْوَجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ **"ہمیشہ رہنے کے باغات، جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے"** (الرعد:23)۔

ایک حاملِ دعوت کی استقامت میں اس وقت مزید اضافہ ہوتا ہے جب وہ اللہ کا یہ بیان سنتا ہے کہ ﴿ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴾ **"اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا**

بھاری اجر ہے"(الانفال:28)۔ حاملِ دعوت اس بات کو سامنے رکھتا ہے کہ اللہ کے انعامات بھی اسی آزمائش کا ہی حصہ ہیں۔ یہ امتحان اس بات کا ہے کہ یہ واضح ہو جائے کہ کون ہے جو اللہ کا شکر گزار اور تابعدار ہے اور کون ہے جو خود کو اس دنیا کی وقتی نعمتوں میں گم کر دیتا ہے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ کی نافرمانی میں زندگی گزار دی اور دنیا کے مال و دولت اور اولاد سے بھی محروم ہو گئے۔ تو پھر اس شخص کے لیے یہ بات کیسے افسوس اور مایوسی کا باعث ہو سکتی ہے کہ جو اللہ کی خوشنودی کی خاطر ایسے نقصان کو برداشت کرے؟

اسلامی دعوت کا علمبردار شخص یہ بات جانتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کی اطاعت کرے اور ان کی جانب سے دیے گئے احکامات کو قبول کرے۔ وہ یہ بات جانتا ہے کہ اسے مال اور اولاد سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہونی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، **وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی اپنی جان، اس کے خاندان، اس کی دولت اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عزیز نہ ہو جاؤں**"(بخاری)۔

ایک حاملِ دعوت اس وقت محتاط ہو جاتا ہے جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے خبردار کرتے ہیں کہ **(يأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلاَدِكُمْ عَدُوّاً لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ) "اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں، پس ان سے ہوشیار رہنا**"(التغابن:14)۔ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کے بیوی بچے اسے اللہ سے اپنے تعلق کو توڑنے اور اللہ کی اطاعت سے رُکنے کا مطالبہ کریں۔ اور وہ شخص اپنے بیوی بچوں کی محبت میں ان کی بات مان لے"۔ ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ ابن عباسؓ نے ایک آدمی سے اس آیت کی تفسیر بیان کی جب اس نے اس آیت کی بابت پوچھا اور کہا کہ "کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی جانب ہجرت کرنا چاہتے تھے لیکن ان کے بیوی اور بچوں نے انہیں اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ بعد میں جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے مل گئے تو انھوں نے دیکھا

کہ وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی اور ان کی صحبت میں تھے وہ دین کے علم میں آگے نکل چکے تھے، اس پر وہ اپنے بیوی بچوں کو سزا دینے ہی والے تھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ (**وَإِن تَعْفُواْ وَتَصْفَحُواْ وَتَغْفِرُواْ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ**) **"لیکن اگر تم انہیں معاف کر دو اور در گزر کرو اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"** (التغابن:14)۔

یقیناً ایک حاملِ دعوت اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر وہ مشکل لمحات میں دنیا کے مال و متاع کو اسلام پر ترجیح دے گا تو اس کا یہ عمل اللہ کے غیض و غضب کا مستوجب بن جائے گا، چاہے ایسا کرنا مختصر عرصے کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:(**قُلْ إِن كَانَ ءَابَاؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَنُكُمْ وَأَزْوَجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَلٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَـرَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُواْ حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لاَ يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَسِقِينَ**) "(اے پیغمبر! مسلمانوں سے) کہہ دو: **"کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس میں کمی کا تمہیں اندیشہ ہو اور وہ رہائشی مکان جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، تو انتظار کرو، کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر فرمادے۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا"** (التوبۃ:24)۔

لہٰذا ایک حاملِ دعوت مضبوطی اور یقین کے ساتھ اس بات پر کاربند ہوتا ہے کہ وقت کا تقاضا ہے کہ جابر کے جبر سے اور اس کی جانب سے نقصان پہنچنے کے اندیشے سے خوفزدہ نہ ہو۔ یقیناً ہمیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ اگر ہم نے یہ تقاضا پورا نہ کیا کہ ظالم و جابر کے ہاتھ کو روکا جائے تو اللہ ہمیں آزمائش میں مبتلا کر دے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے (**وَاتَّقُواْ فِتْنَةً لاَّ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ**) **"اور ڈرو اس وبال سے جو تم میں سے صرف ان لوگوں پر نہیں پڑے گا، جنہوں نے ظلم کیا ہوگا اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے"** (الانفال:25)۔ یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس کے لیے پوری امت کو حرکت میں آجانا چاہیے اور اپنا

اپنا حصہ ڈالنا چاہیے، چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ، اور اہل نُصرۃ کو بھی اپنا حصہ ڈالنا ہو گا کہ جن کی طاقت اور مضبوطی ظالم کے ظلم کے خاتمے کے لیے کافی ہے۔ امام احمدؒ سے روایت ہے کہ جریرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **((مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي هُمْ أَعَزُّ وَأَكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُونَ ثُمَّ لَمْ يُغَيِّرُوهُ إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ))"جو بھی لوگ ایسے ہوں کہ ان کے سامنے کھلے عام گناہ کیے جائیں اور وہ انہیں روکنے کے لیے کچھ نہ کریں، جبکہ وہ گناہ کرنے والوں سے زیادہ طاقتور تھے اور تعداد میں ان سے بڑھ کر تھے، تو اللہ انہیں اپنے عذاب میں گھیر لے گا"۔**

بے شک اسلام کی پیش قدمی جاری رہے گی اور ظالموں اور جابروں کے ظلم و جبر کے باوجود ان شاءاللہ یہ امت جلد اپنی منزل پر پہنچے گی۔ اور اس شاندار پیش قدمی کی قیادت وہ مرد و خواتین کریں گے جنہیں اللہ کی رضامندی سے محرومی کے خوف کے سوا کسی چیز کا خوف نہ ہو گا۔

فہرست

بین الاقوامی نظام اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہے۔ پاکستان کی ترقی کا راستہ اسلام کی واپسی اور ریاست خلافت کے دوبارہ قیام میں مضمر ہے

انجینئر معیز، پاکستان

پاکستان کے اسٹریٹجک اور پالیسی حلقے معیشت کے زوال اور ریاست اور معاشرے پر اس کے پڑنے والے اثرات کے حوالے سے بحث و مباحثے میں مصروف ہیں۔ ان کے درمیان تقریباً مکمل اتفاق ہے کہ پاکستان کو کچھ مختلف کرنے کی ضرورت ہے۔ تاہم اس بحران کے ماحول میں نئی سوچ اور افکار کی کمی ہے، اور اس بحران سے پیدا ہونے والی گھبراہٹ نے پاکستان کی مغرب زدہ اشرافیہ کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ وہ پاکستان کے لیے اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھائیں۔ پاکستان کی مغرب زدہ اشرافیہ اس بات پر قائل ہے کہ پاکستان کو مغرب کی ترقی کے تجربے کو ہی استعمال کرنے کی ضرورت ہے اور مغربی پالیسی سازوں اور ماہرین کے بتائے ہوئے ترقی کے راستے کو اپنانا چاہیے۔ یہ اشرافیہ سمجھتی ہے کہ پاکستان نے بین الاقوامی اداروں کے تجویز کردہ اصلاحی پروگراموں پر پوری طرح سے عمل نہیں کیا ہے جس میں معیشت کی لبرلائزیشن، پاکستان کی عوام اور اشرافیہ کے درمیان ایک نیا عمرانی معاہدے (social contract) کی تشکیل اور پاکستان کے بین الاقوامی کردار اور اس کے بین الاقوامی تعلقات کی از سر نو تشکیل شامل ہے۔

اس نئے راستے اور اصلاحی ایجنڈے پر بحث کے حوالے سے ایک دلچسپ بحث جیتنے والوں اور ہارنے والوں کے بارے میں ہے۔ اور وہ بحث یہ ہے کہ بھارت اور پاکستان کے مقابلے میں، بھارت جیت گیا ہے اور پاکستان ہار گیا ہے اور پاکستان کو اس ہار کے نتیجے میں اپنی پالیسیوں اور ترقی کے راستے کے حوالے سے نظر ثانی کرنے اور نئی سوچ اپنانے کی ضرورت ہے۔ اس اشرافیہ کے دھڑے کا مطالبہ ہے کہ پاکستان نئی حقیقتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرے، کشمیر پر اپنا نظریاتی موقف ترک کرے، افغانستان کے ساتھ اپنے تعلقات پر نظر ثانی کرے، بھارت کے ساتھ مقابلہ

کرنے کے اپنے عزائم کو ترک کردے اور بھارت کے ساتھ تجارت اور اقتصادی باہمی تعاون پر مبنی تعلقات کا آغاز کرے، اور امریکہ کے ساتھ پاکستان کے اتحاد کو مضبوط بنائے۔ اشرافیہ کے اس گروہ کے لیے، پاکستان کو ایک نئے معاشرے میں تبدیل کرنے اور اپنے مقصد کا نئے سرے سے تعین کرنا چاہیے اور خود کو بین الاقوامی برادری خاص طور پر طاقتور مغربی ممالک کے لیے relevant بنانا چاہیے، اس طرح بین الاقوامی سطح پر اپنے لیے قبولیت اور جگہ تیار کرنی چاہیے، جس کے بعد پاکستان کو مغرب کی جانب سے معاشی فوائد ملنا شروع ہوں گے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے امریکہ دشمنی اور پاکستان کے اسلامی تشخص کو ترک کرنے اور نئی جدید قانونی اور سماجی ترقی پسند سوچ کو اپنانے کی ضرورت ہے جس سے معاشرے کے معاشرتی ڈھانچے اور اقدار کو تبدیل کیا جائے۔ مختصر یہ کہ اس اشرافیہ کی نظر میں جو چیز پاکستان کو دنیا میں پیچھے رکھے ہوئے ہے، وہ اس کی ایک نظریاتی اور ثقافتی شناخت ہے جو بین الاقوامی نظام اور مغربی طاقتوں کی تشکیل کردہ جدید دنیا سے مطابقت نہیں رکھتی۔

معاشرے اور ریاست اور ان کی شناخت کو یکسر تبدیل کرنے کی فکر کو بڑی آسانی سے بحثوں کا حصہ بنایا جاتا ہے لیکن اس سوچ کے حامل افراد کی اکثریت معاشرے، ریاست اور قومی شناخت کیسے کام کرتی ہے جیسے تصورات کی درست سمجھ نہیں رکھتے۔ لیکن یہ اس کا صرف ایک پہلو ہے۔ کسی معاشرے اور ریاست کو ایک نئے تصور پر لانے کا عمل، خود اس نئے تصور پر عمل کرنے والوں کے اپنے اذہان میں پہلے سے موجود نظریاتی جھکاؤ اور یقین سے کبھی الگ نہیں ہوتا۔ اس دلیل پر غور کریں کہ پاکستان بھارت سے ہار گیا ہے، لہٰذا اس سے سبق لیتے ہوئے معاشرے کو کچھ مختلف کرنے کے لیے متحرک کرنا ہوگا۔ یعنی سوچ اور نظریے کی تبدیلی کے حامی لوگ خود کو اس سوچ سے آزاد نہ کر پائے کہ پاکستان اور ہندوستان ایک دائمی دشمنی میں بندھے ہوئے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ زرمبادلہ کے ذخائر کی مقدار، ارب پتیوں اور بڑی کمپنیوں کی تعداد، فوجیوں کی تعداد اور طاقت اور متعلقہ جغرافیائی سیاسی تسلط، ان دونوں ممالک کے لیے اپنی ترقی کو جانچنے کے پیمانے ہیں۔ یہ لوگ پاکستان کی ترقی کو بھارت سے مقابلے کے تناظر میں دیکھتے ہیں نہ کہ جاپان یا جرمنی یا پولینڈ کی ترقی سے پاکستان کی ترقی کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ یعنی بھارت سے مقابلہ بازی ہی درحقیقت بھارت سے دشمنی ختم کرنے کی محرک ہے کہ اگر بھارت سے جیتنا ہے تو معاشی فوائد کے لیے اسے گلے لگانا

ہو گا۔ تاریخ اتنی آسانی سے مٹتی نہیں ہے اور معاشروں کی تنظیم نو کو ان کی تاریخ سے کاٹ کر حاصل کرنا اتنا آسان نہیں۔

معاشروں اور قوموں کی تشکیل نو اور انتظام کیسے کیا جاتا ہے، کے حوالے سے ہماری اشرافیہ میں پائی جانے والی غلط فہمی واضح ہے۔ قومی شناختوں کی تعریف اور اس کا تعین قدرتی سیاسی اور تاریخی تجربات سے ہوتی ہے جو ثقافتی عقائد اور بنیادی نظریات سے گہرائی سے جڑے ہوتے ہیں جو لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھتے ہیں۔ پاکستان کا تصور اس فکر کی بنیاد پر سامنے آیا کہ برصغیر کے مسلمان ایک ایسے متحدہ برصغیر میں اپنی ثقافتی اور تہذیبی شناخت کھو دیں گے، جو کہ ایک سیکولر کنفیڈریشن ہو گی اور جس میں بے شک مسلمانوں کے لیے آئینی تحفظات ہوں، اور دفاع، خارجہ امور اور مواصلات کا انتظام مسلمان اور ہندو مرکز سے مشترکہ طور پر چلائیں۔ برصغیر کے مسلمانوں کے سیاسی عزائم اس انتظام سے مطابقت نہیں رکھتے تھے کیونکہ مسلمان قرآن و سنت سے اخذ کردہ احکام پر مبنی معاشرے کی تعمیر کی خواہش رکھتے تھے۔ پاکستان کی تخلیق کے پیچھے جو سیاسی جذبہ اور توانائی تھی، اس کا محرک معیشت نہیں تھی، بلکہ اس کا ایک زیادہ بنیادی محرک تھا، کہ بحیثیت ایک قوم اور ایک معاشرہ ہماری شناخت کیا ہے۔ برصغیر کو مسلم اکثریتی اور ہندو اکثریتی ریاستوں میں تقسیم کرنے کے مطالبے کا مرکز ہندوستانی عوام کی مذہبی شناخت اور عقائد تھے۔ مسلمان توحید کے ماننے والے ہیں، ہندو مشرکین ہیں، اس لیے مسلمان کبھی بھی ہندوؤں کی حاکمیت کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کر سکتے۔ یہ وہی خیال ہے جس نے کشمیر کے مسلمانوں کو جذبہ دیا اور متحرک کیا، جو سات دہائیوں سے زائد عرصے سے ہندو راج کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر دنیا کے سب سے زیادہ فوجیوں کی موجودگی رکھنے والے خطوں میں سے ایک ہے، اور یہ بھارتی ریاست کی کامیابی کا ثبوت نہیں، بلکہ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ معاشروں اور ریاستوں کی نئی حقیقتوں، مایوسی اور شکست کے احساس کی بنیاد پر تشکیل نو نہیں کی جاتی۔ بلکہ معاشروں اور ریاستوں کی تعمیر اور تشکیل نو لوگوں کے نظریاتی عقائد اور تہذیبی عزائم کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ یعنی معاشرے ایک ایسی دنیا کا تصور کرتے ہیں جسے وہ اپنی تہذیب کے مطابق بنانا چاہتے ہیں اور پھر اسے بنانے کی کوشش کرتے ہیں چاہے اس کے حصول کی کوئی بھی قیمت کیوں نہ ہو۔

ہندوستان کی ترقی اس کی اپنی تخلیق اور کوشش کی وجہ سے نہیں ہے۔ چار دہائیوں سے زیادہ عرصے سے ہندوستان بین الاقوامی نظام کے کنارے پر تھا اور بین الاقوامی میدان کو تشکیل دینے والی بڑی طاقتوں (سپر پاورز) کے مقابلے سے اپنا فاصلہ برقرار رکھے ہوئے تھا۔ غیر وابستہ تحریک (Non-Aligned Movement) کے تحت غیر جانبداری کا دعویٰ کرتے ہوئے، ہندوستان نے خود کو امریکہ کے قائم کردہ بین الاقوامی نظام اور اس کی سیاسی مراعات اور ترغیبات کے نظام سے الگ رکھا ہوا تھا۔ ہندوستان کی ترقی چین کی بڑے پیمانے پر اقتصادی ترقی کے بارے میں امریکی خدشات سے منسلک ہے جس نے امریکی خارجہ پالیسی اور دفاعی اداروں میں خطرے کی گھنٹی بجا دی۔ ہنری کسنجر کے منصوبے کے تحت کمیونسٹ کیمپ کو تقسیم کرنے اور سوویت یونین کی طاقت کو محدود کرنے کے لیے چین کی جانب بڑھایا جانے والا دوستی کا ہاتھ، امریکی پالیسی سازوں کے لیے مشکلات پیدا کرنے لگا۔ امریکہ نے چین اور سوویت یونین کے درمیان کمیونسٹ اتحاد کو روکنے کے لیے چین کو پیشکش کر کے بین الاقوامی نظام میں اس کی شمولیت کی راہ ہموار کی، چین کو مغربی دنیا کے لیے ایک فیکٹری میں تبدیل کر دیا، اور چین کو امریکی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے عالمی عزائم کی تکمیل کے لیے ایک بڑی منڈی کے طور پر استعمال کیا۔ اب جبکہ چین ایک اقتصادی طاقت ہے اور اپنی اقتصادی طاقت کو اپنی دفاعی صلاحیتوں کو بڑھانے اور مشرقی اور جنوبی بحیرہ چین میں بحر الکاہل (Pacific) کی طاقت کے طور پر اپنے آپ کو منوانے کی کوشش کر رہا ہے، امریکہ چین کے جیو پولیٹیکل عروج سے خوفزدہ ہے اور وہ بھارت اور جاپان کو چین کا مقابلہ کرنے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ اس طرح یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ہندوستان اور جاپان دونوں امریکہ کے بنائے ہوئے چار ملکی کواڈ الائنس (Quad Alliance) کا حصہ ہیں، جس میں آسٹریلیا بھی شامل ہے۔ امریکہ نے منموہن سنگھ کی قیادت میں ہندوستان کو بین الاقوامی نظام میں شامل کرنا شروع کیا تاکہ ہندوستان کو امریکی جیو پولیٹیکل ایجنڈے کو قبول کرنے پر راضی کیا جاسکے جس طرح ایوب دور میں پاکستان کو امریکی کیمپ میں شامل کرنے کے لئے پاکستان کو امریکی امداد اور قرضوں سے نوازا گیا تھا۔ مودی کی قیادت میں، ہندوستان نے امریکہ کی بولی قبول کی اور چین کے خلاف امریکی منصوبے کا حصہ بننے کے لیے اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ جس طرح سوویت یونین کے خلاف امریکی جیو پولیٹیکل ایجنڈے کو حاصل کرنے کے لیے چین کو ایک آلے کے طور پر استعمال کیا گیا تھا، اسی طرح اب ہندوستان کو چین کے خلاف امریکی جیو پولیٹیکل

مقاصد کی تکمیل کے لیے ایک جیو پولیٹیکل آلہ کار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ ہے ہندوستان کی ترقی کی حقیقت۔ یہ نہ تو ہندوستان کے سیاسی نظام کی کامیابی کی وجہ سے ہوا ہے، نہ ہی اس کی سیاسی اور حکمران اشرافیہ کی ذہانت یا اس کے تعلیمی اداروں کی قابلیت کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہندوستان کا عروج امریکہ کا ایک جغرافیائی آلہ کار بننے کی وجہ سے ملنے والا انعام ہے، جس کا مقصد ہند-بحر الکاہل (Indo-Pacific) کے خطے میں امریکی پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اسے تیار کرنا ہے۔

اور ہندوستان کی ترقی کو ممکن بنانے میں پاکستان کی ملٹری اسٹیبلشمنٹ نے براہ راست کردار ادا کیا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کا ساتھ دینے، پاکستان کے فوجی اور سیکورٹی نظریے اور صلاحیتوں کی تنظیم نو اور انسداد دہشت گردی کی صلاحیتوں کو فروغ دینے، امن مذاکرات کے آغاز اور بھارت کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کے ایجنڈے کو اپنانے، ہندوستان سے توجہ ہٹانے کی اسٹریٹجک غلطی، کشمیر کو پس پشت ڈالنے، بھارت کے خلاف لڑنے والی جہادی تنظیموں پر کریک ڈاؤن اور لائن آف کنٹرول پر جنگ بندی، یہ وہ تمام اقدامات تھے جنہوں نے بھارت کے لیے یہ گنجائش پیدا کر دی کہ وہ پاکستان پر سے اپنی اسٹریٹجک توجہ ہٹا کر خطے میں وسیع امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کام کرسکے۔ اگر آج ہندوستان کی "وکٹری (فتح)" کچھ ہے بھی تو یہ پاکستان کے حکمرانوں کی طرف سے جنوبی ایشیا اور پاکستان اور افغانستان کے خطے کے لیے امریکی ڈکٹیشن پر عمل کرنے کے لیے کیے گئے تباہ کن فیصلوں کا نتیجہ ہے۔ ہندوستان جیت گیا کیونکہ ہم نے "وکٹری سٹینڈ" کی طرف جانے والے راستے پر چلنے میں اس کی مدد کی۔ زمینی حقائق کے سامنے سر تسلیم خم کرنے، اور ہندوستان کی "فتح" کا جشن دیکھنے کے بجائے شاید ایک دانشمندانہ طریقہ یہ ہوگا کہ ہندوستان کی مدد کرنا بند کی جائے اور حقیقی دنیا میں اس کے ساتھ مقابلہ شروع کیا جائے۔

پاکستان کی معاشی، سیاسی اور عسکری پریشانیوں کی بنیاد پاکستان کی حکمران اشرافیہ کی طرف سے اپنائے گیا غلط ترقی کا ماڈل ہے۔ اپنے قیام کے بعد سے پاکستان کی حکمران اشرافیہ نے پاکستان کی ترقی کو دوسری عالمی جنگ کے بعد امریکہ کی طرف سے بنائے گئے بین الاقوامی نظام کے ساتھ منسلک (جڑے) رہنے میں دیکھا ہے۔ ہندوستان کے ساتھ پاکستان کی دشمنی ہو، پاکستان کی معیشت کا ڈھانچہ ہو، پاکستان کی عسکری صلاحیتوں میں اضافہ ہو یا علاقائی عزائم کا

حصول، پاکستان کے حکمرانوں نے کبھی نہیں سوچا کہ وہ امریکہ یا یورپی طاقتوں کی مدد کے بغیر پاکستان کو ان میں سے کسی بھی میدان میں آگے لے جا سکتے ہیں۔ پاکستان کا آبپاشی کا نظام اور ڈیمز اور پوری زرعی پالیسی امریکہ نے ڈیزائن (تشکیل) کی تھی جس کے بدلے میں پاکستان نے سوویت یونین کی نگرانی کرنے کے لیے امریکہ کو اڈے فراہم کیے۔ پاکستان نے سوویت یونین کے خلاف افغان جنگ لڑنے میں امریکہ کی مدد امریکہ کی جانب سے دی جانے والی معاشی مدد اور مالی وسائل کے عوض کی جس سے پاکستان کو بھارت کے خلاف اپنی فوجی صلاحیتیں بڑھانے میں مدد ملی۔ جب ہندوستان غیر جانبداری کا دعویٰ کرتا تھا اور غیر وابستہ تحریک (Non-Aligned Movement) کا حصہ تھا اور امریکہ کے بین الاقوامی نظام میں شامل ہونے سے انکاری تھا، تو امریکہ نے پاکستان کے جوہری پروگرام کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنے کی پالیسی اپنائی، اور پاکستان نے ہندوستان کے ایٹمی پروگرام کے جواب میں اپنا ایٹمی ہتھیاروں کا پروگرام بنایا۔ امریکہ نے پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کے پروگرام کو ہندوستان کو اپنی طرف راغب کرنے کے لیے ایک چھڑی کے طور پر استعمال کیا اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی مخالفت نہیں کی۔ نائن الیون حملوں کے بعد جب امریکہ نے اسلام کے خلاف اپنی جنگ شروع کی تو پاکستان نے ہندوستان کی عدم جارحیت کی امریکی ضمانتوں کو قبول کیا اور اپنے فوجی نظریے کو از سر نو ترتیب دیا اور پاکستانی فوج کی گرین بک میں تبدیلیاں کیں اور ہندوستان کو پاکستان کے لیے نمبر ایک خطرہ قرار دینے سے دستبردار ہو گیا۔ پاکستان نے کشمیر پر امریکی دباؤ کو قبول کیا اور اگست 2019 میں جب مودی نے مقبوضہ کشمیر کو ضم کر لیا تو ہندوستان کو فوجی طور پر چیلنج کرنے سے انکار کر دیا۔ پاکستان کے حکمرانوں نے بھارت کے خلاف جہادی انفراسٹرکچر کو ختم کرنے کے لیے FATF کے دباؤ کو بھی قبول کیا۔ پاکستان کی پاور (توانائی) پالیسی ورلڈ بینک نے ڈیزائن کی تھی جس کے نتیجے میں پاور سیکٹر میں بہت زیادہ گردشی قرضہ بڑھ گیا ہے اور پاکستان نے بار بار آئی ایم ایف کے اصلاحاتی پروگراموں کو نافذ کیا تاکہ مغربی حکم نامے کے مطابق پاکستان کی معیشت کی تشکیل نو کرے۔ نتیجتاً پاکستان کو ایک کے بعد دوسرے معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑا اور پاکستان کا امریکہ اور اس کے کثیر الجہتی (Multilateral) اداروں پر انحصار مزید بڑھ گیا۔ آج بھی پاکستان کی حکمران اشرافیہ اور مغرب زدہ دانشوروں کا اتفاق ہے کہ پاکستان کے پاس آئی ایم ایف کے اصلاحاتی پروگرام کو قبول کرنے کے علاوہ کوئی آپشن (چارہ) نہیں۔ جب پاکستان نے امریکہ کے اثر و رسوخ سے باہر ترقی کی کوشش کی بھی تو

اپنے توانائی اور ٹرانسپورٹ کے ڈھانچے میں سرمایہ کاری کے لیے ایک اور باہر کی طاقت چین کا رخ کیا اور یہ سرمایہ کاری بھی ایک بوجھ ثابت ہوئی ہے جس نے پاکستان کی کمزور معیشت پر مزید بوجھ ڈالا اور پاکستان کو دیوالیہ ہونے کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔

پاکستان کی حکمران اشرافیہ کی جانب سے پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لیے ایک آزاد راستے کا تصور کرنے میں ناکامی کی ایک وجہ پاکستان کی نوآبادیاتی (Colonial) تاریخ میں مضمر ہے۔ پاکستان کو نوآبادیاتی (Colonial) ریاست اور ادارے ورثے میں ملے جو برطانوی راج کے دور میں انگریزوں نے بنائے تھے۔ انگریزوں نے ایک سیاسی اور فکری ماحول کو پروان چڑھایا جہاں برصغیر کی ترقی اور پیشرفت کو مغرب کے سیاسی اور فکری تجربے سے مستفید ہونے سے منسلک کر دیا گیا۔ امریکہ نے اس نوآبادیاتی (Colonial) میراث کو مزید پروان چڑھایا اور پاکستان کو اپنے بین الاقوامی نظام کے تابع کرنے کے لیے پھنسایا۔

موجودہ عالمی نظام میں طاقت کی تقسیم اور اثر و رسوخ کے تجزیے کے بعد یہ واضح ہے کہ یہ عالمی نظام اور بین الاقوامی مالیاتی، اقتصادی، سیاسی اور فوجی ڈھانچے کسی بھی طرح سے بین الاقوامی نہیں ہیں۔ یہ نظام باقی تمام طاقتوں کو چھوڑ کر تنہا امریکہ کے زیر کنٹرول ہے۔ امریکہ نے بین الاقوامی تجارت پر امریکی ڈالر کو مسلط کرنے کے لیے بریٹن ووڈ میں بین الاقوامی مالیاتی ادارے قائم کیے۔ پاکستان کا ادائیگی کے توازن (بیلنس آف پیمنٹ) کا بحران اس نظام میں پاکستان کی شرکت کا براہ راست نتیجہ ہے۔ پاکستان اور تمام مسلم دنیا نے اپنی مرضی سے ڈالر میں بین الاقوامی تجارت کرنے کا انتخاب کیا۔ آئی ایم ایف کا قیام ان ممالک کے لیے ڈالر پر مبنی قرض حاصل کرنے کے آخری آپشن (Lender of Last Resort) کے طور کیا گیا جن کے پاس ڈالر کی کمی ہو۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پاکستان اور امریکہ دونوں ڈیفالٹ (نادہندگی) کے دہانے پر ہیں۔ جہاں پاکستان کو ڈالروں کے حصول کے لیے آئی ایم ایف پروگرام کی سخت شرائط ماننے پر مجبور کیا جا رہا ہے جس نے معیشت کا پٹہ بٹھا دیا ہے اور پاکستان کے عوام پر بے پناہ مصائب اور معاشی دباؤ کا بوجھ ڈال دیا ہے، وہاں امریکہ اپنے قرضے کی حد بڑھانے کے لیے امریکی کانگریس کے اقدام کا منتظر ہے جو امریکہ کے ڈیفالٹ کو مؤثر طریقے سے ختم کر دے گی کیونکہ امریکہ کو اپنے مرکزی بینک، فیڈرل ریزرو

کے ذریعے ڈالر جاری کرنے کی منفرد طاقت حاصل ہے۔ پاکستان اور مسلم دنیا کو بین الاقوامی تجارت میں حصہ لینے کے لیے ڈالر کمانے ہوتے ہیں، جبکہ امریکہ اپنے قائم کردہ پیچیدہ مالیاتی نظام کے ذریعے انہیں چھاپتا ہے یا اپنی مرضی سے جاری کرتا ہے۔ ورلڈ بینک کا قیام دنیا کے ممالک کی ترقی کے راستے کا تعین کرنے کے لیے کیا گیا تاکہ ان ممالک کو امداد اور ترقیاتی منصوبوں کے لیے پیسے دیے جائیں اور وہاں مغربی مفادات اور مغربی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مفادات کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے اس امداد اور قرض کو استعمال کیا جائے۔ ریکوڈک تانبے اور سونے کی کان کا کیس جہاں عالمی بینک کے تحت بین الاقوامی ثالثی ٹریبونل نے پاکستان کو 11 ارب ڈالر کا جرمانہ عائد کیا تاکہ کان کنی کا ٹھیکہ بیرک گولڈ کو دیا جائے ان بین الاقوامی اداروں کے تسلط پسندانہ اور استعماری عزائم کی صرف ایک مثال ہے۔ سوئفٹ (Swift) میسجنگ سسٹم سے ہٹانے، عالمی کیپٹل مارکیٹس تک رسائی سے انکار، بین الاقوامی شپنگ لین اور خدمات وغیرہ کے استعمال سے جبراً روکنے جیسی دھمکیوں کے ذریعے امریکہ اس کی ڈکٹیشن پر عمل نہ کرنے والے ممالک پر پابندیاں لگاتا ہے اور انہیں ڈنڈے کے زور پر امریکی ایجنڈے کے تابع کرتا ہے۔

اس طرح بین الاقوامی نظام مکمل طور پر امریکی کنٹرول میں ہے۔ امریکہ اس نظام میں جیتنے اور ہارنے والوں کا انتخاب کرتا ہے۔ امریکہ نے جاپان اور جرمنی کو اس شرط پر اس نظام سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی کہ وہ دونوں جنگ عظیم دوئم میں شکست کے بعد اپنے ملکوں کو فوجی قوت سے دور رکھیں گے اور امریکی تحفظ اور امریکی فوجیوں کو قبول کریں گے۔ اب آبنائے تائیوان (Taiwan Strait) میں جنگ کے خطرے اور وسطی یورپ میں یوکرین روس جنگ کے بعد، امریکہ نے جاپان اور جرمنی دونوں کو اپنے دفاعی بجٹ میں اضافہ کرنے اور امریکی سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے چین اور روس کے خلاف زیادہ مخالفانہ رویہ اپنانے پر مجبور کر دیا ہے۔ چین کبھی اس بین الاقوامی نظام کا ایک پسندیدہ رکن تھا اور اب وہ اس بین الاقوامی نظام کی مخالفت کا سامنا کر رہا ہے۔ ہندوستان ایک زمانے میں اس نظام سے باہر تھا اور اب اسے اس نظام کی مراعات حاصل ہیں۔ پاکستان کی حکمران اشرافیہ اس بین الاقوامی نظام میں جتنی بھارت کو رسائی اور مراعات دی گئی ہے، اتنی ہی رسائی اور مراعات کے بدلے میں امریکی اثر و رسوخ کے دائرے میں گردش کرنے والی کلائنٹ سٹیٹ (Client State) بننے کے لیے تیار ہے۔ درحقیقت

انہوں نے بارہا امریکہ کے سامنے خود کو پیش کیا ہے کہ امریکہ کی جانب سے پاکستان کے ساتھ بھارت جیسا رویہ اپنایا جائے ، اور اس کے بدلے میں پاکستان اپنی طاقت اور وسائل کو امریکی جیو پولیٹیکل مفادات کے حصول کے لیے استعمال کرنے کے لیے تیار ہے۔ یہ پاکستان کے اسٹریٹجک حلقوں کی خام خیالی ہے۔ اس حقیقت کے برعکس کہ ایک کلائنٹ اسٹیٹ کبھی بھی اپنی آقا ریاست کے ایجنڈے سے ہٹ کر قدم نہیں اٹھا سکتی، پاکستان کی حکمران اشرافیہ کی مغربی تعلیم اور ان کے نظریات نے انہیں اس حقیقت کو دیکھنے سے محروم کر دیا ہے کہ امریکہ کبھی بھی کسی مسلم ریاست کو طاقتور بننے کی اجازت نہیں دے گا کیونکہ امریکہ کی اسلام کے خلاف گہری نظریاتی دشمنی ہے اور اسے اسلامی نظریات کی تہذیبی طاقت کا خوف ہے۔ آج سے سو سال اور پہلی عالمی جنگ سے پہلے تک، مسلمانوں کی سرزمین پر ریاستِ خلافت کی حکومت تھی، جو اٹھارویں صدی کے وسط تک بین الاقوامی میدان میں ایک زبردست اور طاقتور کردار ادا کرتی تھی۔ مزید برآں، مغربی نوآبادیاتی منصوبہ جو 15ویں صدی میں شروع ہوا، افریقہ اور امریکی براعظم سمیت دنیا کے بیشتر حصوں کو فتح کرنے اور ان پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب رہا، تاہم یورپی اور پھر امریکی استعمار کی زد میں آنے سے قبل یہ مسلم سرزمین اور اسلامی تہذیب ہی تھی جو مغربی استعمار کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کے طور پر کھڑی تھی۔ پہلا پین یورپی یا پین ویسٹرن (Pan-European or Pan Western) تجربہ، جہاں ایک متحدہ مغربی تہذیب کا خیال ایک سیاسی منصوبے کے طور پر ابھرا، ریاست خلافت کے خلاف عیسائی صلیبی جنگیں تھیں۔ اس طرح مغربی تہذیب کا تشکیلاتی اتحاد جب اس نے خود کو ایک اجتماعی مجموعہ کے طور پر دیکھنا شروع کیا تھا، مسلمانوں اور ریاست خلافت کے خلاف تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جذباتی عداوت، جس کی جڑیں عیسائی سیاسی روایت میں گہری ہیں، 17ویں اور 18ویں صدی میں مختلف مغربی اقوام کی طرف سے سیکولر نظریہ اپنانے کے بعد بھی مغربی تہذیب کا حصہ رہی۔ مغرب آج تک مسلم دنیا کو اسلام اور مغرب کے درمیان تہذیبی تصادم کی نظر سے دیکھتا ہے۔ آزادی اظہار کے نام پر اسلامی مقدسات پر حملہ اور توہین رسالت پر مغرب کا اصرار اور مسلم دنیا کو ہم جنس پرستی کے مکروہ فعل کو عالمی حق کے طور پر قبول کرنے پر مجبور کرنے کے لیے حالیہ مغربی دباؤ اس تہذیبی تصادم کا ثبوت ہے۔

پاکستان اور مسلم دنیا کے لیے آگے بڑھنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ وہ امریکہ کے زیر کنٹرول اس بین الاقوامی نظام سے باہر نکلیں اور اسلامی نظریے اور اسلامی تہذیب کی بنیاد پر تعمیر و ترقی کے لیے اپنا خود مختار راستہ اپنائیں۔ مسلم دنیا کا عراق اور افغانستان میں امریکی تسلط کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کرنے کی جڑیں تاریخ میں ہیں۔ امت مسلمہ نے ریاست خلافت کے تحت دنیا پر حکومت کی ہے۔ اس نے بین الاقوامی میدان کو کنٹرول کیا جب اسلام مسلم سرزمین پر نافذ ہوا اور جب اس نے جہاد کے ذریعے اسلام کا پیغام باقی دنیا تک پہنچایا۔ صدیوں تک امت مسلمہ حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکاری رہی۔ اس نے بیک وقت طاقتور رومی اور فارسی سلطنتوں کا مقابلہ کیا، قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھ رومی سلطنت کو تباہ کیا، فلسطین کو ایک بار کھونے، اور پھر 90 سال کی طویل جدوجہد کے بعد عیسائی تسلط سے آزاد کرایا، یورپی استعمار کا مقابلہ کیا اور امریکی تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لیے شدید جدوجہد میں مصروف ہے۔ پاکستان کا مستقبل اسلام کو اقتدار اور طاقت کی طرف لوٹانے میں ہے۔ ایک متحدہ امت مسلمہ، پاکستان، افغانستان، وسطی ایشیا، مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید اور افریقہ کی مسلم سرزمین ایک خلیفہ کے ماتحت وسائل سے مالا مال ہوگی اور ایک طاقتور ریاست کی حامل ہوگی جس کے ذریعے وہ اپنی عالمی حیثیت کو دوبارہ حاصل کرے گی، وہ بہترین امت جو بنی نوع انسان کے لیے اٹھائی گئی ہے۔

هُوَ الَّذِي أَرسَلَ رَسولَهُ بِالهُدىٰ وَدينِ الحَقِّ لِيُظهِرَهُ عَلَى الدّينِ كُلِّهِ وَلَو كَرِهَ المُشرِكونَ

"وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام ادیان پر غالب کرے۔ اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔" (التوبۃ، 9:33)

فہرست

نصرة: باریک بینی سے منصوبہ بندی اور جرأت سے تکمیل

الواعی میگزین شمارہ 258-259 سے ترجمہ

نصرۃ ربِ کائنات کا حکم ہے اور نصرۃ دینا مسلمانوں میں موجود اہلِ قوت پر فرض ہے اور اسے پورا نہ کرنے پر وہ گناہ گار ہوں گے اور بیشک یہ ایک عظیم گناہ ہے۔ اہلِ قوت کی دو ذمہ داریاں ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ موجودہ حکمرانوں سے طاقت اور اتھارٹی چھین لیں، جو لوگوں پر ”بما انزل اللہ“ (اللہ کے نازل کردہ تمام احکامات) سے حکومت نہیں کر رہے ہیں، خواہ انھیں یہ اتھارٹی بزور قوت چھیننا پڑے۔ اور دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس طاقت اور اقتدار کو ان کے حوالے کریں جو ”بما انزل اللہ“ کے مطابق اتھارٹی قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

یہ کام انتہائی تفصیل، باریک بینی اور احتیاط کے ساتھ منصوبہ بندی اور بے مثال جرأت، بہادری اور جدت کا تقاضا کرتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس میں نصرۃ دینے والے اہلِ قوت اور امت میں کام کرنے والی حزب کے مابین انتہائی اعلیٰ درجے کا تعاون اور ہم آہنگی درکار ہے۔ اس امر کیلئے یہ لازم ہے کہ امت میں کام کرنے والی حزب نے اسلامی ریاست کے قیام کیلئے وہ تمام تیاریاں مکمل کر لی ہوں جو آج اسلامی ریاست کے دوبارہ قیام کیلئے درکار ہیں۔ مثال کے طور پر پختہ ایمان رکھنے والے صالح افراد پر مبنی اسلامی آئیڈیالوجی کی حامل مربوط جماعت کی تیاری، اسلامی ریاست کیلئے رائے عامہ کی موجودگی نیز عالمی صورتِ حال کی آگاہی رکھنے والے سیاسی بصیرت کے حامل سیاستدانوں (statesmen) کی موجودگی جو اسلامی افکار و نظریات کی سمجھ میں گہرائی رکھتے ہوں۔

یہاں پر ہمیں رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کے واقعہ کو یاد کرنا چاہئے کہ کس طرح نبی ﷺ نے اسلامی ریاست کے قیام کے لیے ہجرت کی محتاط منصوبہ بندی فرمائی تھی۔

نبی ﷺ نے ایک منصوبہ اختیار کیا جسے عملی جامہ پہنچانے کے لیے آپ ﷺ نے مختلف وسائل اور ذرائع کو انتہائی دانشمندی سے استعمال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام عوامل پر انتہائی گہرائی سے غور کیا اور اپنے

منصوبے اور اس کی تکمیل میں کسی کوتاہی یا کمزوری کی گنجائش نہ رکھی۔ اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ نے کامل ایمان کے ساتھ، کسی شک وشبہ کے بغیر، صرف اللہ پر توکل کیا، کہ صرف اللہ کی ذات ہی بھروسے کے لائق ہے اور اس نے اپنے نبی سے نصرۃ کا وعدہ کرر کھا ہے۔

سیرت کی کتابوں میں مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اللہ سبحانہ تعالیٰ کی جانب سے وحی لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور قریش کی جانب سے آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ اب آپ ﷺ مکہ سے ہجرت کر جائیں اور کہا: «لا تبت هذه الليلة على فراشك الذي كنت تبيت عليه» "اپنے اس بستر پر آج نہ سوئیں جس پر آپ روز آرام کرتے ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ ابو بکر کے گھر تشریف لے گئے اور آپ مسلح تھے۔ آپ ﷺ آرام کے وقت ابو بکر کے گھر گئے جس وقت کوئی دوسرے کے گھر نہیں جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر صدیق کو ہجرت کے حکم سے آگاہ کیا اور ان کے درمیان ہجرت کے نہج اور طریقہ کار پر اتفاق ہوا۔ پس آپ ﷺ گھر واپس آئے اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ دوسری جانب قریش کے مجرم سرداروں نے یہ منصوبہ بندی کرر کھی تھی کہ اس رات وہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ کو قتل کر دیں اور یوں ان کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے۔ پس انہوں نے اپنے گیارہ سرداروں کا انتخاب کیا اور رات کے پہلے پہر وہ نبی ﷺ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ نبی ﷺ سو جائیں تا کہ وہ آپ ﷺ پر حملہ کر سکیں۔

جبکہ نبی ﷺ نے اپنے منصوبے کا آغاز کیا۔ آپ ﷺ نے علی کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کے بستر پر سونے کیلئے لیٹ جائیں اور اپنے اوپر سبز چادر اوڑھ لیں جو کہ نبی ﷺ اوڑھا کرتے تھے اور علی سے فرمایا کہ انہیں کفار کے ہاتھوں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے اِن آیات کی تلاوت کرتے ہوئے باہر نکلے: (وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ) "ہم

نے ایک دیوار ان کے آگے کھڑی کر دی اور ایک دیوار ان کے پیچھے۔ اور ہم نے انھیں ڈھانک دیا، پس انہیں اب کچھ نہیں سوجھتا"[سورۃ یٰسٓ:9]۔

رسول اللہ ﷺ نے مٹھی بھر ریت ہاتھوں میں لی اور ان لوگوں کے سروں کی جانب پھینک دی جنہوں نے آپ ﷺ کے گھر کا گھیراؤ کیا ہوا تھا اور اس کے باوجود وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ آپ ﷺ پہلے ابو بکر صدیقؓ کے گھر گئے اور منصوبے کے مطابق ابو بکرؓ کے گھر کے دروازے کی بجائے دیوار میں موجود ایک سوراخ(راستے) سے باہر نکلے تاکہ کوئی انھیں دیکھ یا پہچان نہ سکیں۔ نبی ﷺ کا منصوبہ یہ تھا کہ چونکہ قریش کے جاسوس مدینہ کی جانب شمال میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلیں گے اسلئے آپ ﷺ مکہ کے جنوب میں یمن کی جانب نکل گئے۔

دوسری طرف جب کفار کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی چارپائی پر آرام کرنے والے نبی ﷺ نہیں بلکہ علی ہیں تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ انھوں نے علیؓ سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب میں کہا کہ انھیں معلوم نہیں۔ قریش غصے سے پاگل ہو گئے، انھوں نے علی کو خوب مارا اور انہیں گھسیٹتے ہوئے خانہ کعبہ لے آئے اور باندھ دیا تاکہ وہ انھیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر دے سکیں، تاہم انھیں مایوسی ہوئی۔ اس کے بعد وہ ابو بکرؓ کے گھر گئے اور ان کے بارے میں پوچھا۔ ان کی بیٹی اسماءؓ نے جواب دیا کہ انھیں معلوم نہیں۔ اس پر ابو جہل (اس پر اللہ کی لعنت ہو) نے ان کے منہ پر زور سے تھپڑ کھینچ مارا۔

رسول اللہ ﷺ قریباً پانچ میل کا سفر کرنے کے بعد غارِ ثور پہنچے جو کہ بلند پتھریلی پہاڑیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ آپ نے غارِ ثور میں تین راتیں گزاریں۔ اس دوران عبد اللہ بن ابو بکرؓ رات کے وقت ان کے پاس آتے اور صبح سویرے مکہ چلے جاتے اور دن کے وقفے میں قریش کے ساتھ رہتے تاکہ وہ یہ سمجھیں کہ عبد اللہ بن ابو بکر مکہ میں ہی ہیں۔ عبد اللہ بن ابو بکر رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر کو مکہ کی تمام صورتحال سے آگاہ کرتے۔ عامر بن فہیرہ، جو کہ ابو بکر صدیقؓ کے غلام تھے، رات کی تاریکی میں انہیں دودھ پہنچاتے۔ اور طلوع سحر کے وقت جب عبد اللہ بن ابو بکر

مکہ واپس جاتے تو عامر اپنی بھیڑوں کے ریوڑ کو ان کے راستے پر چلاتے تاکہ عبد اللہ بن ابو بکر کے پیروں کے نشانات باقی نہ رہیں۔

اپنے خبیث ارادے میں ناکامی کے بعد قریش نے ایک ایمرجنسی میٹنگ طلب کی اور فیصلہ کیا کہ تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لاکر رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق کو گرفتار کیا جائے (نعوذ باللہ)۔ پس انھوں نے مکہ سے باہر جانے والے تمام راستوں کی سخت نگرانی کرتے ہوئے اس پر جاسوس مقرر کر دیئے، اور (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر کی زندہ یا مردہ گرفتاری پر 100، 100 اونٹ انعام میں رکھ دیئے۔ نتیجتاً بہت سے لوگ سواریوں پر اور پیدل نکل کھڑے ہوئے۔ راستوں اور گزر گاہوں کے ماہرین بھی تلاش میں لگ گئے۔ وہ پہاڑیوں، ٹیلوں اور وادی میں پھیل گئے۔ یہاں تک کہ وہ اس غار کے دہانے تک بھی پہنچ گئے، جہاں رسول اللہ ﷺ ابو بکر کے ساتھ چھپے ہوئے تھے۔ اور وہ اتنا قریب پہنچ گئے کہ ابو بکر صدیق رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے کہ اگر یہ لوگ اپنی پیروں کی جانب نگاہ ڈالیں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ لیکن اللہ اپنے امور پر پوری طرح غالب ہے اور وہ جسے چاہتا ہے محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے ان کی ڈھارس بندھائی اور کہا؛ "تم ان دو کے بارے میں کیا کہتے ہو جن کا تیسرا ساتھی خود اللہ کی ذات ہے" اس واقعے کے متعلق اللہ سبحانہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **(إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ)** **"اگر تم نبی کی مدد نہیں کروگے (تو کوئی پرواہ نہیں) پس جان لو کہ اللہ اس کی مدد کر چکا ہے جب کفار نے ان کو نکال باہر کیا، جب وہ صرف دو میں دوسرا تھا، وہ (محمدؐ اور ابو بکر صدیقؓ) غار میں تھے۔ تو اس (محمدؐ) نے اپنے ساتھی (ابو بکرؓ) سے کہا؛ "غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" اس وقت اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی مدد ایسی قوت (فرشتوں) سے کی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کا بول نیچا کر دیا اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے، اللہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے"** [التوبہ: 40]۔ پس مزاحمت کرنے والے ناکام لوٹ گئے اگرچہ ایک موقع پر وہ نبی ﷺ سے صرف چند قدم کے فاصلے پر تھے۔

تلاش بالآخر کمزور پڑگئی، اور گشتی پارٹیوں نے تلاش ترک کر دی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اپنے ساتھی کے ساتھ مدینہ کی جانب ہجرت کی جائے۔ انھوں نے پہلے ہی عبد اللہ بن اریقط کی بطور گائیڈ خدمات حاصل کرلی تھیں، جو اگرچہ اپنے لوگوں کے دین پر تھا مگر وہ ایک قابلِ اعتماد اور ماہر گائیڈ سمجھا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ یہ طے ہو چکا تھا کہ وہ تین دن کے بعد غار کے پاس گھوڑوں کے ساتھ پہنچے گا۔ اپنے وعدے کے مطابق وہ پہلی ربیع الاول کی رات کو پہنچ گیا، اسماءؓ خوراک کا سامان اپنے ساتھ لے آئیں، اور نبی ﷺ ابو بکر اور عامر بن فہیرہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

عبد اللہ بن اریقط پہلے انھیں جنوب میں یمن کی جانب لے گیا اور پھر وہ مغرب میں ساحل کی جانب مڑا اور ایک ایسے راستے پر پہنچ گیا جس سے کوئی واقف نہ تھا۔ اس کے بعد وہ شمال کی جانب بحر احمر کے ساحل کی جانب مڑا اور ایک ایسے راستے پر چلا جس سے بہت کم لوگ واقف تھے۔ 8 ربیع الاول کو، جو کہ بعد میں پہلے ہجری سال کا ربیع الاول کہلایا، نبی ﷺ قبا کے مقام پر پہنچے۔ مدینہ کے مسلمان، جو پہلے ہی نبی ﷺ کی مکہ سے روانگی کا سن چکے تھے، روزانہ 'حرہ' کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کرنے کیلئے آتے، اور تب تک آپ ﷺ کا انتظار کرتے جب تک گرمی کی شدت بہت زیادہ بڑھ نہ جاتی اور اس لمبے انتظار کے بعد وہ گھروں کو واپس لوٹتے۔ ایک یہودی، جو اپنے گھر کی چھت پر سے کچھ دیکھ رہا تھا، نے آپ ﷺ کا دمکتا ہوا چہرہ اور ابو بکر صدیق کو دور سے آتے دیکھ لیا، پس وہ چیخ کر بولا: "اے عربو! وہ آگیا جس کا تم سب کو انتظار ہے۔" مسلمان اپنے ہتھیاروں کی جانب دوڑ پڑے اور خوشی اور فرحت سے بے تابی کے ساتھ تکبیر کی گونج میں اپنے گھروں سے نکل پڑے تاکہ رسول اللہ ﷺ کا استقبال کر سکیں۔ یہ مدینہ کی تاریخ میں ایک بے نظیر دن تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ قبا میں چار دن رہے اور پانچویں روز اپنے اونٹ پر سوار ہوئے، ابو بکر صدیق آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔ نبی ﷺ نے بنی نجار کو اپنی آمد سے آگاہ کیا جو کہ آپ ﷺ کے ماموؤں اور خالوؤں کا خاندان تھا اور آپ ﷺ کے استقبال کیلئے آیا ہوا تھا اور اپنی تلواروں سے لیس تھا۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے۔ مدینہ کی ہر گلی اور گھر سے اللہ سبحانہ وتعالی کی بڑائی پر مبنی صداؤں کی گونج سنائی دے رہی تھی...۔

یوں اسلام پر مبنی ریاست وجود میں آگئی، وہ ریاست جو کلمہ طیبہ لا الہ الااللہ محمد الرسول اللہ کی بنیاد پر قائم ہوئی تھی۔

ہجرت کے واقعہ کے دو پہلو یاد رکھنے کے قابل ہیں:

1) باریک بینی سے منصوبہ بندی:

رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود ہجرت کا منصوبہ تیار کیا اور اس کے ہر نقطہ کی تمام تفصیلات پر بھرپور توجہ کی، اور کسی پہلو کو غور و فکر کے بغیر نہیں چھوڑا۔ تیاری کا یہ عمل اس امر کی گواہی دے رہا ہے کہ یہ پورے کا پورا عمل "رائے، جنگ اور حکمتِ عملی (opinion, war and strategy)" سے تعلق رکھتا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا تھا اور نبی ﷺ نے تمام وسائل اور ذرائع کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس کیلئے عرق ریزی سے تفصیلی منصوبہ بندی کی تا کہ اس ہجرت کو کامیاب بنایا جا سکے۔ پس آج نصرۃ دینے والوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ باریک بینی اور احتیاط کے ساتھ، تمام دستیاب وسائل اور ذرائع کو بروئے کار لانے میں تخلیقی ذہن استعمال کرتے ہوئے ایک جامع اور تفصیلی پلان وضع کریں، جسے جرأت اور بے باکی کے ساتھ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ مختصراً، یاد دہانی کی غرض سے، ہجرت کے منصوبے کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

- رسول اللہ ﷺ نے اپنی چارپائی پر علی کو سلایا۔
- نبی ﷺ اپنے گھر سے ابو بکر کے گھر کی طرف رات کے اندھیرے میں نکلے تا کہ کسی کو خبر نہ ہو۔
- دونوں ابو بکر کے گھر سے دروازے کی بجائے دیوار کے سوراخ سے باہر نکلے تا کہ کوئی انہیں پہچان کر پکڑ نہ سکے اور نہ ہی پیچھا کر سکے۔
- وہ شمال میں مدینہ کی طرف جانے کی بجائے مدینہ کی مخالف سمت یعنی جنوب میں نکلے۔

- انہوں نے غارِ ثور میں تین دن تک پناہ لی تاکہ قریش کی تلاش کچھ تھم جائے۔

- عبد اللہ بن ابو بکر کو کہا گیا کہ وہ روز رات کے وقت آئیں اور انھیں بتائیں کہ مکہ کے لوگ ان کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں اور منصوبے بنا رہے ہیں۔

- راستے کے دوران خوراک کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلیئے اسماء بنت ابو بکرؓ کی ذمہ داری لگائی گئی۔

- اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ پیروں کے نشان مٹ جائیں اور اس غرض سے عامر بن فہیرہ، جو کہ ابو بکر کے غلام تھے، کی ڈیوٹی لگائی گئی۔

- ایک پیشہ ور اور راستوں سے مکمل واقف گائیڈ، ابن اریقط کو اجرت پر رکھا گیا۔

2) اللہ کی مدد:

ہجرت کے دوران اللہ کی مدد کا ذکر سیرت کی کتابوں میں درج ہے۔ اس کا تذکرہ قرآن اور مستند احادیث میں بھی موجود ہے۔ یہ کیسی مدد تھی؟ اس کی کیا تشریح ہے؟ اور موجودہ وقت میں نصرۃ کیلیئے ہم اس سے کیسے بہرہ مند ہوسکتے ہیں؟ اس کی دو مثالیں بتادینا ہی کافی ہے:

1) رسول اللہ ﷺ کی کھوج لگانے کے لیے قریش کی کوششوں سے متعلق امام احمد نے روایت کیا ہے کہ جب وہ (محمد ﷺ اور ابو بکرؓ) مکہ سے روانہ ہو کر غارِ ثور کی پہاڑی کے پاس پہنچے تو ابو بکر صدیق نے نبی ﷺ سے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ ! وہ ہمیں ڈھونڈ لیں گے۔“ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ”نہیں! فرشتوں نے اپنے پروں سے ہمیں چھپا رکھا ہے۔“ اسی طرح ابنِ ہشام نے روایت کیا کہ ایک شخص نے غار کی جانب منہ کر کے پیشاب کیا۔ تو نبی ﷺ نے کہا: ”اگر اس نے ہمیں دیکھا ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتا۔“ بخاری کی روایت کے مطابق ابو بکر صدیق نے بیان کیا: ”پس میں

نے نبی ﷺ سے کہا اگر ان میں کچھ محض اپنا سر بھی نیچے کر لیں، تو ہمیں دیکھ لیں گے۔"تو نبی ﷺ نے کہا:" خاموش اے ابو بکرؓ! ہم دو ہیں اور ہمارے ساتھ تیسری اللہ کی ذات ہے۔"

2) نبی ﷺ اور ابو بکر صدیق کی ہر احتیاط کے باوجود سراقہ بن مالک انعام کے لالچ میں آپ کے آمنے سامنے پہنچ گیا۔ سراقہ بن مالک کے جنگی گھوڑے کی اگلی دونوں ٹانگیں گھٹنوں تک ریت میں دھنس گئی جس سے وہ جان گیا کہ نبی ﷺ ہر طرح کے نقصان سے مامون ہیں۔ بلکہ اس نے خود کہا کہ نبی ﷺ کا معاملہ غالب ہو کر رہے گا۔ پس اس نے امن کی بات کی جس پر آپ ﷺ رک گئے۔ وہ چار لوگ تھے: رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عامر بن فہیرہ، اور ابنِ اریقط۔ نبی ﷺ نے اسے اس سفر کو راز رکھنے کا کہا اور سراقہ کی درخواست پر اسے امان کا خط دے دیا۔ جب سراقہ واپس گیا تو اس نے دیکھا کہ لوگ آپ ﷺ کو ڈھونڈ رہے ہیں، سراقہ نے لوگوں سے کہا کہ وہ انھیں ادھر ڈھونڈ چکا ہے (جہاں پر رسول اللہ ﷺ موجود تھے)۔ اس طرح سراقہ نے انھیں دوسری جانب تلاش پر لگا دیا، وہی سراقہ جو صبح کے وقت نبی ﷺ کو روکنے کیلئے نکلا تھا، اسی شام کو نبی ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری سرانجام دے رہا تھا۔

پس بہترین انسانی کوشش، جو اللہ کے نبی ﷺ نے منصوبہ سازی اور اس کی تکمیل میں سرانجام دی، کے باوجود کفار کے وہ ہرکارے جو رسول اللہ ﷺ کو روکنے کیلئے نکلے تھے، ادھر آن پہنچے جہاں آپ ﷺ نے پناہ لے رکھی تھی۔ جہاں یہ واقعہ کفار کے ان پکے ارادوں اور ان کی کوششوں کی شدت کا اظہار کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کر کے (نعوذ باللہ) اس دعوت کو جڑ سے اکھاڑنا چاہتے تھے، وہاں یہ واقعہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد کو بھی بیان کرتا ہے۔

یہ ہے وہ امر جس کا دعوت دینے والوں اور اہلِ نصرۃ کو ادراک ہونا چاہئے کہ کوئی بھی اس شخص پر غالب نہیں آسکتا جس کا مددگار اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات ہو۔ یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی جانب سے مدد تھی جس نے نبی ﷺ اور ابو بکر صدیق کو ہر ضرر اور نقصان سے مامون رکھا اور ان کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا تاکہ اسلامی ریاست کا قیام ممکن ہو سکے۔ اللہ کی مدد کا وعدہ آج کے لیے بھی ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **(إِنَّا لَنَنْصُرُ**

رُسُلَنَا وَالَّذِينَ ءَامَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ)"یقیناً ہم ضرور اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں اور جزا کے دن بھی جب گواہ اٹھائے جائیں گے"(سورۃ الغافر:51)۔

فہرست

اختلافِ مطلع: حقیقت اور اس کا اثر

تعارف:

"فقہ مذاہب اربعہ" کی کتاب میں درج ہے؛

إذا ثبتت رؤية الهلال بقطر من الأقطار وجب الصوم على سائر الأقطار، لا فرق بين القريب من جهة الثبوت والبعيد إذا بلغهم من طريق موجب للصوم. ولا عبرة باختلاف مطلع الهلال مطلقاً عند ثلاثة من الأئمة (الحنفية والمالكية والحنابلة)؛ أما الشافعية فقالوا: إذا ثبتت رؤية الهلال في جهة وجب على أهل الجهة القريبة منها من كل ناحية أن يصوموا بناء على هذا الثبوت، والقرب يحصل باتحاد المطلع، بأن يكون بينهما أقل من أربعة وعشرين فرسخاً تحديداً (120 كلم)، أما أهل الجهة البعيدة فلا يجب عليهم الصوم بهذه الرؤية لاختلاف المطلع.

"جب کسی علاقے میں ہلال کی رویت ثابت ہو جائے تو باقی تمام علاقوں پر روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے۔ نزدیک اور دور کے علاقوں میں ثبوت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں، اگر ان تک روزے کے واجب ہو جانے کی خبر اس طریقے سے پہنچ جائے۔ حنفی، مالکی اور حنبلی علماء کے نزدیک ہلال کے اختلافِ مطلع کی بالکل کوئی حیثیت نہیں۔ جہاں تک شافعی مذہب کی بات ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جب ایک علاقے میں رویت ثابت ہو جائے تو اس علاقے کے نزدیک کے علاقوں پر اس ثبوت کی بنا پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ نزدیکی کا معیار افق کے ملنے سے ہے یعنی ان کے درمیان فاصلہ 24 فرسخ (120 کلومیٹر) سے کم ہونا چاہیے۔ جہاں تک اس رویت سے دور کے علاقوں کے لوگوں کا تعلق ہے تو ان پر اختلافِ مطلع کی وجہ سے اس رویت کی بنا پر روزہ رکھنا واجب نہیں"۔

جب شافعی علماء نے جغرافیائی دائرے میں افق کے ملنے کی بنیاد پر رویت کو بطور مرکز لے کر 120 کلومیٹر کا تعین کیا تو انھوں نے کسی نص (آیت یا حدیث) پر انحصار نہیں کیا، بلکہ سفر کے دوران نماز کو قصر کرنے کے فاصلے سے قیاس کیا۔

تحقیق سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ دیگر تین مذاہب کی رائے شافعی مذہب سے زیادہ مضبوط ہے۔ یہ معاملہ حقیقت کی تحقیق (تحقیق المناط) کا محتاج ہے۔ حقیقت کی تحقیق صرف نصوص (شرعی متن) نہیں بلکہ حقیقت کے بارے میں بھی علم کا تقاضا کرتی ہے۔

جب ہم حقیقت کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ آج علم فلکیات ہمیں وسیع علم دیتا ہے جو ہمیں چار اماموں کے ادوار میں میسر نہیں تھا۔ مثلاً، آج ہمیں معلوم ہے کہ چاند کی پیدائش پوری زمین کیلئے ایک ہی وقت پر ہوتی ہے۔ جہاں تک اس کی رویت کا تعلق ہے تو وہ علاقوں کے حساب سے مختلف ہوتی ہے۔ رجب 1410 ہجری کے ہلال کی پیدائش جمعہ کے دن ہوئی، بمطابق 26 جنوری، لندن کے شام 7 بجے جو کہ بیروت کے رات 9 بجے کا وقت تھا، اور اس دوران سورج کو گرہن لگ گیا۔ سورج گرہن چاند کی پیدائش کے وقت ہی ممکن ہے کیونکہ اس وقت چاند زمین اور سورج کے بالکل درمیان میں آجاتا ہے، اس طرح کے سورج چاند کے پیچھے چھپ جاتا ہے اور اس سے سورج گرہن واقع ہو جاتا ہے۔ اس گرہن کے وقت سے پہلے ہم جمادی الثانی کے مہینے میں تھے لیکن گرہن کے وقت کے دوران ہم جمادی الثانی اور رجب کے درمیان تھے، جبکہ گرہن کے اختتام پر رجب کے ہلال کی پیدائش ہو گئی۔

اگر ہمیں زمین کے کسی بھی علاقے میں ہلال کی پیدائش کا یقینی علم ہو، جیسے رجب 1410 ھ کیلئے وہ 26 جنوری (لندن کے وقت کے مطابق) شام 7 بجے تھا، اور ہمیں یہ معلوم ہو کہ رجب کا مہینہ 29.5 دنوں کا ہوتا ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہو کہ شعبان کا مہینہ 29.5 دنوں کا ہوتا ہے تو ہم رمضان کے ہلال کی پیدائش کا تعین کر سکتے ہیں جو 1410 ھ کیلئے (لندن کے وقت کے مطابق) شام 7 بجے بروز پیر بمطابق 26 مارچ 1990ء ہو گا۔

علاوہ ازیں، شرعی نصوص کی بنیاد پر ہمیں یہ معلوم ہے کہ قمری مہینوں کے آغاز کا شمار ہلال کی پیدائش سے نہیں بلکہ ہلال کے نظر آجانے سے ہوتا ہے۔ ہلال کی رویت اس کی پیدائش کے کئی گھنٹے بعد تک ممکن نہیں ہوتی، یہ اس لیے کہ جب چاند پیدا ہوتا ہے تو وہ نہایت چھوٹا اور سورج کے قریب ہونے کی وجہ سے سورج کی تیز روشنی میں چھپ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ نظر نہیں آتا۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہلال ہر دن سورج سے تقریباً 48 منٹ مزید پیچھے ہوتا ہے یعنی اگر ایک دن چاند سورج کے غروب ہونے کے ایک گھنٹے بعد غروب ہوا تو اگلے دن وہ غروبِ آفتاب کے ایک گھنٹے اور چالیس منٹ بعد غروب ہو گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چاند ہر ایک گھنٹے میں سورج سے مزید 2 منٹ پیچھے ہو جاتا ہے۔

اس اعتبار سے جب 26 مارچ 1990 کو (لندن کے وقت کے مطابق) شام 7 بجے رمضان کا چاند پیدا ہو گا تو اسے اسی دن کے 24 گھنٹوں میں دیکھنا ممکن ہو گا کیونکہ اس وقت چاند سورج سے تقریباً 11 منٹ پیچھے ہو گا یعنی ہلال کا غروب سورج کے غروب کے 11 منٹ بعد ہو گا۔ چنانچہ اس کا دنیا کے بیشتر علاقوں میں دیکھا جانا ممکن ہے جیسے مراکش وغیرہ۔

پھر جب کچھ مسلمان اس کی رویت کرتے ہیں اور دیگر مسلمانوں کو اس کی اطلاع کرتے ہیں تو تمام مسلمانوں کو اس رویت کی اتباع کرنی چاہیے اور اختلافِ مطلع کا اس حقیقت میں کوئی عمل دخل نہیں۔ یہ اس لیے کہ چاند کی پیدائش ایک ہی مخصوص جگہ پر اور ایک ہی مخصوص وقت پر پوری دنیا کیلئے ہوتی ہے، فرق صرف اس کی رویت میں ہے اور کچھ لوگوں کی رویت تمام کیلئے حجت ہے۔

اس معاملے سے متعلق احادیث کچھ لوگوں کی رویت کو تمام لوگوں کیلئے حجت گردانتی ہیں۔ اب یہ شافعی علماء کیلئے واجب ہو چکا ہے کہ وہ اس مسئلے پر نظرِ ثانی کریں۔ اگر اس معاملے کی حقیقت پر غور کیا جائے تو نہ ہی مجتھد اس سے بری الذمہ ہے اور نہ ہی مقلد متبع اس سے بری الذمہ ہے۔

وہ شبہ جس پر شافعی علماء اختلافِ مطلع کیلیے انحصار کرتے ہیں، مسلم کی روایت کردہ اس حدیث کی بنا پر ہے:

« عَنْ كُرَيْبٍ، أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ، بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَىَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلاَلَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ - رضى الله عنهما - ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلاَلَ فَقَالَ مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلاَلَ فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ . فَقَالَ أَنْتَ رَأَيْتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ . فَقَالَ لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلاَ نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلاَثِينَ أَوْ نَرَاهُ . فَقُلْتُ أَوَلاَ تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ فَقَالَ لاَ هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم»

"کریب نے روایت کی کہ حارث کی بیٹی، امِ فضل نے اسے (یعنی فضل کو) شام میں معاویہ کے پاس بھیجا۔ میں (فضل) شام پہنچا اور ان کا کام انجام دیا۔ میں شام میں ہی تھا کہ رمضان کا آغاز ہو گیا۔ میں نے رمضان کا ہلال جمعہ کو دیکھا۔ پھر میں مہینے کے اختتام پر مدینہ پہنچا۔ عبد اللہ بن عباسؓ نے مجھ سے (رمضان کے ہلال کے بارے میں) پوچھا: تم نے اسے کب دیکھا؟ میں نے کہا: ہم نے اسے جمعہ کی شب کو دیکھا: انھوں نے کہا: کیا تم نے خود دیکھا؟ میں نے کہا: ہاں، اور کئی اور لوگوں نے بھی دیکھا اور (اگلے دن) روزہ رکھا اور معاویہ نے بھی روزہ رکھا۔ اس پر انھوں نے کہا: لیکن ہم نے تو ہفتہ کی رات کو دیکھا، لہٰذا ہم تیس دن (کے روزے) پورے کریں گے یا پھر ہم اسے (یعنی شوال کے ہلال کو) دیکھ لیں۔ میں نے کہا: کیا معاویہ کی رویتِ ہلال آپ کے لیے کافی نہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی حکم دیا ہے"۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ابنِ عباسؓ کا اپنا اجتھاد ہے جس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے: **صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ**، **"اس (ہلال) کے دِکھ جانے پر روزہ رکھو اور اس (ہلال) کے دِکھ جانے پر فطر (عید) کرو"**۔ لہٰذا جب ابنِ عباسؓ نے کہا، هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی حکم دیا ہے"، تو دراصل انھوں نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا اور کسی ایسی نص کو بیان نہیں

کیا جو ہر علاقے کیلئے اپنی رویت اور اپنے رمضان و عید الگ ہونے کو بیان کرتی ہو۔ ابنِ عباسؓ کے اس اجتھاد میں فلکیات کی حقیقت (مناط) کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے اور شافعی علماء اس کی ہی پیروی کرتے ہیں۔

جب ہم اس اصطلاح، اتحادِ مطلع، کو اس اعتبار سے سمجھتے ہیں کہ وہ تمام علاقے جہاں ہلال کو بیک وقت دیکھا جا سکتا ہے تو اس کی مثال سورج کے اتحادِ مطلع جیسی ہی ہے۔ لہٰذا وہ تمام علاقے جن پر سورج بیک وقت طلوع ہوتا ہے، وہ شمال سے جنوب تک ایک سیدھ میں ہوتے ہیں یعنی ایک ہی طول بلد (longitude) پر یا سال کے موسم کے اعتبار سے قریب کے طول بلد (longitude) پر واقع ہوتے ہیں۔ جہاں تک ان علاقوں کا تعلق ہے جو سال کے موسم کے اعتبار سے قریب کے عرض بلد (latitude) پر واقع ہیں، یہاں مطلع مختلف ہو سکتا ہے۔ سورج کے طلوع ہونے کے اعتبار سے اور چاند کے طلوع ہونے کے اعتبار سے یہی حقیقت ہے۔ لہٰذا مطلع کا فرق اس فاصلے کی وجہ سے ہے جو مشرق سے مغرب کے درمیان ہے، نہ کہ جنوب سے شمال کے درمیان۔ اگر علاقے شمال اور جنوب کے درمیان (ایک ہی طول بلد پر) واقع ہیں تو ان کے درمیان فاصلے کی کوئی وقعت نہیں۔ اس سے اختلافِ مطلع کے لیے طویل ترین قصر یعنی 120 کلو میٹر کو اختیار کرنے کی غلطی واضح ہو جاتی ہے کیونکہ شمال سے جنوب یا جنوب سے شمال کی طرف سفر کرنے والے کسی بھی مسافر کیلئے مطلع تبدیل نہیں ہوتا۔

لیکن اگر ایک مسافر مشرق سے مغرب یا مغرب سے مشرق کا سفر کرے تو سورج کے طلوع ہونے اور چاند کے طلوع ہونے کے اوقاف تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اندازے کے مطابق 120 کلو میٹر کے سفر پر وقت کی تبدیلی فقط چار منٹ سے کچھ زیادہ ہے۔ یعنی اگر ایک جگہ طلوع آفتاب کا وقت 6 بجکر 4 منٹ، 18 سیکنڈ ہے، اور طلوعِ قمر کا وقت شام 6 بجے ہے، اور اس کے مقابلے میں ایک دوسری جگہ جو پہلے جگہ سے 120 کلو میٹر مغرب میں واقع ہے، جبکہ دونوں مقامات ایک ہی اونچائی پر ہوں (جیسے صحرا یا سطح سمندر وغیرہ)، تو دوسری جگہ پر طلوعِ قمر 6 بجنے کے 4 منٹ اور 22 سیکنڈ بعد واقع ہو گا، یعنی 06:04:22PM پر ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آسمان میں چاند اپنی رفتار میں سورج کی جگہ کی تبدیلی کی نسبت سست ہے۔

یہ چار منٹ نہ ہونے کے برابر ہیں، تو پھر ہم کس طرح انہیں مسلمانوں کیلئے رمضان کے آغاز اور عید کے آغاز میں اختلاف کی بنیاد بنا سکتے ہیں؟

ہم جانتے ہیں کہ دنیا کا مکمل گھیرا (circumference) تقریباً 40,000 کلومیٹر ہے۔ اسی حساب سے دنیا میں کوئی سے دور ترین دو مقامات میں فاصلہ 20,000 کلومیٹر سے زیادہ نہیں ہو سکتا، اور چاند کے طلوع ہونے کا فرق 12 گھنٹے اور 24 منٹ سے زیادہ نہیں ہے۔ لہٰذا جب روئے زمین پر کچھ مسلمان ہلال کی رویت کرتے ہیں اور وہ شریعت کے مطابق اس رویت کا اعلان کرتے ہیں تو وہ مسلمان جو ان کے مشرق میں واقع ہیں، وہ ان کی رویت کو قبول کرتے ہوئے روزہ رکھیں گے، چاہے رات ابھی باقی ہو، یا پھر اگر دن شروع ہو چکا تو وہ رک جائیں گے اور یہ روزہ بعد میں قضاء کریں گے۔ وہ مسلمان جو ان کے مغرب میں واقع ہیں، وہ ہلال کو بخوبی دیکھ سکیں گے، اگر آسمان صاف ہے۔

کوئی بھی شخص اندازہ لگانے کیلئے علم فلکیات کے حساب کتاب سے فائدہ اٹھا سکتا ہے (اگرچہ سبب رویت ہی ہے)۔ شریعت حساب کتاب سے فائدہ اٹھانے سے منع نہیں کرتی، تاہم روزہ رکھنے، عید کرنے اور حج کے معاملات کو ہلال کو دیکھنے سے جوڑتی ہے۔ آجکل کے دور میں حساب کتاب اتنا درست اور معیاری ہو چکا ہے کہ اس پر انحصار بھی کیا جا سکتا ہے اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ اسی حساب کتاب کی بنیاد پر تمام مسلمان چاند کی پیدائش کا وقت معلوم کر سکتے ہیں، اس کی ممکنہ رویت کا وقت معلوم کر سکتے ہیں اور اسی حساب سے رمضان اور عید کے لیے الرٹ ہو سکتے ہیں، پھر جب کچھ مسلمان ہلال کو دیکھ لیں اور اس رویت کا اعلان کر دیں تو تمام مسلمان ان کے ساتھ روزے اور عید کا آغاز کریں۔

یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ جو لوگ محض حساب کتاب پر انحصار کی بات کرتے ہیں، وہ ہلال کو دیکھے بغیر صرف حساب کتاب پر انحصار کی بات کرتے ہیں۔ ان کی رائے بھی ایک اسلامی رائے ہے کیونکہ ان کی سمجھ اس دلیل پر ہے جو حدیث صحیح روایت میں مسلم نے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: « **إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ** » **"ہم ایک ان پڑھ امت ہیں، ہم نہ لکھتے ہیں نہ حساب کتاب کرتے ہیں"** اور رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ» " (ہلال کے) دیکھے جانے پر روزہ رکھو اور اس کے دیکھے جانے پر فطر (عید) کرو"۔

انھوں نے یہ سمجھا کہ اس معاملے میں رویت پر انحصار کی علت دراصل یہ ہے کہ ہم حساب کتاب میں اچھے نہیں اور اگر ہم درست حساب کتاب کر سکیں تو پھر رویت کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ ایک اسلامی رائے ہے اور اس رائے کے حامل افراد کا مذاق اڑانا درست نہیں کیونکہ انھوں نے یہ رائے اجتھاد کی بنیاد پر اختیار کی ہے۔

اگرچہ، شرعی نصوص سے متعلق ہماری سمجھ کے مطابق بہتر سمجھ یہی ہے کہ صرف رویت کو ہی لیا جائے جبکہ حساب کتاب سے فائدہ اٹھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مضمون کے آغاز میں ہم نے ذکر کیا کہ حنفی، مالکی اور حنبلی مذاہب کے نزدیک اگر مسلمان کسی علاقے میں بھی ہلال دیکھ لیں تو تمام علاقوں کے لوگوں کیلئے روزہ رکھنا واجب ہے کیونکہ کچھ مسلمانوں کی رویت تمام مسلمانوں کیلئے حجت ہے، جبکہ صرف اہلِ شافعی ہی اختلافِ مطلع کا اعتبار رکھتے ہیں۔ لیکن آجکل مسلم دنیا میں جو ہو رہا ہے وہ شافع مذہب کی تقلید نہیں بلکہ دلیل کے بغیر عمل ہے۔ یعنی مصر کے لوگ روزوں اور عید کیلئے مصر کی سیاسی سرحدوں کی پابندی کرتے ہیں، اسی طرح مراکش، ایران، شام اور ترکی کے لوگ اپنی اپنی سیاسی سرحدوں کی پابندی کرتے ہیں۔ انھوں نے شافعی رائے کے مطابق 24 فرسخ یا 120 کلومیٹر کے فاصلے کو ملحوظ نہیں رکھا، بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ علاقے کے حکمرانوں کی اتباع کرتے ہیں جیسے یہ علاقے شرعی سرحدیں بن چکے ہوں جو روزوں اور عید کی بنیاد ہو!

مسلمان ایک امت ہیں اور ان پر صرف اور صرف شریعت کے احکامات کی اتباع فرض ہے۔ اگر کچھ مسلمان ہلال کی رویت کر لیتے ہیں تو ان کی رویت ان کے باقی تمام مسلمان بھائیوں کیلئے روئے زمین پر حجت ہے۔ دینِ اسلام میں ان سرحدوں کی کوئی حیثیت نہیں۔

فہرست

طالبان کے ساتھ بھارت کا میل جول چین پر قابو پانے کی امریکی کوششوں کا حصہ ہے

عبدالمجید بھٹی، پاکستان

حال ہی میں ان قیاس آرائیوں میں اضافہ ہوا ہے کہ طالبان اور مودی حکومت یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان کے درمیان تعلقات کو کسی طرح کی سرکاری شناخت مل جائے۔ طالبان کے نائب وزیر خارجہ شیر محمد عباس ستانکزئی نے نومبر 2023 میں اشارہ دیا تھا کہ نئی دہلی میں افغان سفارت خانہ جلد ہی دوبارہ کھل جائے گا[5]۔ یہ اعلان ممبئی اور حیدر آباد میں واقع افغان قونصل خانوں میں اشرف غنی کے سابق وفاداروں کی سفارتی موجودگی کو محدود کرنے کی بھارتی کوششوں کے عین موافق ہے۔ مزید بر آں، یہ سفارتی اقدامات ایک ایسے وقت میں ہو رہے ہیں جب طالبان اور پاکستان کے تعلقات، افغان طالبان کی جانب سے تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) کے سرحد پار حملوں کو روکنے میں ناکامی، بار بار پیدا ہونے والے سرحدی تنازعات، اور اسلام آباد کی طرف سے 17 لاکھ افغان مہاجرین کی بے دخلی کی وجہ سے انتہائی نچلی سطح تک پہنچ چکے ہیں[6,7]۔

اگست 2021 میں کابل اور افغانستان پر طالبان کے مکمل قبضے سے پہلے، ہندوستان نے طالبان مخالف ایک سخت موقف اپنائے رکھا اور کرزئی اور غنی کی حکومتوں کے ساتھ مضبوط تعلقات کو مستحکم کرنے میں بہت زیادہ سرمایہ کاری کی۔ 2011 میں، بھارت نے کرزئی کے ساتھ ایک اسٹریٹجک شراکت داری کا معاہدہ کیا، اور اس کے بعد کے عرصے میں، بھارت 3 ارب ڈالر کی امداد فراہم کر کے اس خطے میں افغانستان کو سب سے زیادہ امداد فراہم کرنے والا ملک بن گیا، جس میں بے شمار سول اور بنیادی ڈھانچے کے منصوبے شامل تھے[8]۔ ہندوستان اور افغانستان کے درمیان

---

[5] [1] Voice of America, (2023). Taliban Say Afghan Embassy in India Set to Resume Operations Soon. Available at: https://www.voanews.com/a/taliban-say-afghan-embassy-in-india-set-to-resume-operations-soon/7377115.html

[6] [2] South Asian Voices, (2023). Two Years After Taliban Takeover: What is India's Afghanistan Policy? Available at: https://southasianvoices.org/two-years-after-taliban-takeover-what-is-indias-afghanistan-policy/

[7] [3] Foreign Policy, (2023). Why Is Pakistan Expelling 1.7 Million Afghans? Available at: https://foreignpolicy.com/2023/11/01/pakistan-deports-million-afghans-undocumented-migrants/

[8] [4] BBC, (2023). Afghanistan and India sign 'strategic partnership'. Available at: https://www.bbc.com/news/world-south-asia-15161776

بڑھتے ہوئے دوطرفہ تعلقات کے اس دور میں ٹی ٹی پی کے ساتھ ساتھ بلوچ عسکریت پسندوں کی جانب سے چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) سے منسلک منصوبوں کو نشانہ بنانے والے سرحد پار حملوں میں تیزی سے اضافہ دیکھنے میں آیا۔ پاکستان نے مسلسل یہ بات زور دے کر کہی کہ بھارت افغان سرزمین کو پاکستان اور سی پیک پروگراموں کو غیر مستحکم کرنے کے لیے اس طرح کے حملے کروانے کے لیے استعمال کر رہا ہے [9]۔

سی پیک (CPEC) کو کمزور کرنے کی ہندوستانی کوششیں صرف پاکستانی عسکریت پسند گروپوں کی پرورش تک محدود نہیں تھیں بلکہ ایران کی چابہار بندرگاہ میں 8 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کے ذریعے وسطی ایشیائی ریاستوں کے ساتھ تجارت کو فروغ دینے تک بھی پھیلی ہوئی تھیں [10]۔ اس بندرگاہ نے ایران سے ہندوستانی سامان کی نقل و حمل کی سہولت فراہم کی، جو کہ آخرکار افغانستان کے راستے وسطی ایشیائی ریاستوں تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ 2021 میں افغانستان میں غنی کی حکومت کے خاتمے کے بعد، بھارت نے طالبان کی حکومت کے ساتھ خفیہ مذاکرات کیے ہیں اور اس اہم راستے کو کھلا رکھنے کے لیے متعدد مراعات (گندم، کووِڈ ویکسین، بنیادی ڈھانچے کے منصوبے، امداد وغیرہ) کی پیشکش کی، کیونکہ یہ راہداری مغرب کی جانب چین کے ون بیلٹ ون روڈ (OBOR) منصوبے کا مقابلہ کرنے اور امریکہ اور ہندوستان کے مفادات کے لیے انتہائی ضروری ہے [11]۔ اسی وجہ سے، ہندوستان نے اس بات کو یقینی بنایا کہ کابل میں اس کا سفارت خانہ ایک "تکنیکی ٹیم" کی آڑ میں معمول کے مطابق کام کرے، لیکن یہ عمل مکمل سفارتی حیثیت کو قبول کرنے سے ایک کم تر درجہ ہے۔

طالبان کے بارے میں بھارت کے گہرے عدم اعتماد کے باوجود، مودی کی حکومت نے طالبان کی حکومت کو گلے لگانے اور دو مقاصد حاصل کرنے کے لیے خود کو احتیاط سے کھڑا کیا ہے۔ سب سے پہلے، 2000ء میں کلنٹن کے

---

9 [5] AP News, (2020). Pakistan says it has evidence of India sponsoring attacks. Available at: https://apnews.com/article/pakistan-afghanistan-south-asia-islamabad-india-f2d93afe00c44b48341b2ad296d3b807

10 [6] Middle East Institute, (2023). India-Taliban relations: A careful balancing act, driven by pragmatism. Available at: https://www.mei.edu/publications/india-taliban-relations-careful-balancing-act-driven-pragmatism

11 [7] Hindustan Times, (2018). India takes over operations of Iran's strategic Chabahar Port, can bypass Pak on way to Afghanistan. Available at: https://www.hindustantimes.com/india-news/india-takes-over-chabahar-port-operations-from-iran-will-ship-supplies-to-afghanistan/story-kWKZeStt1MfQR4s5Voz4fL.html

دورہ بھارت کے بعد سے، امریکہ نے چین کا مقابلہ کرنے کے امریکہ کے اسٹریٹجک منصوبے کو پورا کرنے کے لئے ہندوستان کے حق میں برصغیر میں اپنے اہم ایجنٹ پاکستان کو چھوڑ دیا۔ اس میں ہندوستان کو کواڈریلیٹرل سیکورٹی ڈائیلاگ (QUAD) کے حصے کے طور پر استعمال کرنا شامل ہے تاکہ پہلے چین کی اپنی سمندری حدود کو توسیع دینے کی خواہش کو اس کے قریبی جزیروں تک محدود کیا جاسکے اور چین کو مشرقی بحیرہ چین، بحیرہ جنوبی چین اور ملاکا اسٹریٹ کے استعمال سے روکا جاسکے جو امریکی سمندری تجارت اور سلامتی کے مفادات کے لیے خطرہ ہیں۔ امریکہ کی یہ حکمت نئی دہلی کی جانب سے ہیروں کے ہار کے اقدام (diamond necklace initiative) کی بھی حمایت کرتی ہے جس کا مقصد بیجنگ کی جانب سے سمندر کے موتیوں (Sea of pearls endeavors) کے نام سے کی جانے والی کوششوں کے ذریعے بحر ہند پر غلبہ حاصل کرنے کو روکنا ہے[12]،[13]۔

ایک طرف امریکہ زمین پر ہندوستان کی صلاحیتوں کو بڑھا رہا ہے اور اسے مجبور کر رہا ہے کہ وہ تبت اور سنکیانگ میں بدامنی کو ہوا دے کر چین کی OBOR اسکیم کو ناکام بنائے تاکہ OBOR کے مغرب کی طرف پھیلاؤ کو ختم کیا جاسکے۔ اس منصوبے میں چابہار بندرگاہ سے وسطی ایشیا تک ہندوستان-ایران-افغانستان کا راستہ بھی شامل ہے۔ تاہم، امریکہ کو احساس ہے کہ یہ راستہ اس وقت تک غیر موثر ہے اور مودی چین کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے کمزور رہے گا جب تک پاکستان جیو پولیٹکس چھوڑ کر جیو اکنامکس کو نہیں اپناتا اور کشمیر کو مکمل طور پر بھارت کے حوالے نہیں کرتا۔ اس صورتحال کو بدلنے کے لیے، بائیڈن انتظامیہ نے ہندوستان کے ساتھ مشرق وسطیٰ راہداری کا اعلان کیا — یہ راستہ بائیڈن کی شراکت داری برائے عالمی انفراسٹرکچر اینڈ انویسٹمنٹ (PGII) کا حصہ ہے، جو OBOR کا حریف ہے[14]۔ امریکہ خلا میں متعدد منصوبوں پر بھارت کے ساتھ تعاون کر رہا ہے، جیسا کہ چاند کے

---

12 [8] Times of India, (2023). Necklace of diamonds vs string of pearls : India-China standoff. Available at: https://timesofindia.indiatimes.com/readersblog/youthwrites/necklace-of-diamonds-vs-string-of-pearls-india-china-standoff-43458/

13 [9] Arab News, (2023). How Saudi-backed India-Middle East corridor is 'game changer' for New Delhi. Available at: https://www.arabnews.com/node/2374786/world

14 [10] White House, (2023). FACT SHEET: Partnership for Global Infrastructure and Investment at the G7 Summit. Available at: https://www.whitehouse.gov/briefing-room/statements-releases/2023/05/20/fact-sheet-partnership-for-global-infrastructure-and-investment-at-the-g7-summit/

جنوبی قطب پر تحقیقات کے لیے بھارت کے خلائی مشن کا اترنا۔ اس تعاون کا مقصد خلا میں تسلط کی چینی خواہشات کا مقابلہ کرنے کے لیے خلا کو ہتھیار بنانے کی امریکی کوششوں میں بھارت کو شامل کرنا ہے[15]۔

دوسرا، ہندوستان کی تشویش کی بنیاد طالبان کی اسلامی اسناد پر نظر رکھنا ہے۔ تاریخی طور پر، افغانستان نے ہمیشہ جہاد اور ہندوستان کی فتح کے لیے ایک پلیٹ فارم کا کام کیا ہے۔ غزنوی (977-1186)، غوری (1175-1215)، دہلی (1206-1526)، مغل (1526-1857) اور درانی (1747-1863) کی سلطنتوں نے تقریباً 900 سال تک ہندوستان پر حکومت کی۔ نتیجتاً، ہندوستان کی ہندو اشرافیہ اسلام کی واپسی کے بارے میں خوفزدہ ہے۔ چین کو ناکام بنانے کے امریکی منصوبے میں پیادے (سپاہی) بننے کے بجائے، افغانستان، پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے شاندار ماضی کی بحالی کے لیے مل کر کام کرنا چاہیے۔ یہ صرف نبوت کے نقش قدم پر خلافت راشدہ کے دوبارہ قیام سے ہی پورا ہو سکتا ہے۔

فہرست

15 [11] Schwarzmanscholars, (2017). Space Rivals: Power and Strategy in the China-India Space Race. Available at: https://www.schwarzmanscholars.org/events-and-news/space-rivals-power-strategy-china-india-space-race/

خوشیوں کی جانب کوہ پیمائی

آپ جتنا پہاڑی کے اُوپر چڑھتے جاتے ہیں تو سورج کی تپش اُتنا ہی آپ کو مارے ڈالتی ہے۔ آپ چاہے تھکن سے چُور ہی کیوں نہ ہو چُکے ہوں لیکن پھر بھی مزید اُوپر چڑھتے رہتے ہیں۔ اب تک کی کوششوں سے آپ کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے اور جوش بڑھتا چلا جاتا ہے۔ نیچے نگاہ دوڑائیں تو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ کتنا اُوپر آ چکے ہیں اور جب اُوپر دیکھتے ہیں تو یہ دیکھ کر دل ڈوبتا محسوس ہوتا ہے کہ ابھی بھی کافی طویل چڑھائی باقی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کافی دیر تک چڑھائی چڑھنے کے بعد بھی ذرا سا بھی چوٹی کے قریب نہ پہنچ پائے ہیں۔ اب یہ اندازہ ہونے لگتا ہے کہ جوں جوں ہم چوٹی کے قریب ہوتے چلے جا رہے ہیں، اُتنا ہی چڑھائی میں دِقت ہو رہی ہے، پتھریلی چٹانیں قدموں تلے کھسک رہی ہیں اور قریب ہے کہ کہیں ہم بالکل آخری لمحے پر پھسل کر... دُور کسی گہری کھائی میں نہ جا گریں۔ ہاتھ شَل ہو چکے ہیں، سانسیں پھُولتی جا رہی ہیں اور ٹانگوں میں سے بھی جان جاتی نظر آ رہی ہے لیکن ہم تب بھی ہار نہیں ماننا چاہتے... ہم ایسے ہی واپس نہیں جانا چاہتے اور مزید آگے کی ہمت باندھے جاری رہنا چاہتے ہیں تا کہ چوٹی تک پہنچ سکیں اور وہ نظارہ حاصل کر سکیں جس کی ایک عرصے سے آرزُو ہے۔

یہ وہ احساسات ہیں جو ہم میں اُبھر آتے ہیں جب ہم خوشیوں کے لئے تگ و دو کرتے ہیں۔ ہم یہ بھُول جاتے ہیں کہ بطورِ انسان ہم ہمیشہ مزید سے مزید تَر کی چاہ میں لگے رہیں گے۔

ذرا غور کریں، ہم بحیثیتِ انسان ہر شے میں کمال کو پسند کرتے ہیں۔ ہم اسی کیلئے محنت کرتے ہیں اور اسی کی تکمیل کی جُستجو کرتے ہیں تا کہ ایک بھرپُور زندگی مل سکے، جس میں ایک شاندار سی گاڑی ہو، اچھا سا گھر ہو، خوشگوار گھریلو زندگی ہو، بہترین روزگار ہو، تا کہ زندگی کے مکمل ہونے کا احساس ہو سکے۔ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہو، ہم اس میں مطمئن ہو سکیں اور اُس خود ساختہ فرضی "آئیڈیل زندگی" کو حاصل کرنے کے لئے ہم ان چیزوں کے پیچھے لگے رہتے ہیں جن کی کمی ہے۔ جب وہ شے حاصل ہو جائے تو ہماری توجہ اس اگلی چیز کی جانب ہو جاتی ہے جس کی

بھی کمی ہو اور پھر ہم اس کی جستجو میں لگ جاتے ہیں۔ آخر کار ہمیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس دنیا میں ہمیشہ کسی نہ کسی شے کی کمی ضرور رہتی ہے! اور یہ ایک ایسی چڑھائی ہے جو کبھی بھی ختم نہ ہو گی۔

ہم اپنے آپ کو ہلکان، مایوس اور مغلوب سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہر گز سمجھ نہیں آتا کہ زندگی اتنی مشکل کیوں ہے! یہ سوچتے ہیں کہ اس دنیا میں آخر کوئی تو ایسی چیز ہو گی جو ہمارے لئے وہ خوشی ضرور لا سکے! ذہنی صحت کے موضوعات سے لے کر اپنی روزمرہ زندگی کو منظم کرنے تک، ہم وہ خوشی حاصل کرنے کے لیے مختلف پہلوؤں کو دیکھنے لگتے ہیں!

خوشی کے اُس احساس کی آرزو لئے! لیکن کیوں؟ ایسا کیوں ہے کہ ہم اس کے لئے تگ و دو کریں؟

کیونکہ، جیسا کہ اُوپر بھی بیان ہو چکا ہے، ہم نوعِ انسان ہیں اور ہماری تخلیق ہی ایسے ہے کہ ہم ہر شے میں تکمیل اور کمال کو پسند کرتے ہیں ... اور اطمینان و خوشی ہونا بھی ایک طرح کا کمال ہی ہے۔ ہم ایسا اس لئے چاہتے ہیں کیونکہ ہماری تخلیق ہی ایسے ہوئی ہے!

لیکن ٹھہریئے، آیئے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہیں اور اس دنیا کی حقیقت کو دیکھتے ہیں... وہ جگہ جہاں ہم کمال کی خواہشات رکھنے والی مخلوق کے طور پر رہتے ہیں...

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دُنیا مشکلات و آزمائشوں کے ساتھ ہی آراستہ کی گئی ہے جہاں کچھ بھی کمال کی سطح پر نہیں ہے۔ چاہے یہ ہمارا وہ شاندار اور مکمل گھر ہو جس کی ہم عرصے سے خواہش لئے ہوئے تھے لیکن پھر اچانک پتہ چلے کہ اس مکمل گھر میں تو ایک تکنیکی الیکٹریکل خامی ہے، یا پھر یہ ہمارے خوابوں کی تعبیر جیسی ملازمت ہو اور پھر احساس ہو کہ یہ بھی ویسی نہیں ہے جس کی ہم اُمید لگائے ہوئے تھے۔ یہ احساس ہوتا ہے کہ اس دُنیا میں کچھ بھی کمال کی سطح پر نہیں ہے۔ حتیٰ کہ یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ چاہے ہم کچھ زبردست شاندار قسم کی چیز ہی کیوں نہ حاصل کر لیں مگر پھر

بھی یہ محض کچھ وقت ہی کے لئے ہو گی اور ہم اس سے بھی بور ہونے لگ جائیں گے اور کسی نئی شے کی خواہش جنم لے لے گی۔ یہ دُنیا ایسے ہی ہے۔

لیکن پھر بھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم خوش نہیں ہو سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنی توجہ اُس طرف مرکوز کرنے کی ضرورت ہے جو کہ حتمی طور پر ایک کامل مقام کی طرف ہماری رہنمائی کرے، اور وہ مکمل اور کامل مقام صرف جنت ہے۔ جنت ایک ایسی جگہ ہے جہاں کچھ بھی خامی یا نامکمل نہیں ہے۔ ایک ایسی جگہ جہاں ہمیں وہ سب کچھ مل سکتا ہے جس کی ہم آرزو کرسکتے ہیں اور ہم اس کے حاصل ہونے کے بعد بھی کبھی بور یا بے زار نہیں ہوسکتے۔ ایک ایسی جگہ جو صرف راحت واطمینان سے بھری ہے اور وہاں کسی بھی شے کی کمی نہ ہو گی! یہ جان کر کہ ہم نے نہ صرف دنیا کا مشکل امتحان پاس کر لیا ہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے بھی حقدار ٹھہرائے گئے ہیں! کیا خُوب جگہ ہے جو فطری طور پر ہماری خوشی واطمینان کا باعث ہو گی!

دُنیا کی اس مشکل پہاڑی پر چڑھتے ہوئے جب ہم اپنا ساری توجہ جنت کی جانب کرلیں گے تو ہم بلندی کی طرف اپنا ہر قدم نہایت اعتماد ویقین کے ساتھ رکھیں گے۔ پائیدار اور غیر پائیدار پتھروں کے درمیان جانچ کے قابل ہو سکیں گے۔ کبھی بھی پھسل نہ پائیں گے کیونکہ ہمیں بغیر کسی شک وشبہ کے یہ یقین ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں! صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی زندگی گزارنے کا انتخاب کرکے ہم اس دُنیا کو کہیں بہت دُور پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور اب ایسی کوئی سوچ بھی نہیں کہ یہ دُنیا ہمیں کوئی معمولی خوشی بھی دے سکتی ہے یا ایسی کوئی اُمید بھی نہیں ہے!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى - وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى - وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾

”اور عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے، کیا اُس نے تمہیں یتیم نہیں پایا، پھر ٹھکانہ دیا۔ اور تمہیں ناواقف پایا تو سیدھا راستہ دکھایا“ (الضحیٰ:5-3)

جب ہم یہ جان لیں گے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں تو ہمارے دل مطمئن ہو جائیں گے! پھر ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد کو ذہن میں رکھ کر ہی ہر اگلا قدم لیں گے۔ اللہ کی یاد کو اپنی زندگیوں کا ایک حصہ بنا کر غور کریں کہ اس ذاتِ باری تعالیٰ نے ہمیں ہر مشکل کا حل کتنی آسانی سے بتایا ہے، ہماری سماجی زندگی سے لے کر ہماری ملازمت یا کاروبار تک یا ہمارا گھروں میں کیسا برتاؤ ہونا چاہیئے، اس سے لے کر سیاست کے معاملات تک! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں اس مشکل پہاڑی، جس کا نام 'دنیا' ہے، اس کو سَر کرنے کا وہ طریقہ بتلا دیا ہے کہ اس کے بعد اب ہمیں ہرگز کسی پریشانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ جان لیں اور سمجھ لیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو ہر پَل دیکھ رہے ہیں اور اللہ کو سب خبر ہے کہ آپ کے احساسات وجذبات کیا ہیں ... اور اگر آپ اس بلند پہاڑی پر اس طرح چڑھائی کریں جیسا کہ اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے، تو اس کے بدلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ سے جنت کا وعدہ کیا ہے!

ان مشکلات کا ڈَٹ کر سامنا کریں اور جان لیں کہ ان کے بعد ایک شاندار نتیجہ آپ کا منتظر ہے۔ سونے کی طرح کی ایسی روح رکھیں جس کا ابن القیم نے کس خوبصورتی سے موازنہ کیا ہے: "روح کبھی بھی پاک وصاف نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ آزمائشوں سے نہ گزر جائے، یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے سونا کبھی بھی خالص نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام دوسری دھاتیں اس سے دُور نہ کر لی جائیں"۔

لٰہذا ابدی سکون وراحت کی طرف چڑھائی میں پائیدار اور متوازن چٹانوں کے علاوہ نوکیلے اور غیر پائیدار پتھر بھی آئیں گے اور ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہی رہنمائی کی دُعا کرتے ہیں کہ وہ اُن پائیدار چٹانوں کی طرف ہماری رہنمائی کریں تاکہ ہم بلندی کی طرف اپنا سفر آسانی سے طے کر سکیں! اگرچہ ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ راہ بہت دُشوار ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ اس کو طے کرنے کے پیچھے ایک مقصد ہے!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَيۡءٖ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٖ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٰلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَ * ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٞ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ * أُوْلَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٞۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَ ﴾

"اور ہم کسی قدر تمہاری ضرور آزمائش کریں گے، خوف سے اور بھوک سے اور مال میں، اور جان میں اور پھلوں میں نقصان سے۔ اور صبر کرنے والوں کو بشارت سُنادو۔ وہ لوگ کہ جب اُن پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے بندے ہیں اور ہمیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے عنایتیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں"(البقرۃ:155-157)

لہٰذا اگرچہ ہم اس دنیا میں کوشش کرتے رہیں اور اس مشکل چڑھائی میں تھک بھی جائیں، لیکن جب ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کا فیصلہ کرلیتے ہیں تو ہمیں درپیش چیلنجز اتنے مشکل نہیں رہ جاتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس دنیا کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے۔ اور ہماری یہ مشکل چڑھائی اطمینان و راحت کی جانب یعنی جنت کی جانب چڑھائی ہے! ان شاء اللہ!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اس دنیا کی مشکلات میں آسانی اور اپنے بھروسے کے سہارے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمیں اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں اپنی ذات کی طرف ہی رجوع کرنے کی توفیق دیں! آمین!

فہرست

پاکستان کے حکمران امریکہ کے قائم کردہ بین الاقوامی آرڈر کے وفادار ہیں، اس عالمی آرڈر نے ہماری مسلح افواج کو جکڑا ہوا ہے، ہماری معیشت کو اپنے پاس گروی رکھا ہوا ہے اور ہمارے حکومتی وسیاسی نظام کو مغرب کے تابع کر دیا ہے

حزب التحریر ولایہ پاکستان

پاکستان میں الیکشن ڈرامے کا آغاز ہو چکا ہے جبکہ پاکستان کے مسلمان غزہ میں اپنے فلسطینی بہن بھائیوں کے قتلِ عام پر، غصے اور بے بسی کی آگ میں جل رہے ہیں۔ ان کے دل روتے ہیں کہ پاکستان کے حکمرانوں نے امتِ مسلمہ کے اہم ترین مسئلے کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ پاکستان کے مسلمان ویسے ہی ہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا: **مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایمان والوں کی ایک دوسرے سے محبت، ایک دوسرے کے ساتھ رحم دلی اور ایک دوسرے کی طرف التفات و تعاون کی مثال ایک جسم کی طرح ہے، جب اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو باقی سارا جسم بیداری اور بخار کے ذریعے اس کا ساتھ دیتا ہے"** (بخاری و مسلم)۔ پاکستان کے مسلمان اپنے حکمرانوں اور مسلح افواج سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ غزہ کے مسلمانوں کی حفاظت کریں اور مسجد الاقصیٰ سمیت پورے فلسطین کو یہودی قبضے سے آزاد کرانے کے لیے جہاد کریں۔ لیکن پاکستان کے حکمرانوں نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ پاکستان کی بہادر مسلح افواج کو یہودی وجود کے خلاف جہاد کے لیے متحرک کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ بلکہ یہ حکمران امریکی قیادت تلے بین الاقوامی برادری اور اقوامِ متحدہ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہی مسئلہ فلسطین کو حل کریں۔

پاکستان کے حکمرانوں نے فلسطین کے لیے امریکہ کے "دو ریاستی حل" کی کُھل کر حمایت کی ہے، اس امریکی حل کے تحت فلسطین کی سرزمین کا زیادہ تر حصہ یہودیوں کے حوالے کر دیا جائے گا جبکہ بچے کھچے حصے پر

مسلمانوں کے لیے ایک کمزور، غیر مسلح ریاست قائم کی جائے گی جو اپنی بقاء کے لیے یہودی وجود کی محتاج ہو گی۔ پاکستان کے حکمران امت کے مسائل کے حل کے لیے اُس بین الاقوامی آرڈر پر انحصار کرتے ہیں جس کا قائد امریکہ ہے، جبکہ یہ بین الاقوامی آرڈر ہی ہے کہ جس نے غزہ کے خلاف یہودی وجود کی جنگ کو عملی مدد فراہم کی ہے۔ امریکہ نے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی اُن قراردادوں کو ویٹو کیا جس میں یہودی وجود کی مذمت کی گئی تھی اور جنگ کے خاتمے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ امریکی کانگریس نے ری پبلکن منصوبے کی منظوری دی کہ جس کے تحت یہودی وجود کو 14.5 ارب ڈالر کا سیکیورٹی پیکیج فراہم کیا گیا۔ امریکہ کی طرف سے یہودی وجود کو فراہم کی جانے والی امداد 124 ارب ڈالر سے زیادہ ہے جو دوسری جنگِ عظیم کے بعد سے اب تک کسی ملک کو امریکہ کی طرف سے فراہم کی جانے والی سب سے بڑی امداد ہے۔ علاوہ ازیں امریکہ یہودی وجود کو گولہ بارود فراہم کر رہا ہے جسے وہ فلسطینی مسلمانوں کے سروں پر برسا رہا ہے۔ یہودی وجود کو جنگی ساز و سامان کی ترسیل کے لیے امریکہ نے اُردن کے ذریعے ہوائی راہداری قائم کی جبکہ متحدہ عرب امارات سے زمینی راستہ قائم کیا۔ امریکہ کے جنگی بحری جہاز اور لڑاکا طیارے امریکہ کے مفادات کے تحفظ کے لیے بحیرہ احمر کے پانیوں میں گشت کر رہے ہیں۔

کوئی بھی سمجھدار شخص کیسے یہ توقع کر سکتا ہے کہ امریکی قیادت تلے قائم اِس بین الاقوامی آرڈر سے امت کے مفادات کا تحفظ ممکن ہو گا جبکہ یہ عالمی آرڈر مسلسل ہمارے مفادات کے خلاف سرگرمِ عمل ہے۔ اس امریکی بین الاقوامی آرڈر کے ساتھ پاکستان کے حکمرانوں کی وفاداری نے ہماری فوج کو جکڑا ہوا ہے اور اسے بیرکوں میں بند کر رکھا ہے جبکہ دشمن کے جنگی طیارے، بحری جہاز اور ٹینک ہمارے علاقوں اور پانیوں میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: **اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ ؕ وَيُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّضِلَّهُمۡ ضَلٰلاًۢ بَعِيۡدًا "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ اللہ کے علاوہ**

کسی اور کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ طاغوت کا انکار کریں، اور شیطان (تو یہ) چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر رستے سے دور ڈال دے" (النساء: 60)۔

یہ صرف ریاستِ خلافت ہی ہو گی جو مسلم دنیا کو ایک ریاست کی شکل میں یکجا کرے گی اور قرآن وسنت کی بنیاد پر ایک نیا ورلڈ آرڈر قائم کرے گی۔ خلافت عالمی آرڈر کی جانب سے مسلم افواج کو ڈالی گئی بیڑیاں توڑ ڈالے گی اور ہماری افواج کو ہمارے مظلوموں کی حفاظت کے لیے، ہمارے مقبوضہ اور مقدس سرزمینوں کو آزاد کرانے کے لیے اور ہمارے دشمنوں کے خلاف جہاد کے لیے روانہ کرے گی۔

امریکی قیادت تلے بین الاقوامی آرڈر نے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ذریعے پاکستان کی معیشت کو غلام بنا لیا ہے۔ اس بین الاقوامی آرڈر نے پاکستان کی معاشی فیصلہ سازی پر امریکہ کو مکمل کنٹرول فراہم کر دیا ہے جسے امریکہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ امریکہ نے معاشی طور پر دیوالیہ (اکنامک ڈیفالٹ) ہونے کے خطرے اور ایف اے ٹی ایف (FATF) کا دباؤ استعمال کر کے پاکستان کی فوجی قیادت کو مجبور کیا کہ وہ مقبوضہ کشمیر میں ہندو ریاست سے لڑنے والی مجاہدین تنظیموں کو ختم کریں۔ اس امر نے ہندو ریاست کو مدد فراہم کی کہ وہ کشمیری مسلمانوں کی مزاحمت کو کچلے اور کشمیر کو ہڑپ کر لے۔ آئی ایم ایف کے 23 پروگراموں اور ورلڈ بینک کے درجنوں منصوبوں کے ذریعے امریکہ نے پاکستان پر اپنے نیولبرل معاشی ایجنڈے کو لاگو کیا، جسے پاکستان کی مغرب زدہ حکمران اشرافیہ نے دل وجان سے نافذ کیا، ان نیولبرل معاشی پالیسیوں نے پاکستان کی معیشت کو بین الاقوامی مالیاتی اور اقتصادی ڈھانچے سے منسلک کر دیا ہے کہ جس میں بالادستی مغرب کو حاصل ہے۔

پچھلی دو دہائیوں میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے احکامات پر مبنی پالیسیوں نے پاکستان کی معیشت کی ساخت ایسی بنا دی ہے کہ یہ امپورٹز کے سہارے چلنے والی اور غیر ملکی سرمائے پر انحصار کرنے والی معیشت بن گئی ہے۔ یہ امپورٹز 2000ء میں 10 ارب ڈالر سے 2022ء میں 82 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اور ان امپورٹز کے لیے درکار ڈالرز مغربی کثیر جہتی اداروں (western multilateral institutions)، مغرب کی کنٹرول کردہ مالیاتی

منڈیوں، پیرس کلب کے رکن ممالک اور چین سے قرضوں کی صورت میں حاصل کیے گئے۔ 30 جون 2023 تک پاکستان کا بیرونی قرضہ 124 ارب ڈالر سے زیادہ ہو چکا تھا۔ امریکہ بین الاقوامی آرڈر کے ذریعے برآمدی منڈیوں، بین الاقوامی مالیاتی منڈیوں اور بیرونی قرضوں تک پاکستان کی رسائی اور بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے بھیجے جانے والی کرنسی (ترسیلاتِ زر) کے بہاؤ کو کنٹرول کرتا ہے۔ امریکہ اپنے اس اختیار کو افغانستان کے متعلق پاکستان کی پالیسی کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے، امریکہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان دشمنی کو ہوا دے رہا ہے، جبکہ پاکستان اور ہندو ریاست کے درمیان تعلقات معمول پر لانے کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: **وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا "اور اللہ نے کافروں کو مومنوں پر کوئی غلبہ و اختیار نہیں دیا"** (النساء: 141)۔

یہ صرف ریاستِ خلافت ہی ہوگی جو مسلم دنیا کو ایک ریاست کی شکل میں یکجا کرے گی اور قرآن وسنت کی بنیاد پر ایک نیا ورلڈ آرڈر قائم کرے گی۔ خلافت مسلم سرزمینوں میں موجود بے پناہ دولت کو یکجا کرے گی جو غربت کے خاتمے پر خرچ کرنے کے لیے ریاستِ خلافت کے خلیفہ کو میسر ہوگی اور خلافت مسلم امت کو دوبارہ خوشحال بنائے گی۔

امریکی قیادت تلے بین الاقوامی آرڈر نے پاکستان کے سیاسی نظام کو مغربی ڈکٹیشن کا غلام بنا رکھا ہے۔ امریکہ اور اس کے بین الاقوامی آرڈر نے پاکستان میں نظامِ حکمرانی کے طور پر جمہوریت کے نفاذ کی مسلسل حمایت کی ہے۔ جمہوریت انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کو سپریم قرار دیتی ہے اور شریعت کی بالادستی کو مسترد کرتی ہے۔ جمہوریت کے ذریعے ہی امریکہ اور مغرب پاکستان کی پارلیمنٹ سے ایسے قوانین منظور کرانے میں کامیاب ہوئے جنھوں نے پاکستان کے مسلمانوں پر مغربی طرزِ زندگی کو مسلط کیا۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ، اسٹیٹ بینک خودمختاری بل، ربا (سود) پر مبنی مالیاتی نظام کی اجازت، پاکستان کی عدالتوں میں سیکولر برطانوی قانون کا نفاذ اور انسدادِ دہشت گردی کی قانون سازی، یہ سب پارلیمنٹ ہی سے منظور شدہ ہیں۔ جمہوری نظام ہمارے معاشرے پر مغربی تہذیب کے اقتدار کو قائم کرتا ہے۔ جمہوریت، پاکستان کی حکمران سیاسی اور فوجی اشرافیہ کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے قوانین بنانے کی

اجازت بھی دیتی ہے، چاہے وہ آرمی چیف کی مدت ملازمت میں توسیع سے متعلق قوانین ہوں، اٹھارویں ترمیم کے ذریعے مختلف جماعتوں کے زیر کنٹرول صوبوں کے درمیان وسائل کی تقسیم ہو یا پھر وزیر اعظم بننے کے لیے اہلیت کا معیار اور حکمرانوں کا احتساب کرنے کا سپریم کورٹ کا اختیار ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: **وَاَنِ احۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ وَاحۡذَرۡهُمۡ اَنۡ يَّفۡتِنُوۡكَ عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ**" اور جو (حکم) اللہ نے نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق ان میں فیصلہ کرنا اور ان کی خواہشوں کی پیروی کبھی نہ کرنا اور ان سے بچتے رہنا کہ کسی حکم سے جو اللہ نے آپ (ﷺ) پر نازل فرمایا ہے یہ کہیں آپ (ﷺ) کو بہکانہ دیں" (المائدہ:49)۔

یہ صرف ریاستِ خلافت ہی ہو گی جو مسلم دنیا کو ایک ریاست کی شکل میں یکجا کرے گی اور قرآن وسنت کی بنیاد پر ایک نیا ورلڈ آرڈر قائم کرے گی۔ خلافت معاشرتی، معاشی، حکومتی اور عدالتی نظام سے متعلق شریعت کے احکامات کو نافذ کرکے اور تعلیمی وخارجہ پالیسی کو شرعی احکامات پر استوار کرکے اسلامی معاشرہ قائم کرے گی، امت کو نشاۃِ ثانیہ بخشے گی اور اسلامی تہذیب کو دوبارہ عالمی سطح پر بالادستی عطا کرے گی۔

اے افواج پاکستان کے مسلمانو! آپ کی سیاسی اور عسکری قیادت امریکی قیادت تلے بین الاقوامی آرڈر کی وفادار رہے ہے۔ پاکستان کے حکمران امریکہ اور اس کے بین الاقوامی آرڈر کی اجازت کے برخلاف پاکستان پر حکومت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ پاکستان کے جرنیل اور سیاست دان امریکہ سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ امریکہ کے ظالمانہ بین الاقوامی نظام کو چیلنج نہ کرنے کے لیے امریکی طاقت اور قوت کو بہانے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جب تک اس طرز عمل میں تبدیلی نہیں آتی اور ایک نئی قیادت برسر اقتدار نہیں آتی جو براہِ راست اور کھلم کھلا امریکی قیادت میں چلنے والے بین الاقوامی آرڈر کو چیلنج کرے، ہماری صورتحال میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ ہماری افواج کے پاؤں میں بدستور بیڑیاں موجود رہیں گی جبکہ کفار ہماری عورتوں اور بچوں کو بے دریغ قتل کرتے رہیں گے۔ ہماری زمینوں کی دولت مغرب کی طرف منتقل ہوتی رہے گی اور ہمارے علاقوں پر کفریہ قوانین اور کفریہ مغربی تہذیب کی حکمرانی جاری رہے گی۔ تبدیلی آپ کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ آپ پر لازم ہے کہ آپ ان حکمرانوں کو ہٹانے کے لیے اپنی

طاقت اور قوت کو استعمال کریں اور ممتاز فقیہ اور مدبر سیاست دان عطا بن خلیل ابو رشتہ کی قیادت تلے حزب التحریر کو اپنی نُصرۃ مہیا کریں۔ یہ ریاستِ خلافت کا خلیفہ ہی ہو گا جو مسلم دنیا کے لیے مغربی مداخلت اور اثر ورسوخ سے پاک ایک آزاد راستے کا تعین کرے گا۔ حزب التحریر قرآن وسنت کے نفاذ پر مبنی ایک نئے بین الاقوامی آرڈر کی بنیاد رکھے گی، جو اسلامی سرزمینوں کو ایک ریاست کی شکل میں یکجا کرنے کو ممکن بنائے گا۔

اے افواج پاکستان کے افسران! امریکی تسلط سے خوفزدہ نہ ہوں۔ سمندروں میں گھرا امریکہ اپنی عالمی سلطنت کو برقرار رکھنے کے لیے آپ کی قیادت کے تعاون پر ہی انحصار کرتا ہے۔ آپ کی قیادت نے غزہ کے مسلمانوں کے حق میں ایک گولی بھی نہیں چلائی اور کفار کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتلِ عام پر خاموش تماشائی بنی رہی اور اب وہ مشرقِ وسطیٰ میں امریکہ کے "دو ریاستی حل" کے نفاذ کا ساتھ دینے کی طرف لپک رہی ہے۔ ریاستِ خلافت کے قیام کے لیے اپنی نُصرۃ فراہم کریں، ان سیاسی اور عسکری قیادتوں کے تخت الٹا دیں، سعد بن معاذؓ اور مدینہ کے انصار کے نقش قدم پر چلیں، اور اسلامی تہذیب کی بحالی کی بنیاد رکھیں؛ اسلامی حکمرانی کی واپسی، شریعت کے قوانین کے ذریعے حکمرانی کی واپسی اور انسانیت کی قیادت کے طور پر امتِ اسلامیہ کی واپسی کے لیے پاکستان کو نقطہ آغاز بنانے کا اعلیٰ ترین اعزاز حاصل کریں۔ اللہ آپ کا حامی وناصر ہے اور اس کی طاقت وقدرت آپ کو غالب کرنے کے لیے کافی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: **هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ "وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام ادیان پر غالب کردے، اگرچہ مشرکین کے لیے ناگوار ہی ہو"**(التوبۃ:33)۔

10 رجب 1445 ہجری

21 جنوری 2024 عیسوی

حزب التحریر

ولایہ پاکستان

#خلافت_نیا_عالمی_آرڈر

فہرست

حقوق نسواں سے لے کر مابعد جنسیت تک (حصہ سوئم)

مشتاق محمود، پاکستان

معاشرے میں مرد و عورت کا درست کردار اور خاندان کے ادارے کی تعمیر:

ایک مضبوط اور مستحکم معاشرے کی تشکیل کے لیے خاندان اور معاشرے میں عورت کے مقام اور مرد اور عورت کے کردار سے متعلق صحیح نظریے کا وجود انتہائی ضروری ہے۔ اس تعلق کے لیے درکار قوانین نہ تو مغرب سے درآمد کیے جاسکتے ہیں اور نہ ہی ایسے قوانین موجودہ مسلم معاشروں میں موجود غیر اسلامی روایات سے اخذ کئے جاسکتے ہیں۔ اس قسم کے پیچیدہ معاشرتی معاملات کے لیے درکار دقیق ترین قوانین صرف اور صرف اس ذات کی جانب سے آسکتے ہیں جو انسان، حیات اور کائنات کی خالق ہے اور انہیں پالنے والی ہے، جو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ لہٰذا ہم یہاں چند نکات میں مرد اور عورت کے تعلقات اور معاشرے میں عورت کے کردار سے متعلق اسلام کا نکتۂ نظر بیان کریں گے:

1۔ **قصوروار کون:** یونانی تہذیب اور عیسائیت کے برعکس اسلام نے مرد کے زوال کا ذمہ دار یا قصوروار عورت کو نہیں ٹھہرایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اس نظریہ کی تصحیح کی ہے جو زمانۂ قدیم سے تحریف شدہ بائبل کا حصہ بن چکا ہے۔ شیطان کے بہکاوے میں آکر ممنوعہ درخت کا پھل کھانے کے اس عمل کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آدم اور حوا دونوں کے ساتھ منسوب کیا ہے۔ لہٰذا ایک مقام پر فرمایا:

(فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢١﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ ۔۔۔)

"تو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تاکہ ان کے ستر جو ان سے پوشیدہ تھے کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو۔ اور ان سے قسم کھا کر کہا میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں۔ غرض (اس نے) دھوکہ دے کر ان دونوں کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا۔ پھر جب انہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھالیا۔۔۔" (الاعراف:20-22)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

(فَوَسۡوَسَ اِلَيۡهِ الشَّيۡطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلۡ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ وَمُلۡكٍ لَّا يَبۡلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنۡهَا۔۔۔)

"تو شیطان نے اس (آدم) کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ (اور) کہا کہ اے آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمر دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو۔ تو ان دونوں نے اس (درخت) میں سے کھالیا۔۔۔" (طٰہٰ:120-121)

2۔ **روائیتی دشمنی یا باہمی تعاون:** مغرب میں مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے سامنے روائیتی حریف بنا کر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ مرد وہ ظالم فرد ہے جو معاشرے میں اپنے سیاسی اثر و رسوخ کے ذریعے عورت کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم رکھتا ہے، جیسا کہ مغرب میں انہیں ایک طویل عرصے تک ووٹ، وراثت، جائداد کی ملکیت، طلاق اور برابر اجرتوں جیسے بیشتر بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا۔ لہٰذا عورت کو فیمینسٹ بن کر مردوں سے اپنے حقوق کے لیے لڑنا پڑتا ہے۔ یوں اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ سیاست میں اور مختلف شعبوں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے تاکہ عورتوں کی درست نمائندگی کرتے ہوئے وہ ان کے حقوق کی خود یقین دہانی کرے اور ان کے حقوق کا تحفظ کر سکے ورنہ اس کے ساتھ وہی ہو گا جو ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ یوں وہ اپنا تمام تر وقت اور اپنی تمام تک صلاحیت اس کام میں صرف کر دیتی ہے ۔ لیکن اس کے نتیجہ میں گھر کا نظام متاثر ہو جاتا ہے کیونکہ گھریلو ذمہ داریوں، بشمول بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کو، مرد اور عورت میں سے کوئی بھی اپنی بنیادی ذمہ داری کے طور پر قبول نہیں کرتا۔ یوں ایک

فیمینسٹ عورت مردوں کو نظریاتی طور پر اپنے روائیتی حریف کے طور پر دیکھتی ہے اور ان کے ساتھ دائمی رشتے میں بندھنے یا شادی کے بعد کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے کے لیے ہرگز رضامند نہیں ہوتی۔

اس کے برعکس اسلام کے مطابق خاوند اور بیوی کے درمیان رشتہ ایک دوستی کا رشتہ ہوتا ہے اور یہ باہمی تعاون پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ اپنی بنیادی ذمہ داریوں کو قبول کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی ذمہ داریوں میں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے: **هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا** (الاعراف:189) **"وہ ذات (اللہ) ہی ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے"**۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً** **"اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمہارے لیے جوڑیاں (بیویاں) تم ہی میں سے بنائیں تاکہ تم سکون سے رہو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی"** (الروم:21)۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے: **وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** **"اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے"** (البقرہ:228)۔ ابنِ عباس کہتے ہیں کہ: "شوہروں پر بیویوں کا یہ حق ہے کہ ان کے ساتھ اچھائی اور بھلائی سے پیش آئیں اور ان بیویوں کا فرض یہ ہے کہ اپنے شوہروں کی اطاعت کریں"۔ ابنِ عباس یہ بھی کہا کرتے تھے کہ: "میں اپنی عورت کے لیے ایسے ہی زینت کرتا ہوں جس طرح وہ میرے لیے زینت کرتی ہے، مجھے پسند ہے کہ میں اس کا حق ادا کرنے کے لیے مکمل صفائی اختیار کروں تاکہ اس کا جو حق مجھ پر ہے اس کو پورا ادا کروں"۔ اسے امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: **وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** **"اور ان کے ساتھ اچھی طرح رہو"** (النساء:19) کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ **'والعشرۃ'** میل جول اور دل لگی کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: **«فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ»** **"عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے ان کو اللہ کی امان کی وجہ سے لیا ہے اور اللہ کے کلمے کی وجہ سے ان کے جسم تمہارے لیے حلال ہیں"** (مسلم)۔ آپ ﷺ سے

یہ بھی روایت ہے کہ **«خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي»** **"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا ہو، اور تم سب میں سے مَیں اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے اچھا ہوں"** (اس کو ترمذی نے عائشہؓ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حسن صحیح غریب ہے، اس کو ابنِ حبان اور حاکم نے بھی روایت کرکے صحیح قرار دیا ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: **«وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ»** **"تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہو"** (اس کو ترمذی نے ابوہریرۃؓ سے روایت کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال پر بہت مہربان تھے، ان کی دل جوئی کیا کرتے تھے اور ان کو ہنساتے بھی تھے۔ جب عشاء کی نماز پڑھ کر گھر آتے تو سونے سے قبل تھوڑی دیر ان کے ساتھ خوش گپیاں کرتے۔ خواتین کی دل جوئی کرتے۔ یہ سب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ازدواجی زندگی اطمینان کی زندگی ہے۔ یہ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ ایسا رویہ رکھے جس سے ازدواجی زندگی اطمینان سے گزرے۔

اللہ تعالیٰ نے اگرچہ گھر میں قوام (مسئول) مرد کو بنایا ہے جو کہ اس آیت میں ہے کہ **اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ** **"مرد عورتوں پر بالادست (ذمہ دار) ہیں"** (النساء:34)۔ لیکن یہ ذمہ داری دیکھ بھال کی ہے حکمرانی کی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کا عورت پر قوّام (سرپرست) ہونے کا مطلب لغوی معنی کی رُو سے عورت پر خرچ کرنا اور اس کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ یہی لغوی معنی آیت کا معنی ہوگا کیونکہ اس کے علاوہ اس کا کوئی شرعی معنی وارد نہیں ہوا۔ یہ معنی **"قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ"** کا ہوا کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرتا ہے اور اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ جبکہ ان کے درمیان اصل رشتہ ایک ساتھی کا رشتہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَصَاحِبَتِهٖ** **"اور اس کی ساتھی"** (عبس:36) جس سے مراد بیوی ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی اپنی ازواج کے ساتھ دوستوں کی طرح میل جول رکھتے تھے، کسی مسلط امیر کی طرح نہیں۔ ازواج بھی آپ ﷺ سے بحث مباحثہ کیا کرتی تھیں۔

3۔ **مرد اور عورت کے بنیادی کردار کا تعین:** مغرب میں عورت پر اس کے عورت ہونے کے ناطے اتنا دباؤ ڈالا گیا کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگئی کہ اس کی پسماندگی کی وجہ اس کا عورت ہونا اور عورت ہونے سے منسلک اس کا کردار ہے

جس میں اس کے ماں ہونے کا کردار سب سے نمایاں ہے۔اس بنیاد پر اس نے پہلے اس کردار کو ادا کرنے سے بغاوت اختیار کی اور پھر مابعد جنسیت(postgenderism) کے تصور کے تحت خود عورت ہونے سے بھی بغاوت اختیار کر لی۔اس نے اس بات پر اصرار کیا کہ چاہے کچھ بھی ہو،اس کے بعینہ وہی حقوق ہوں جو مردوں کے حقوق ہیں اور اس میں عورت کے جسمانی طور پر عورت ہونے کی حقیقت کو بھی کسی قسم کا کوئی دخل نہ ہو۔وہ یہ سمجھنے سے قاصر رہی کہ انسان ہونے کے ناطے مرد اور عورت کی فطرت میں یقیناً مماثلت ضرور ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ خالق کائنات نے دونوں میں کچھ ایسی خصوصیات پیدا کیں ہیں جو انہیں ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں۔لہٰذا جہاں ایسے قوانین کا ہونا لازمی ہے جو ان معاملات کو دیکھیں جو ان دونوں کے درمیان مشترک ہیں،تو وہاں ایسے قوانین کا ہونا بھی ناگزیر ہے جو ان کے غیر مشترک معاملات کو بھی حل کر سکیں۔ لیکن اس کھلی حقیقت کا ادراک نہ کرنے کی وجہ سے مغرب مرد اور عورت کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات اور معاشرے میں ان کے درست حقوق متعین کرنے میں ناکام رہ جاتا ہے۔

اسلام نے مرد و عورت کے بنیادی کردار اور ان کے باہمی تعلقات کو مرد اور عورت کی فطرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ٹھیک ٹھیک متعین کر دیا ہے۔اس ضمن میں اسلام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ عورت دراصل فطری طور پر ایک ماں اور بیوی ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا مقصد افزائش نسل قرار دیا ہے جس کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ عورت ایک ماں ہونے کی ذمہ داری کو قبول کرے۔ لہٰذا معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: مجھے ایک ایسی عورت پسند ہے جو اچھے خاندان والی اور خوب صورت ہے لیکن اس کے بچے نہیں ہوتے،کیا میں اس سے شادی کروں؟ فرمایا: نہیں۔ پھر دوسری مرتبہ آیا پھر بھی اس کو منع فرمایا۔ پھر تیسری مرتبہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **"تم بچے جننے والی اور محبت کرنے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ یوں دوسری امتوں کے مقابلے میں میری امت کی تعداد زیادہ ہو گی"** (اس کو ابو داؤد، ابنِ حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے)۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح کی حکمت اور اس سے مقصود نتیجہ ولادت ہے۔ البتہ یہ جائز ہے کہ آدمی ایسی عورت سے شادی کرے جس کے بچے نہیں ہوتے لیکن بچے جننے والی عورت سے شادی کرنا

افضل اور مندوب ہے۔ اس کے علاوہ شریعت میں عورت کے حمل، ولادت، رضاعت اور کفالت سے متعلق جو احکامات موجود ہیں وہ بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عورت کے لیے اصل اس کا ماں ہونا ہے۔ مثال کے طور پر خاوند اور بیوی میں علیحدگی یا طلاق ہونے کے بعد عورت ہی بطور ماں بچے کی کفالت کی حقدار رہے جب تک کہ عورت خود شادی نہ کر لے یا بچہ اس قابل نہ ہو جائے کہ وہ خود اس بات کا فیصلہ کر سکے کہ اس نے باپ کے ساتھ رہنا ہے یا ماں کے ساتھ۔

اسلام نے اس بات کا بھی تعین کیا ہے کہ عورت کی زندگی کا بنیادی دائرہ کار اس کی گھریلو زندگی ہے۔ احمد نے اپنی مسند میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ علیؓ نے کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! ڈول کھینچتے کھینچتے مجھے سینے میں درد کی شکایت ہو گئی ہے" اور فاطمہؓ نے کہا: "آٹا پیستے پیستے میرے ہاتھ کھردرے (سخت) ہو گئے ہیں، اللہ نے اب آپ کو جنگی قیدی اور وسعت دی ہے تو ہمیں خدمت گار دے دیجئے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **"کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتادوں جو تم دونوں نے سوال کیا ہے"**۔ دونوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو فرمایا: **"کچھ کلمات جو جبریلؑ نے مجھے سکھائے ہیں، یہ کہہ کر فرمایا: ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھو اور جس وقت سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھو"**۔ علیؓ کہتے ہیں کہ: "اللہ کی قسم! جب سے رسول اللہ ﷺ نے یہ مجھے سکھائے ہیں میں نے کبھی بھی ان کو نہیں چھوڑا"۔ اس حدیث میں عورت پر گھر کے اندر کی ذمہ داریوں اور مرد پر گھر کے باہر کے کام کاج کے وجوب پر دلالت ہے، کیونکہ خادم طلب کرنا، ان پر گھر کے اندر اور گھر سے باہر کام کے بوجھ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ان پر یہ کام کرنا واجب نہ ہوتا تو وہ اس کام کا بوجھ نہ اٹھاتے اور اس کو قبول کرنے سے ہی انکار کر دیتے۔ کیونکہ واجب نہ ہو تو بوجھ اور مشقت کیوں برداشت کی جائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی علیؓ کی جانب سے گھر کے باہر کھیتوں کو پانی دینے کے کام کو ناپسند نہیں کیا اور نہ ہی فاطمہؓ کی طرف سے گھر کے اندر آٹا پیسنے کے کام کو برا سمجھا بلکہ دونوں کو کچھ ایسے کلمات سکھائے جو زندگی کی سختی کو آسان کر دیں گی اور آخرت میں دائمی بھلائی کا باعث بنیں گے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان کے ان کاموں کو تسلیم کیا۔ اسی طرح ابن ابی شیبہ کی حدیث بھی اس حدیث کی حمایت کرتی

ہے جس میں وہ روایت کرتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ پر گھر کی خدمت کی اور علیؓ پر گھر کے باہر کے کام کاج کا بوجھ ڈال دیا"۔

گھریلو زندگی کا عورت کی زندگی کے لیے بنیادی دائرہ کار ہونا اس بات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو اپنی خدمت کا حکم دیا کرتے تھے۔ مسلم نے ام المؤمنین عائشہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **«يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ، ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ»** **"اے عائشہ برتن لے آؤ، پھر فرمایا اس کو پتھر سے کھرچو (صاف کرو) تو میں نے ایسا ہی کیا"**۔ (اس کو احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ یعیش بن طخفہ بن قیس الغفاری سے نقل کیا ہے جو کہتے ہیں کہ ان کے والد اصحابِ صفہ میں سے تھے)۔ راوی آگے کہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ عائشہؓ کے گھر گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: **"اے عائشہ ہمیں کھانا کھلاؤ"**۔ پھر فرمایا: **"عائشہ ہمیں پانی پلاؤ"**۔ یہ حدیث بھی عورت کے لیے گھر کے کام کی دیکھ بھال کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ اس لیے اگر شوہر کی خدمت اور ایسا کوئی عمل بیک وقت درپیش ہو جس کو شرع نے عورت کے لیے مباح قرار دیا ہو جیسے تجارت، یا پھر کوئی ایسا عمل جو مندوب ہو جیسے نفلی نماز، تو شوہر کی خدمت کو ترجیح حاصل ہے۔ بیوی کو چاہیے کہ مباح یا مندوب کو ترک کرے اور شوہر کی خدمت کرے۔ یہ سب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عورت کے لیے اصل یہ ہے کہ اس پر گھر کی ذمہ داری ہے۔

لیکن عورت کے یہ دونوں بنیادی کردار یعنی اس کا ماں اور بیوی ہونا، معاشرے اور خاندان کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ ان دونوں کرداروں کی ادائیگی کے لیے ذہنی اور جسمانی استعداد اور قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ عورت میں موجود ہے۔ اس لیے عورت کے اس کردار کی ادائیگی کے لیے درکار صلاحیت کو کمتر یا بیکار سمجھنا سراسر غلطی اور تباہی کا باعث ہے جیسا کہ آج کا مغربی معاشرہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مرد اور عورت کے کردار کا یہ تعین ان کی فطرت کو سامنے رکھتے ہوئے خالق کائنات نے خود کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو مندوب قرار دیا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ لہٰذا مرد کے لیے اس بات میں اجر ہے اگر اس کی بیوی بیمار ہے یا کسی اور کام میں مصروف ہے تو وہ گھر کے کام کاج اور بچوں کی دیکھ بھال میں اپنی

بیوی کی مدد کرے۔ اسی طرح سے عورت کے لیے بھی اجر ہے اگر اس کا شوہر بیمار ہے یا کسی اور کام میں مصروف ہے تو وہ سودا سلف کی خریداری کے لیے جائے۔ لیکن باہمی تعاون اور عزت اس وقت قائم ہوتی ہے جب مرد اور عورت دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں اور جب کوئی اپنی ذمہ داری سے بڑھ کر کام کرے تو اس کی تعریف کریں۔

4۔ **عورت کا معاشرے میں کردار:** اسلام عورت کو نہ تو صرف گھر تک محدود کرتا ہے اور نہ ہی ماں اور بیوی کے کردار کے علاوہ کوئی اور کردار ادا کرنے سے روکتا ہے۔ عورت بھی معاشرے کی ایک مکمل رکن ہوتی ہے اور اس کے معاملات میں اپنا پورا پورا کردار ادا کرتی ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ شریعت کے احکام انسانوں کے لیے عام ہیں، لہٰذا جہاں شریعت کا مخاطب انسان ہے تو اس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ البتہ جہاں شریعت نے بالخصوص مردوں یا عورتوں کے لیے کوئی حکم دیا ہے تو اس معاملے سے متعلق احکام میں اس حوالے سے تخصیص کر دی ہے۔ لہٰذا، ایسے احکامات کی حیثیت استثنائی ہو گی، جبکہ اس قسم کی صورتحال کے علاوہ تمام احکام میں مرد اور عورت کے لیے عموم برقرار رہے گا۔

مثال کے طور پر کچھ احکامات خواتین کے ساتھ مخصوص ہیں اور مردوں کے لیے نہیں جیسے (خاص دنوں میں) نماز کو ترک کرنا، حیض کے دنوں میں رمضان کے روزے نہ رکھنا۔ اسی طرح ایک عورت کی شہادت کو ایسے مسائل میں کافی قرار دیا گیا ہے جو صرف خواتین کو ہی معلوم ہوتے ہیں: جیسے بکارت (لڑکی کے شادی شدہ یا غیر شادی شدہ ہونے) کا مسئلہ۔ اس میں عام شہادت کے نصاب کی شرط نہیں ہوتی، بلکہ یہ عورت کا مخصوص مسئلہ ہے، اس لیے یہ حکم عورت کے لیے خاص ہے۔ اسی طرح کچھ احکامات صرف مردوں کے لیے بھی ہیں جیسے حکمرانی، چنانچہ حکمران صرف مرد ہی ہو سکتا ہے۔ یہ حکم مردوں کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اس کے بارے میں نص وارد ہے۔ لیکن یہ اختصاص صرف حکمرانی کے بارے میں ہے عدلیہ یا کسی ریاستی محکمے کی سربراہی کے بارے میں نہیں کیونکہ نص صرف حکمران یا اولی الامر کے بارے میں ہے کسی اور چیز بارے میں نہیں۔ اسی طرح خاتون کا قاضی مظالم بننا جائز نہیں، اور نہ ہی قاضی القضاء بننا جائز ہے کیونکہ یہ المظالم کے قاضیوں کے اوپر مسئول ہوتا ہے جو کہ حکمرانی میں آتا ہے۔

جس چیز کے بارے میں تخصیص کی نص وارد ہوئی ہو معاملہ صرف اس تک ہی محدود رہتا ہے۔ جہاں تخصیص کرنے والی نص نہ ہو وہاں تخصیص بالکل نہیں کی جاتی، بلکہ مرد اور عورت دونوں صرف انسان ہونے کی حیثیت سے شرع کے مخاطب ہوتے ہیں، مرد یا عورت ہونے کی حیثیت سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت کی عمومیت اور اس کے احکامات میں سے ہر حکم کے عام ہونے کی بنا پر عورت بھی مرد کی طرح تجارت، زراعت اور صنعت کاری کر سکتی ہے کیونکہ شارع کا خطاب انسان کے لیے ہے۔ اسی طرح تمام قولی تصرفات جیسے عقود (معاہدے) اور معاملات انجام دے سکتی ہے۔ ملکیت کے اسباب میں سے کسی بھی سبب کے ذریعے مالک بن سکتی ہے اور کسی بھی جائز طریقے سے خود یا کسی اور کے ذریعے اپنے اموال کو بڑھا سکتی ہے کیونکہ شارع کا خطاب انسان کے لیے ہے۔ وہ تعلیم حاصل کر سکتی ہے ، سیاست کر سکتی ہے، سیاسی جماعتوں میں رکن بن سکتی ہے، حکمرانوں کا احتساب کر سکتی ہے۔ یوں عورت زندگی کے تمام ضروری معاملات میں احکامِ شرع کے مطابق مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لے سکتی ہے اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ شارع کا خطاب انسانوں کے لیے ہے۔

اسلام نے عورت کو نوکری کرنے یا اجرت پر کام کرنے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرةؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا **«ثَلاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»** **"میں قیامت کے دن تین آدمیوں کا خود مدمقابل ہوں گا"**، یہاں تک کہ فرمایا **«وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ»** **"اور وہ آدمی جس نے اجرت پر ملازم رکھا، کام تو اس سے پورا لیا لیکن اس کو اجرت نہ دی"**۔ یہاں لفظ (اجیر) مطلق ہے جو مرد اور عورت دونوں کے لیے ہے، جس سے عورت کے لیے بھی نوکری کرنا جائز ٹھہرا۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ عمرؓ نے ایک خاتون الشفاء کو مدینہ میں قاضی حسبہ مقرر کیا تھا۔

اسلام میں عورت کو سیاست میں حصہ لیتے ہوئے مجلس امت کا رکن بننے کی بھی اجازت ہے، جس کا مقصد خلیفہ کو مشورہ دینا اور اس کا احتساب کرنا ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: **وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ** **"اور معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہا کیجئے"** (آل عمران: 159)۔ اور **وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ** **"اور ان کا ہر کام مشورے سے ہوتا ہے"** (الشوریٰ: 38)۔ یہاں بھی حاکم کے لیے مشورہ لینے کا حکم صرف مردوں کے ساتھ خاص

نہیں، بلکہ اس میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ بخاری نے مِسوَر بن مخرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ حدیبیہ سے واپسی پر جس وقت مسلمانوں نے بال کاٹنے سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے امِ سلمہؓ کے پاس جاکر فرمایا **«لَقَدْ هَلَكَ الْمُسْلِمُونَ» "بے شک مسلمان ہلاک ہوگئے"**۔ امِ سلمہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ: آپ خود بال صاف کیجیے وہ آپ ﷺ کے خلاف نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا تو وہ بھی اٹھے اور بال چھوٹے کیے یا منڈھوا دیے۔ پھر امِ سلمہؓ نے کہا کہ ان کو لے کر جلدی سفر کیجیے۔ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ یہاں آپ ﷺ نے ایک خاتون کی رائے لی۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ہر قسم کے سیاسی اور غیر سیاسی امور میں خواتین سے رائے لی جاسکتی ہے۔ یہی حال محاسبہ کا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی نصوص عام ہونے کی وجہ سے مرد اور عورت دونوں کے لیے ہیں۔ اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ جس وقت عمرؓ نے عورت کے مہر کے بارے میں یہ کہا کہ چار سو درہم سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے، تو ایک عورت نے یہ ماننے سے انکار کیا اور کہا: "اے عمر! آپ ایسا نہیں کرسکتے ہیں، کیا آپ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے: **وَاٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا "اگر تم نے انہیں خزانے بھی دیے ہوں تو اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو"** (النساء: 20)۔ تب عمرؓ نے فرمایا: ایک عورت نے صحیح بات کی اور عمرؓ نے غلطی کی (اس واقعہ کو قرطبی نے اپنی تفسیر میں، آمدی نے اپنی احکام میں اور غزالی نے اپنی مستصفیٰ میں روایت کیا ہے)۔

اسی طرح عورت کو خلیفہ کا انتخاب کرنے کے لیے انتخابات میں حصہ لینے اور خلیفہ کی بیعت کرنے کی بھی اجازت ہے۔ بخاری نے ام عطیہؓ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ **«بَايَعْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَرَأَ عَلَيْنَا أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ، فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا يَدَهَا ...» ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تو آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور ہمیں نوحہ سے منع فرمایا"**۔ اسی طرح آیتِ کریمہ میں بھی ہے کہ **اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ "جب مومن عورتیں بیعت کے لیے آپ کے پاس آئیں"** (الممتحنۃ: 12)۔

حرف آخر:

مغرب میں آج سے کم و بیش صرف پچاس سال پہلے تک عورت کو اس کے بنیادی حقوق میں سے اکثر سے جبراً محروم رکھا گیا۔ اور یہی ظلم پھر نسائیت (feminism) اور اس کی اٹھنے والی تمام لہروں کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اس کے برعکس اسلامی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواتین امت کے امور کی نگہبانی میں انتہائی متحرک تھیں اور ان کے کردار پر بندش اس وقت عائد کی گئی جب خلافت کا خاتمہ ہوا اور سیکولر قومی ریاستوں کو قائم کیا گیا جن پر ظالم لوگ حکمران بنا دیے گئے چاہے وہ جمہوری تھے یا آمر یا بادشاہ۔ آج بھی ہمارے حکمران دوسرے دیگر معاملات کی طرح اس معاملے میں بھی مغرب کی محض نقالی ہی کر رہے ہیں۔ وہ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ مغربی معاشرہ عورتوں، بچوں اور خاندان کے تحفظ، اور مرد و عورت کے درمیان تعلق کو منظم کرنے میں بری طرح سے ناکام ہوا ہے۔ ہمارے ملک میں ان ناکام تصورات کی ترویج نے مسلمانوں کے درمیان ان مسائل کو مزید پیچیدہ کر دیا ہے جن کا مسلمان اسلام کو چھوڑ کر غلط تہذیبی روایات کو اپنانے کی بنا پر شکار ہیں۔ بچوں اور والدین کے درمیان، بیویوں اور شوہروں کے درمیان، اور بیویوں اور سسرالیوں کے درمیان موجود روایتی مسائل مزید شدت اختیار کر گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مرد اور عورت شخصی آزادی کے تصور اور انفرادیت کے تصورات سے بھی متاثر ہوئے ہیں جس نے ان کے درمیان مسائل کو اور بڑھا دیا ہے۔ ان تمام باتوں کے نتائج شرح طلاق میں اضافے کی صورت میں سامنے آرہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ والدین اور بچوں کے تعلقات بھی متاثر ہوئے ہیں کیونکہ میڈیا انفرادیت یعنی خود غرضی کی ترویج کرتا ہے اور روایتی اقدار جیسے بڑوں کا ادب کرنا یا اپنے سے چھوٹوں سے شفقت سے پیش آنا، ان میں تبدیلی آرہی ہے۔ ایسے میں اس بات کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ اس موضوع سے متعلق اسلام کے نکتۂ نظر کی زیادہ سے زیادہ ترویج کی جائے اور اسلام کو ایک مکمل حل کے طور پر پیش کرتے ہوئے اس کے ہمہ گیر نفاذ کا مطالبہ کیا جائے تاکہ نہ صرف مغرب کی تہذیبی یلغار کے آگے بند باندھا جائے بلکہ مغرب سمیت پوری انسانیت کو اس فاسد تہذیب کے شر سے بچایا جاسکے۔

فہرست

سوال وجواب: سوڈان میں فوج اور ریپڈ سپورٹ کے درمیان تنازعہ مخصوص علاقوں پر مرکوز ہے

(عربی سے ترجمہ)

سوال:

گزشتہ دوماہ، اکتوبر اور نومبر 2023، میں یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ فوج اور ریپڈ سپورٹ کے درمیان تصادم کا مرکز مخصوص علاقے ہیں کیونکہ فوج خرطوم پر جبکہ ریپڈ سپورٹ دارفور پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔ دوسرے خطوں میں تنازعہ ان دو خطوں سے منسلک ایک ثانوی تنازعے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے، جیسا کہ 15 دسمبر، 2023 کو جزیرے کے دارالحکومت ود مدنی پر ریپڈ سپورٹ کی جانب سے حملے کے ساتھ ہوا، جب خرطوم میں ان پر فوج کا دباؤ بڑھ گیا تھا۔ کیا یہ سوڈان میں اسی طرح ایک نئی تقسیم کا اشارہ ہے، جس طرح جنوبی سوڈان کو الگ کیا گیا تھا یعنی دارفور کو ریپڈ سپورٹ کے لیے الگ کر دیا جائے؟

شکریہ

جواب:

جواب کو واضح کرنے کے لیے، ہم درج ذیل امور کا جائزہ لیں گے۔

پہلا: ہم نے سوال 2023/04/25 کے جواب میں کہا ("فوج اور ریپڈ سپورٹ فورسز کے درمیان ہفتہ 15 اپریل 2023 کو اچانک پر تشدد جھڑپیں ہوئیں، جو کہ عام شہریوں کے لیے، یعنی برطانیہ کی وفادار سویلین فورسز کے

لیے اقتدار کی منتقلی کی امیدوں کو ایک نیا دھچکا ہے۔۔۔)۔ ہم نے وضاحت کی کہ امریکہ اپنے ایجنٹوں کے درمیان اس جنگ سے تین امکانات چاہتا ہے:

* اس کے ایجنٹوں البرہان اور حمیدتی کے درمیان ایک نیا معاہدہ طے پائے اور پھر اس کے ذریعے یورپیوں سے وابستہ طاقتوں کے ساتھ فریم ورک معاہدے کو پیچھے دھکیل دیا جائے۔

* اگر یورپی حامی قوتوں کو پیچھے دھکیلنا ممکن نہ ہو تو امریکہ کو سوڈان کی تقسیم کی کوئی پرواہ نہیں جیسا کہ اس نے جنوب میں کیا تھا، لہٰذا وہ دارفور کو حمیدتی کے لیے الگ کرلے گا۔

* اگر یہ قوتیں ہتھکنڈوں کے طور پر امریکہ کے ایجنٹوں میں سے ایک کے پیچھے لگ جاتی ہیں... تو امریکہ اس ایجنٹ کو پیچھے ہٹنے اور دوسرے کو کنٹرول سنبھالنے کو کہے گا...

دوسرا: اس تناظر کی روشنی میں، ہم پیش رفت کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ ممکنہ طور پر اس بارے میں رائے حاصل کی جاسکے کہ کون سے معاملات آگے بڑھیں گے:

1- 15 اپریل، 2023 کی تاریخ کے بعد سے، یہ تنازعہ اور اس سے متعلق ہر چیز، بشمول جنگ بندی کا اعلان، جھڑپوں کا دوبارہ آغاز، مذاکرات اور مواصلات، سب کچھ امریکہ سے وابستہ دو فریقوں کے درمیان محدود ہو گئے ہیں: فوج کی کمانڈ اور ریپڈ سپورٹ کی کمانڈ، امریکہ اور اس کے ایجنٹ سعودی عرب کی نگرانی میں جو کہ امریکی حکم نامے کو نافذ کرنے کا کردار ادا کرتا ہے۔ لہٰذا اس نے اس تنازعے کو منظم کرنے کے لیے نام نہاد "جدہ پلیٹ فارم" بنایا محمد ہمدان ڈگلو "حمیدتی" نے امریکی حکم نامے کی تعمیل کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: ("وہ جنگ کو بڑھنے سے روکنے کے لیے امریکی وزیر خارجہ انتھونی بلنکن کے ساتھ رابطے میں ہیں"۔... Middle East، 2023/05/02)۔ اس طرح امریکہ، برطانیہ اور اس کے ایجنٹ امارات کو اس تنازعے کے انتظام اور متعلقہ معاملات میں ایک کردار ادا کرنے سے دور رکھنے میں کامیاب رہا۔ امریکہ اور اس کے ایجنٹ سعودی عرب اور برطانیہ اور اس کے ایجنٹ امارات پر مشتمل

اس معاملے کو چار فریقی کہا جاتا ہے۔ امریکہ نے اپنے ایجنٹوں البرہان اور حمیدتی کے درمیان تنازعہ بھی کھڑا کر دیا تاکہ برطانوی ایجنٹوں کی جانب سے فورسز آف فریڈم اینڈ چینج میں سیاسی اپوزیشن کے کردار کو ختم کیا جا سکے۔

2- یہی وجہ ہے کہ ادیس ابابا میں موجود سوڈانی فوج کے وفد نے سربراہی اجلاس میں شرکت نہیں کی کیونکہ اس کی سربراہی کینیا کا صدر ولیم روٹو کر رہا تھا جو ایک برطانوی ایجنٹ ہے۔ [ادیس ابابا، سوڈانی بحران پر تبادلہ خیال کے لیے بین الحکومتی اتھارٹی برائے ترقی مشرقی افریقہ (IGAD) کے سربراہی اجلاس کی میزبانی کر رہا ہے۔ سوڈانی فوج کے وفد نے ادیس ابابا میں موجودگی کے باوجود، کینیا کی اس چار فریقی اجلاس کی صدارت کے خلاف احتجاجاً سربراہی اجلاس میں شرکت نہیں کی۔.. Sky News Arabia, 10/7/2023]۔ کینیا کے صدر روٹو نے امن افواج کو بیرون ملک سے سوڈان بھیجنے کے ساتھ ساتھ سول فورسز کے نام سے فورسز آف فریڈم اینڈ چینج کو شامل کرنے کی تجویز پیش کی تھی اس سے پہلے کہ ان کی افواج ختم ہو جائیں اور مکمل طور پر کمزور ہو جائیں، کیونکہ امریکی ایجنٹوں برہان اور حمیدتی کے درمیان لڑائی نے ان کی نقل و حرکت اور سوچ کو مفلوج کر دیا ہے۔ البرہان امریکی سعودی ثالثی کی حمایت کرتا ہے اور کینیا کے صدر یا دیگر برطانوی ایجنٹوں کے ذریعے کی جانے والی برطانوی ثالثی اور مداخلت کو مسترد کرتا ہے۔ لیفٹیننٹ جنرل یاسر العطا نے اپنے سپاہیوں سے خطاب کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا: ("تمام غیر ملکی امن افواج، دشمن قوتیں ہیں"۔ اس نے کینیا کو دھمکی دیتے ہوئے کہا: "مشرقی افریقی افواج کو ان کی جگہ پر چھوڑ دو... اگر تم کینیا کی فوج لے کر آنا چاہتے ہو تو پھر آؤ"۔ اس نے قسم کھائی کہ ان میں سے کسی بھی فوج کو "بحفاظت اپنے ملک میں واپسی نہیں جانے دیا جائے گا"۔ اس نے کہا کہ "ایک تیسرا ملک، نام لیے بغیر، وہ تھا جس نے کینیا کو اس اقدام کو آگے بڑھانے پر مجبور کیا"۔ رائٹرز، 2023/07/24) تیسرے ملک سے، اس کا مطلب برطانیہ ہے۔۔۔۔ کینیا کے وزیر خارجہ سنگ آوئی نے سوڈانی فوجی اہلکار کے بیان کو مسترد کرتے ہوئے کہا: "الزامات بے بنیاد ہیں" اور کہا، "مستقل امن کسی بھی ثالثی کے عمل میں سویلین فریقوں کی شمولیت سے ہی حاصل کیا جا سکے گا"۔

3-اس طرح البرہان کو یقین دلایا گیا کہ داخلی صورت حال امریکی منصوبے کے مطابق آگے بڑھ رہی ہے، چنانچہ اس نے فوج اور ریپڈ سپورٹ فورسز کے درمیان لڑائی شروع ہونے کے بعد پہلی بار اپنے غیر ملکی دورے شروع کیے اور خرطوم سے پورٹ سوڈان گیا تاکہ اس کو اپنی نقل و حرکت کے لیے مرکز کے طور پر استعمال کرے۔ اسی لیے وہ 30 اگست، 2023 کو اپنے پہلے غیر ملکی دورے پر مصر پہنچا اور اس دورے کو مصری حکومت کی طرف سے فوج اور البرہان کی حمایت کی تصدیق سمجھا گیا۔ قاہرہ نیوز چینل نے اس دورے کے دوران البرہان کے بیانات شائع کیے، جہاں اس نے کہا: (ہمارے "دورے" کا مقصد مصری قیادت کو صحیح تصویر پیش کرنا اور اسے پیشرفت سے آگاہ کرنا تھا)۔ صورتحال یہ ہے کہ سیسی اور البرہان امریکہ کے بندے ہیں... اور اس کے بعد دوسرے دورے ہوئے... اور ایسا لگتا ہے کہ البرہان ریاست سوڈان کے ایک مستقل صدر کے طور پر تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر قانونی حیثیت حاصل کرنا چاہتا ہے، نہ کہ ایک عارضی خود مختار کونسل کے سربراہ کی حیثیت سے...

4-یہ تنازعہ جلد حل نہیں ہو گا، اور اس میں کچھ وقت لگ سکتا ہے، کیونکہ اس کا مقصد وہاں امریکہ کے دو فریقوں کی کمانڈ کے درمیان تنازعے کو محدود کرنا ہے: فوج کی کمانڈ اور ریپڈ سپورٹ، اور اس تنازعے کے نتائج کو امریکہ ان دونوں میں تقسیم کر کے کنٹرول کرنا چاہتا ہے تاکہ برطانیہ اور یورپ کی وفادار اپوزیشن مفلوج ہو کر رہ جائے جیسے کہ یہ تنازعہ اپریل 2023 کے وسط میں شروع ہوا تھا، اسی طرح اس کو زیادہ سے زیادہ کمزور کر دیا جائے۔ اس کی وضاحت کے لیے ہم مندرجہ ذیل کو بیان کر رہے ہیں:

ا-21 نومبر 2023 کو، ریپڈ سپورٹ فورسز نے مشرقی دارفور ریاست کے دارالحکومت الضعین شہر پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے بغیر لڑائی کے وہاں فوج کی 20 ویں ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر پر بھی قبضہ کر لیا جب فوجی دستے تصادم اور شہریوں کو نقصان پہنچنے کے خطرے سے بچنے کے بہانے اس سے پیچھے ہٹ گئے! 'ریپڈ سپورٹ فورسز' نے ایک بیان میں دعویٰ کیا: ("ان کی فتوحات نے حقیقی امن کا ایک وسیع دروازہ کھولا ہے... اور یہ کہ مشرقی دارفور اور کے ساتھ الضعین شہر ان کی حفاظت میں محفوظ رہیں گے"۔ الجزیرہ، 22/11/2023)۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ الضعین ریزیگٹ قبیلے کا گڑھ ہے، جس سے ریپڈ سپورٹ فورسز کا کمانڈر دگالو اور اس کے زیادہ تر کمانڈر اور اراکین

تعلق رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے ان فورسز نے جنوبی دارفور کے دارالحکومت نیالا کے شہر، وسطی دارفور کے دارالحکومت زلنگی کے شہر اور مغربی دارفور کے دارالحکومت الجینینا پر قبضہ کر لیا تھا جبکہ ان کے لیے شمالی دارفور کے دارالحکومت اور دارفور کے سیاسی اور انتظامی دارالحکومت الفشر شہر پر قبضہ کرنا باقی ہے۔ اگر 'ریپڈ سپورٹ فورسز' نے الفشر پر قبضہ کر لیا، تو انہوں نے برطانوی اور یورپی تحریکوں، خاص طور پر سوڈان کی آزادی کی تحریک اور انصاف اور مساوات کی تحریک، کو ایک تباہ کن دھچکا پہنچانا ہے۔ ان دونوں تحریکوں نے اس تنازعے میں غیر جانبدارانہ پوزیشن اختیار کر لی تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ تصادم امریکی ایجنٹوں، یعنی فوج کی کمانڈ اور ریپڈ سپورٹ کی کمانڈ کے درمیان مصنوعی ہے!

ب- یہی وہ چیز ہے جس نے خطے میں مسلح تحریکوں کو خطرے کا احساس دلایا، اور یہ وہ تحریکیں ہیں جنہوں نے سوڈان- دارفور راستے کے لیے جوبا امن معاہدے پر دستخط کیے، جس کی وجہ سے انہوں نے 16 نومبر، 2023 کو ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا۔ (انہوں نے "غیر جانبداری" کی پوزیشن ختم کرنے اور "ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور تقسیم کرنے کے منصوبے"، جسے "ریپڈ سپورٹ ملیشیا اور اس کے دیگر غیر ملکی ملیشیا اور کرائے کے فوجیوں کے ذریعے نافذ کیا جا رہا ہے"، کے خلاف کھڑے ہونے کا اعلان کیا۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ وہ "بغیر کسی ہچکچاہٹ کے" تمام محاذوں پر عسکری کارروائیوں میں شرکت کریں گے۔۔۔۔ لی مونڈے اخبار فرانسیسی، نومبر 16)۔ ان تحریکوں نے الفشر کا دفاع کرنے کا عزم کیا ہے کیونکہ بصورت دیگر وہ ختم ہو جائیں گی... خاص طور پر چونکہ الفشر شہر ایک سٹریٹجک مقام پر ہے اور اس کی سرحدیں لیبیا، چاڈ اور دارفور کے علاقے کے مغربی شہروں کی سرحدوں سے ملتی ہیں، اور اسے حزب اختلاف کی مسلح تحریکوں کا دارالحکومت سمجھا جاتا ہے جنہوں نے جوبا امن معاہدے پر دستخط کیے، حکومت کے ساتھ مفاہمت کی، اور حکمرانی میں حصہ لیا۔ رپورٹس بتاتی ہیں کہ انہوں نے ام درمان سے زاغوا قبیلے سے تعلق رکھنے والوں کی اکثریت کا دارالحکومت واپس لے لیا۔ الفشر پر قبضہ کرنے سے 'ریپڈ سپورٹ فورسز' کی حمایت کرنے والے عرب قبائل اور مسلح تحریکوں کی حمایت کرنے والے زاغوا قبیلے کے درمیان جھگڑے کو بھڑکایا جا سکتا ہے۔

ج- جہاں تک فوج کی قیادت کا تعلق ہے یعنی عبد الفتاح البرہان، تو شمالی اور مشرقی سوڈان پر فوج کے کنٹرول کے ساتھ ساتھ، خرطوم کے اندر حالیہ اور مضبوط فوجی مہمات، اس رجحان کی نشاندہی کرتی ہیں کہ خرطوم میں فوجی معاملات کو وقت کے ساتھ ساتھ حل کر دیا جائے۔ (سوڈانی فوج نے "ریپڈ سپورٹ" کے مقامات اور دارالحکومت میں اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر زمینی حملوں، فضائی حملوں اور توپ خانے سے گولہ باری کی کارروائیوں کا ایک سلسلہ شروع کیا، جس میں آرمرڈ کور، مرکزی بازار، اسپورٹس سٹی کے آس پاس کا علاقہ، العردہ اسٹریٹ، اُم درمان میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے آس پاس کا علاقہ، اور شمالی خرطوم میں سائٹس کا علاقہ شامل تھا۔ ... آزاد عربیہ، 24/11/2023)۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ فوج فیصلہ کن کاروائی کرنا چاہتی ہے اور ان علاقوں میں مضبوط فریق بننا چاہتی ہے۔

د- 10 دسمبر 2023 کو، IGAD، جو موجودہ دورانیے کی صدارت کر رہا ہے، نے جبوتی میں اپنے قائدین کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد کیا، جس میں افریقی یونین، اقوام متحدہ، اور پڑوسی ممالک سوڈان، سعودی عرب، قطر، امارات، ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ کے نمائندوں نے بھرپور شرکت کی۔ [سوڈانی خود مختاری کونسل کے چیئرمین، لیفٹیننٹ جنرل البرہان نے گزشتہ سربراہی اجلاس سے، جو اس خونریز جنگ کے آغاز کے دو ماہ سے بھی کم عرصے بعد منعقد ہوا تھا، غیر حاضر رہنے کے بعد حالیہ سربراہی اجلاس میں حصہ لیا۔ جبکہ ریپڈ سپورٹ فورسز کے کمانڈر، لیفٹیننٹ جنرل ڈگلو نے سربراہی اجلاس کے چیئرمین، جبوتی کے صدر اسماعیل گیلی کے ساتھ فون کے ذریعے رابطہ کیا اور اس کے نتائج اور بحران کے حل کے لیے ریپڈ سپورٹ کے ویژن پر تبادلہ خیال کیا۔ حتمی بیان کے مطابق، آئی جی اے ڈی کے رہنما، فوری اور غیر مشروط جنگ بندی کا عہد کرنے کے علاوہ، البرہان اور حمیدتی کو براہ راست ملاقات کے لیے راضی کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ باخبر ذرائع نے بی بی سی کو بتایا کہ ادیس ابابا میں ہونے والی میٹنگ کے لیے علاقائی تنظیم نے زیادہ سے زیادہ دو ہفتے کی مدت مقرر کی۔ BBC, 10/12/2023]

5- مذکورہ بالا کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حال ہی میں تین قابل ذکر امور رونما ہوئے ہیں:

پہلا: 'ریپڈ سپورٹ' کا دارفور کے بیشتر حصوں پر یہ تیز ترین کنٹرول کر لینا جبکہ صرف الفشر باقی رہ گیا، اور ریاست کی جانب سے اس کنٹرول کے خلاف مزاحمت کا شدید فقدان ہونا... یہ فوج کے 20 ویں ڈویژن پر ریپڈ سپورٹ کنٹرول کے بعد واضح ہوا، جو الضعین شہر میں تعینات ہے۔ نیز جنوبی دارفور-نیالا میں 16 ویں ڈویژن پر بھی کنٹرول ہونا۔

دوسرا: خرطوم، اُم درمان، اور شمالی خرطوم کے اندر فوج کی حالیہ مضبوط مہمات کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ (سوڈانی فوج نے دارالحکومت میں "ریپڈ سپورٹ" کے اجتماعات پر حملوں، فضائی حملوں، اور توپ خانے سے گولہ باری کی کارروائیوں کا سلسلہ شروع کیا...وغیرہ۔ آزاد عرب،24/ 11/ 2023)اور ریپڈ سپورٹ فورسز نے خرطوم میں ان پر دباؤ محسوس کیا، اس لیے وہ دباؤ کو دور کرنے کے لیے ود مدنی گئے، اور وہاں تنازعہ شدت اختیار کر گیا۔(مسلسل چوتھے روز بھی سوڈانی فوج اور ریپڈ سپورٹ فورسز کے درمیان ملک کے وسط میں الجزیرہ ریاست کے صدر مقام ود مدنی شہر کے مشرق میں آج پیر کو لڑائی جاری رہی۔ سوڈانی مسلح افواج کے سرکاری ترجمان، نبیل عبد اللہ نے شہریوں کو یقین دلایا کہ ود مدنی شہر کی صورتحال مستحکم ہے...العربیہ،18/ 12/ 2023)اور اس سے پہلے (اتوار کو صبح کے وقت ایک بیان میں امریکی سفارت خانے نے زور دیا کہ ریپڈ سپورٹ فورسز "الجزیرہ اسٹیٹ میں اپنی پیش قدمی کو فوری طور پر روکیں اور ود مدنی پر حملہ کرنے سے باز رہیں"۔ العربیہ، 17/ 12/ 2023) جو جنگجوؤں پر سفارت خانے کے اثر ورسوخ کی تصدیق کرتا ہے۔!

تیسرا: حالیہ آئی جی اے ڈی سربراہی اجلاس میں البرہان کی حاضری [خود مختاری کونسل کے چیئرمین، لیفٹیننٹ جنرل البرہان نے گزشتہ سربراہی اجلاس، جو خونی جنگ کے آغاز کے دو ماہ سے بھی کم عرصے بعد منعقد ہوا تھا، میں شرکت نہ کرنے کے بعد حالیہ سربراہی اجلاس میں حصہ لیا۔ اسی طرح 'ریپڈ سپورٹ فورسز' کے کمانڈر، لیفٹیننٹ جنرل محمد حمدان دگالو نے بھی سربراہی اجلاس کے چیئرمین، جبوتی کے صدر اسماعیل غیلی کے ساتھ ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کیا اور اس کے نتائج اور بحران کے حل کے لیے 'ریپڈ سپورٹ' کے ویژن پر تبادلہ خیال کیا۔...بی بی سی عربی،10/ 12/ 2023]

یہ سب کچھ ظاہر کرتا ہے کہ امریکہ تقسیم کے لیے ماحول تیار کر رہا ہے، تاہم اس حقیقت کے باوجود کہ سوڈان میں ان تمام کارروائیوں سے تقسیم کا خطرہ موجود ہے اور یہ تقسیم امریکیوں کے لبوں پر بھی ہے: (اقوام متحدہ میں، امریکی نمائندے لنڈا تھامس نے اس بات کی تصدیق کی کہ وہ سوڈان کے موجودہ بحران میں وہاں کے غیر محفوظ شہریوں تک امداد پہنچانے کے لیے سوڈان کے ساتھ کھڑی ہیں۔ اس بات کا ذکر کرنے کے بعد انہوں نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "یہ ناقابل قبول ہے کہ طاقت کے حصول کے لیے سوڈان کو دوبارہ تقسیم کر دیا جائے۔" آزاد عرب، 11/20/2023)۔ لیکن پھر بھی اس بات کا امکان نہیں ہے کہ آج امریکہ تقسیم کے منصوبے پر عمل کر رہا ہے، بلکہ امریکہ صرف اس وقت ماحول تیار کر رہا ہے ایک ایسے وقت کے لیے کہ جب امریکہ کے مفادات کو اس تقسیم کی ضرورت پڑے...

6-لہذا، موجودہ اندازوں کے مطابق، سب سے زیادہ امکان یہ ہے کہ دارفور کا علاقہ اب سوڈان سے الگ نہیں ہوگا، بلکہ یہ کہ 'ریپڈ سپورٹ' حکومت کے خلاف ایک مضبوط سیاسی اپوزیشن ہوگی۔ اور یہ برطانیہ اور یورپ کے وفاداروں کے لیے سیاسی مخالف کا کردار ادا کرے گی یا ان کو ختم کر دے گی جس سے 'ریپڈ سپورٹ' سوڈانی سیاسی اپوزیشن میں دیگر موجودہ سیاسی قوتوں کے بجائے مرکزی جماعت بن جائے گی۔ ایسا لگتا ہے کہ معاملات اس طرف بڑھ رہے ہیں... اور پھر 'ریپڈ سپورٹ' نے فوج کی آنکھوں کے سامنے دارفور کا رخ کیا تاکہ وہ ملک میں اہم اپوزیشن بن جائے۔ شاید سوڈان میں امریکہ کے دو بازو ہوں گے: ایک سیاسی ونگ 'ریپڈ سپورٹ' کی شکل میں، بغیر ہتھیاروں کے، اپوزیشن کی قیادت کرنے کے لیے، اور ایک عسکری ونگ فوج کی شکل میں... تاکہ دونوں بازو امریکہ کے مفادات کو پورا کریں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ 'ریپڈ سپورٹ' اپوزیشن ابھی تک ہتھیاروں سے خالی کیوں نہیں ہوئی ہے تو اس کی دو وجوہات ہیں:

پہلی: یورپی مزاحمت پر قابو پانا، جو کہ برطانوی ایجنٹوں پر مشتمل ہے، کیونکہ اسے سیاسی طور پر ختم کرنا آسان نہیں ہے، بلکہ عسکری طاقت کا استعمال ضروری ہے۔

دوسری: یہ کہ دارفور میں 'ریپڈ سپورٹ فورس' فوج کے لیے ایک سیاسی اپوزیشن ہو، تاکہ اگر امریکہ کے مفاد میں جنوبی سوڈان کے بعد ایک اور علیحٰدگی کی ضرورت پڑے، تو یہ 'ریپڈ سپورٹ فورس' دارفور میں اس علیحدگی کو قابل عمل بنا سکے... ایسا لگتا ہے کہ ابھی اس علیحدگی کا وقت نہیں آیا... بلکہ فی الحال اس کے لیے فضا کی تیاری جاری ہے۔

7- یہ لڑائی وہ ہے جس کے لیے امریکہ اور اس کے ایجنٹ ابھی کام کر رہے ہیں... اور وہ ایسا ماحول تیار کر رہے ہیں کہ یہ لڑائی ایک نئی تقسیم تک جاری رہے ---۔ تو سوڈان میں اور خاص طور پر فوج اور جنگجوں میں موجود اے ہمارے لوگو! آپ کافر استعمار کے فائدے کے لیے آپس میں کیسے لڑ سکتے ہیں... آپ اپنے آپ کو مارتے ہیں، اپنے گھروں کو تباہ کرتے ہیں، اور اپنے مقدسات کو پامال کرتے ہیں؟! آپ رسول اللہ ﷺ کے اس قول کو کیسے بھول سکتے ہیں جو کہ بخاری نے احنف بن قیس کی روایت سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے **«إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» "اگر دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر آپس میں لڑیں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنم میں ہیں"**۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ! ایک تو قاتل ہے لیکن مقتول کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: **«إِنَّهُ كَانَ حَرِيصاً عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ» "وہ اپنے بھائی کو قتل کرنا چاہتا تھا"**! اور اگر یہ لڑائی امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کے مفاد کے لیے ہو تو پھر کیا حال ہو گا؟! تب تو یہ مزید قبیح اور زیادہ بری چیز ہے۔

اے ہمارے سوڈان کے لوگو!

عظیم اسلام کی جگہ... سوڈان۔ 'دنقلا مسجد' سوڈان میں مسلمانوں کی بنائی گئی پہلی مسجد ہے... وہ سوڈان جسے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں عظیم اسلامی فتح نصیب ہوئی جب انہوں نے مصر کے گورنر کو سوڈان میں اسلام کا نور لے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ گورنر نے عبداللہ ابن ابی السرح کی قیادت میں اسلام کے لشکر کو روانہ کیا، اور سنہ 31 ہجری میں سوڈان فتح ہوا جس کے بعد اللہ کے فضل سے یہاں اسلام تیزی سے پھیل گیا یہاں تک کہ اسلام

نے پورے سوڈان کا احاطہ کر لیا۔ سوڈان کے شمال سے اس کے جنوب تک اور اس کے مشرق سے اس کے مغرب تک... پھر یہ مسلم خلفاء کے دور میں اسلام کے تحت جاری رہا... یہاں تک کہ سوڈان انگریزوں کے خلاف لڑتا رہا۔ سنہ 1896ء سے لے کر پہلی جنگ عظیم 1916ء کے وسط تک، جب مضبوط، متقی ہیرو، دارفور کے گورنر علی بن دینار کو شہید کر دیا گیا۔ وہ عالم اور مجاہد جس کو شام کی طرف سے آنے والے حجاج کی میقات "ذوالحلیفہ" کی مرمت کا سہرا جاتا ہے۔ انہوں نے حاجیوں کو پانی پلانے کے لیے کنویں بھی بنوائے جن کو آج تک ان کے نام "آبیار علی" سے منسوب کیا جاتا ہے۔

اس طرح 1896ء میں برطانوی جارحیت سے لے کر 1956ء تک سوڈان میں براہ راست برطانوی استعمار ساٹھ سال تک قائم رہا... اور اس کے بعد استعمار بالواسطہ سیاسی اور ثقافتی ذریعے سے اور بوسیدہ سرمایہ دارانہ اقدار کے پھیلاؤ کے ذریعے سے مسلط رہا اور پھر سوڈان پر، پرانی اور نئی استعماری طاقتوں، برطانیہ اور امریکہ کے درمیان جدوجہد شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ سوڈان جیسے پاکیزہ اور خالص ملک کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا، اور نوآبادیاتی امریکہ کی سرپرستی میں 'نائواشا' نامی ایک جھوٹے اور مہلک معاہدے کے ذریعے سوڈان کے جنوب کو اس کے شمال سے الگ کر دیا گیا۔ اور اب اُس وقت کے لیے کہ جب امریکہ کا مفاد اس تقسیم کا تقاضا کرتا ہو، امریکہ ایک نئی تقسیم کے لیے ماحول تیار کر رہا ہے!

اے سوڈان کے لوگو!

حزب التحریر وہ رہنما ہے جو اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتی اور آپ سے مطالبہ کرتی ہے کہ فوج کے ارکان اور ریپڈ سپورٹ کے ارکان کے درمیان اس لڑائی کو روکنے کے لیے بھرپور کردار ادا کریں کیونکہ وہ آپ ہی کے بیٹے، بھائی، رشتہ دار، پڑوسی، یا جاننے والے ہیں۔۔۔۔ اور آپ بلاشبہ اس لڑائی کا سانحہ سنتے اور دیکھتے ہیں... تو پچھتاوے سے پہلے اس کا تدارک کر لیں ورنہ آپ افسوس سے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ﴾ **"بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو"**(سورۃ ق:37)۔

6 جمادی الثانی 1445ھ

بمطابق 19 دسمبر، 2023ء

فہرست

سوال وجواب: پاکستان میں جنرل الیکشن

(عربی سے ترجمہ)

سوال :

برطانوی خبر رساں ادارے رائٹرز نے 19 فروری 2024ء کو رپورٹ کیا کہ پاکستان کی دو بڑی سیاسی پارٹیاں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی پیر کو ملاقات کریں گی۔ سیاسی جماعت کے ایک اعلیٰ عہدیدار نے بتایا کہ اس ملاقات کا مقصد سیاسی ابتری اور معاشی عدم استحکام کے شکار ملک میں منعقدہ غیر حتمی انتخابات کے بعد مخلوط حکومت پر بات چیت کرنا ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے ملک کی قیادت کے لئے سابق وزیر اعظم شہباز شریف کا دوبارہ نام دیئے جانے کے بعد مخلوط حکومت کی تشکیل کے لیے کی جانے والی ملاقاتوں کے سلسلے میں یہ پانچواں راونڈ ہے جس کے لیے پیر کا دن متعین کیا گیا ہے، (ذرائع)۔ پاکستان میں انتخابات ملتوی ہونے کے بعد آخر کار 8 فروری 2024ء کو منعقد ہوئے۔ کیا مذکورہ بالا ان ملاقاتوں کے اجلاسوں کا مطلب یہ ہے کہ تحریک انصاف کے آزاد امیدواروں کو اقتدار سے باہر کر دیا جائے گا؟ انتخابات میں دھاندلی اور نتائج میں ہیرا پھیری کے جو الزامات لگائے جا رہے ہیں، وہ کس حد تک سچ ہیں؟ اور انتخابات کے بعد پاکستان میں حالات کیا رخ اختیار کرنے جا رہے ہیں؟

براہ کرم اس پر روشنی ڈالئے۔

جواب:

پاکستان میں انتخابات کئی مہینوں تک ملتوی ہونے کے بعد منعقد ہوئے ہیں۔ سماء نیوز نے 11 فروری 2024ء کو رپورٹ کیا کہ، "اب تک کے اعلان کردہ حتمی نتائج کے مطابق آزاد امیدوار 101 نشستیں جیت چکے ہیں۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ان 101 امیدواروں میں سے 92 امیدوار پاکستان تحریک انصاف کے حمایت یافتہ ہیں اور باقی 9

امیدوار عام آزاد امیدوار ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) 75 نشستیں حاصل کر کے دوسرے نمبر پر ہے جبکہ بلاول بھٹو زرداری کی قیادت میں پیپلز پارٹی نے 54 نشستیں حاصل کیں" (ذرائع)۔ ان انتخابات کا مقصد ملک کو سیاسی استحکام کی جانب لے کر جانا تھا۔ 9 اپریل 2022ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ میں تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پیش کیا گیا جس کے نتیجے میں ان کو برطرف کر دیا گیا اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے نواز شریف کے بھائی شہباز شریف کو ملک کا نیا وزیر اعظم منتخب کیا گیا جس کے بعد ملک میں شدید قسم کے مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوا، اور بالآخر افراتفری اور انتشار کے اس کٹھن مرحلے کے بعد ملک کو سیاسی استحکام کی طرف لے جانے کے لیے انتخابات کا انعقاد ہوا... جہاں تک اس کا بات کا تعلق ہے کہ پاکستان میں انتخابات کے بعد حالات کیا رخ اختیار کریں گے تو اس کو سمجھنے کے لیے درج ذیل باتوں کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے :

1۔ پاکستان اہم ترین مسلم ممالک میں سے ایک ہے۔ اس کی 250 ملین افراد کی بڑی آبادی اسے ایک بڑا انسانی ریسورس بناتی ہے، جس سے معاشی پہیہ چلتا ہے اور فوج کے لیے افرادی قوت مہیا ہوتی ہے۔ پاکستان افرادی قوت اور عسکری قوت دونوں کے حوالے سے دنیا کے منفرد ممالک میں سے ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ دنیا کے نقشے پر اسٹریٹجک مقام بھی رکھتا ہے۔

2۔ زرخیز زرعی میدانوں، پانی کی دستیابی، صنعتی صلاحیتوں اور دنیا کی بڑی معیشتوں کو چلانے کی صلاحیت رکھنے والی افرادی قوت کے باوجود آج پاکستان کا شمار دنیا کے غریب ترین ممالک میں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ امریکہ کی طرف سے دی جانے والی ناکام پالیسیاں ہیں۔ مالی اور انتظامی بدعنوانی اور چین یا امریکہ جیسے دوسرے ممالک پر انحصار کی بیماری کا پھیلاؤ معاشی ترقی کے لیے کی جانے والی کسی بھی کوشش میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ ملک کو 2022 میں تباہ کن سیلاب کی آفت کا سامنا کرنا پڑا جس نے زرعی زمینوں کو تباہ کر دیا۔ اور ریاست تباہ حال لوگوں کو قابل قدر حل فراہم کرنے سے قاصر تھی۔ معاشی ناکامی کے ساتھ ساتھ تمام شعبوں میں مکمل ناکامی پاکستانی حکمرانی governance کی نمایاں علامت ہے جو کئی دہائیوں پر محیط ہے۔

3۔ پاکستان میں اسلامی جہادی جذبہ اس وسیع پیمانے پر پنپ گیا کہ جس نے پوری دنیا میں خوف و ہراس پھیلا دیا۔ اس کا محرک مسئلہ کشمیر بنا، پھر سوویت یونین کا افغانستان پر قبضہ اور پھر امریکی یلغار نے اس کو مزید بڑھاوا دیا، اور کئی دہائیوں کے دوران ہونے والے بہت سے واقعات نے پاکستانی عوام کے اسلامی عقیدے میں پیوست مضبوط جذبہ جہاد کو ظاہر کیا ہے۔ کشمیر اور افغانستان کو آزاد کرانے کے لیے بہت سی اسلامی جہادی تحریکیں اٹھیں۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی حمایت کے لیے آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ اس کے علاوہ پاکستان میں ایسی تحریکوں نے جڑ پکڑ لی جنہیں مغرب سیاسی اسلام کا نام دیتا ہے، جن میں سب سے مشہور خلافت کے قیام کی دعوت تھی... اس سب کی وجہ سے، پاکستان میں اسلام کے تیزی سے پنپنے نے اسے پڑوسی ملک افغانستان کے ساتھ ساتھ، مشرق وسطیٰ کے بعد اسلامی سیاسی کشش ثقل کا دوسرا مرکز بنا دیا۔

4۔ پاکستان کی فوج کو ایک مضبوط فوجی قوت سمجھا جاتا ہے جو مہلک ہتھیاروں اور جوہری صلاحیتوں سے لیس ہے اور بھارت کے ساتھ تنازعات کی طویل تاریخ کی وجہ سے امریکہ پاک فوج کو پاکستان میں خانہ جنگی کی طرف دھکیل رہا ہے۔ امریکہ پاکستانی فوج کو طالبان تحریک کے ساتھ تصادم اور مخاصمت کی طرف دھکیل رہا ہے، جو افغانستان میں سال 2021 میں اقتدار میں واپس آئی، اور یہاں تک کہ امریکہ پاکستانی فوج کو ایرانی سرحد پر توجہ مرکوز کرنے کی طرف بھی دھکیل رہا ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ ہندوستان کو امریکہ کی حکمت عملی میں حصہ لینے کے قابل بنایا جاسکے، چین کے عروج حاصل کر لینے کو روکا جاسکے اور چین کے ہندوستان کے ساتھ جنگ کے امکانات کو روشن کیا جاسکے۔ ان سب سے پہلے امریکہ 2001 سے 2021 تک افغانستان پر اپنے قبضے کے دوران، افغانستان تک پہنچنے کے لیے پاکستان کو اپنے لئے ایک گزر گاہ بنانے میں کامیاب رہا تھا۔ اس سب کے باوجود امریکہ کی نظریں ایک لمحے کے لیے بھی، پاکستانی فوج کی طاقت سے درپیش ممکنہ سٹریٹیجک خطرات سے نہیں ہٹتی ہیں۔ اسی لئے 13 اکتوبر 2022 کو امریکی صدر بائیڈن نے پاکستان کو "دنیا کی خطرناک ترین قوموں میں سے ایک" قرار دیا، جیسا کہ وائٹ ہاؤس کی ویب سائٹ پر رپورٹ کیا گیا ہے (ذرائع)۔ یہ پاکستان میں فوجی اور سیاسی قیادت کی تمام تر خفیہ ایجنٹی اور امریکی پالیسیوں کی سہولت کاری کے باوجود ہے۔

5- جو امر پاکستان کی اہمیت میں اضافہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ چین جو کہ امریکہ کا سب سے نمایاں بین الاقوامی حریف ہے، پاکستان کو ایک خاص نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ بھارت کے خلاف پاکستان کی حمایت کرتا ہے۔ چین پاکستان کو اسلحہ فراہم کرتا ہے۔ چین پاکستان میں بنیادی ڈھانچے، سڑکوں، بندرگاہوں اور صنعتوں کو سپورٹ کرنے کے لیے قرضوں اور کچھ گرانٹس کی شکل میں دسیوں ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرتا ہے۔ اگرچہ پاکستان میں کنٹرول اور اثر و رسوخ کی باگ ڈور امریکہ کے ہاتھ میں ہے لیکن امریکہ ان چینی کوششوں اور پاکستان میں سرمایہ کاری کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

6- ان حقائق کی روشنی میں پاکستان کے سیاسی واقعات پر غور کرتے ہوئے سب سے پہلی چیز جس کا ادراک کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ کفر کے سرغنہ امریکہ نے پاکستان کی فوج اور اس کی عسکری قیادت پر توجہ مرکوز کر رکھی ہے۔ یہ پاکستان کے اندر اس کے تسلط اور اثر و رسوخ کی کُنجی ہے۔ یہ پاکستان کی فوج اور اس کی فوجی قیادت پر امریکی کنٹرول کے بڑے نتائج میں سے ہے کہ پاکستان نے بھارت کے ساتھ تنازعات اور جنگ سے دوری اختیار کر لی ہے۔ ایسا کشمیر میں مسلسل بھارتی اشتعال انگیزیوں کے باوجود ہے، جن کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان نتائج میں، خانہ جنگی میں پاکستانی فوج کا طرزِ عمل اور فوج کی طرف سے شمال مغربی پاکستان میں جنگ کی آگ بھڑکانا بھی شامل ہے تاکہ ان مجاہدین کو ختم کیا جا سکے جو افغانستان پر امریکی قبضے کے دوران افغانستان میں اپنے بھائیوں کی حمایت کر رہے تھے۔ افغانستان کے ساتھ وقتاً فوقتاً ہونے والی جھڑپیں، ان جھڑپوں کے علاوہ یہ بھی ہے کہ افغانستان پر امریکی حملے کے دوران تمام امریکی سپلائی لائن پاکستانی دروازے سے گزر رہی تھی۔ چنانچہ پاکستان کی فوجی قیادت پر امریکی کنٹرول ہی پاکستان کو امریکہ کی ایجنٹ ریاست بناتا ہے۔

7۔ پاک فوج ہی مکمل طور پر ملک کی باگ ڈور سنبھالتی ہے۔ یہ ملک کے سیاسی نظام کے ساتھ ساتھ سیاسی جماعتوں کے اندر بھی مداخلت کرتی ہے۔ جب بھی معاملات کنٹرول سے باہر ہونے لگتے ہیں تو پاک فوج عسکری بغاوت کے ذریعے مداخلت کر کے حکمران کا تختہ اُلٹ دیتی ہے۔ روایتی طور پر ملک میں دو سیاسی جماعتیں حکومت کرتی ہیں، جن میں سے ایک پاکستان مسلم لیگ-نواز گروپ (PML-N) اور دوسری پاکستان پیپلز پارٹی (PPP)

ہے۔ اول الذکر کو دائیں بازو کی جماعت کے طور پر دیکھا جاتا ہے جبکہ آخر الذکر جماعت کو بائیں بازو کی جماعت سمجھا جاتا ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کو صوبہ پنجاب میں بھاری حمایت حاصل ہے جبکہ پیپلز پارٹی کا صوبہ سندھ میں پلڑا بھاری ہے۔ دونوں ہی جماعتوں کو تاریخ میں ناکامی کا سامنا رہا ہے۔ دونوں جماعتوں کے رہنما کرپشن میں ڈوبے ہوئے ہیں جبکہ ان کی قیادت پاکستان میں جاگیرداروں کی طرح کام کرتی ہے۔ تاہم، اس دائمی ناکامی اور پاکستان کے اندر پائے جانے والے شدید غم و غصہ کے پیشِ نظر، جو کہ لوگوں کو سیاسی اسلام کی وکالت کرنے والی تحریکوں کی طرف راغب کر رہا ہے، پاک فوج نے اصول تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا۔ لہٰذا پاک فوج نے عمران خان کو کھڑا کیا جو اس وقت اگرچہ ایک بڑی جماعت کے رہنما تو نہ تھے لیکن ان کی آواز کرپشن کے خلاف سب سے زیادہ بلند تھی۔ سابق وزیر اعظم اور مسلم لیگ (ن) کے قائد نواز شریف کے خلاف بڑے الزامات اور عدالتی کارروائیوں کے بعد پی ٹی آئی پارلیمانی ووٹوں پر غالب رہی۔ اور یوں 2018 میں عمران خان وزیر اعظم بن گئے۔

8- اس عرصے کے دوران پاکستان کی عدالتیں کرپشن کے الزامات میں سابق حکمران نواز شریف کے کیسز کی پیروی کر رہی تھیں۔ سپریم کورٹ کی جانب سے نواز شریف کو ٹیکس چوری سے متعلق کرپشن کے الزامات میں سزا سنائے جانے کے بعد نواز شریف نے جون 2017 میں اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ سپریم کورٹ نے نواز شریف کو عہدے پر رہنے کے لیے نااہل قرار دے دیا۔ اور انہیں کرپشن کے الزام میں جولائی 2018ء میں دس سال قید کی سزا سنائی گئی۔ روئٹرز نے 17 اکتوبر 2020 کو رپورٹ کیا کہ، "ہفتے کے روز پاکستان کے سابق وزیر اعظم نواز شریف نے ان کی حکومت گرائے جانے، عدلیہ پر دباؤ ڈالنے اور 2018 کے انتخابات میں وزیر اعظم عمران خان کی موجودہ حکومت کو قائم کرنے کے لئے ملک کے آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ پر الزامات لگائے" (ذرائع)۔ یہ سب کچھ، نواز شریف کا تختہ الٹنا، ان کا ٹرائل اور ان کا پاکستان میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوتے ہوئے انتخابات کا انعقاد، پاک فوج کا فیصلہ تھا۔ پاکستان کی دو روایتی جماعتوں سے کہیں ہٹ کر عمران خان کو لے کر آنا بھی پاک فوج کا ہی فیصلہ تھا۔

9-نواز شریف جو کہ جیل کی سزا کاٹ رہے تھے، انہیں علاج معالجے کے لئے برطانیہ جانے کی اجازت دے دی گئی۔ یہ ان کے ساتھ ایک معاہدے کے تحت ہوا تھا کہ وہ علاج کے بعد اپنی سزا پوری کرنے کے لیے پاکستان واپس آئیں گے... تاہم، جب پاکستانی فوج نے عمران خان کا تختہ الٹ دیا، جس کی وضاحت ہم نے 5 شوال 1443ھ بمطابق 5 مئی 2022ء کو "امریکہ اور اس کے ایجنٹوں میں تبدیلی" کے عنوان سے ایک سوال وجواب میں کی ہے، تو پاک فوج نے نواز شریف کی وطن واپسی کی راہ میں حائل تمام قانونی رکاوٹوں کو دور کرنا شروع کر دیا۔ 2022 میں عمران خان کا تختہ الٹنے کے بعد نواز شریف کے بھائی شہباز شریف کو وزیر اعظم بنا دیا گیا۔ نیز اس کے علاوہ ایک وفاقی عدالت نے نواز شریف کی ملک واپسی سے قبل انہیں ضمانت پر رہا کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ بعد ازاں جون 2023ء میں پارلیمنٹ نے ایک قانون جاری کیا جس میں قومی اسمبلی کے رکن کو نااہل کرنے کی میعاد زیادہ سے زیادہ پانچ سال مقرر کی گئی اور اس کے بعد وہ تاحیات نااہل ہو گا۔ یوں اس طرح سے نواز شریف کو ملک واپس آنے اور خود کو نامزد کرنے کا موقع ملا، چنانچہ وہ واپس آگئے۔ نواز شریف بیرون ملک سے واپس آئے اور اپنے اوپر لگے الزامات سے بری ہونے اور انتخابات میں حصہ لینے کی تیاری کے سلسلے میں عدلیہ کے سامنے پیش ہو گئے۔ دی انڈیپنڈنٹ نے 21 اکتوبر 2023 کو رپورٹ کیا کہ، "اسلام آباد ہائی کورٹ نے جمعرات کو ان کی واپسی سے چند دن قبل ہی گرفتاری سے بچاؤ فراہم کر دیا تھا" (ذرائع)۔ دراصل ایسا ہی ہوا! نواز شریف ایک بار پھر "شفاف" سیاستدان بن گئے۔ انہوں نے اپنی جماعت، پاکستان مسلم لیگ (ن) پارٹی کے ساتھ انتخابات میں حصہ لیا، جبکہ انوار الحق کاکڑ بطور نگران وزیر اعظم انتخابات کی نگرانی کر رہے تھے۔ دی انڈیپنڈنٹ نے 10 فروری 2024 کو رپورٹ کیا کہ، "مسٹر شریف کی مسلم لیگ (ن) کو ان انتخابات میں فوج کی حمایت یافتہ جماعت کے طور پر لیا گیا، جو پاکستانی سیاست میں اسٹیبلشمنٹ کے بدترین حد تک ملوث ہونے کا ایک بڑا عنصر ہے۔ ملک میں بہت زیادہ شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں کہ فوج اپنی ترجیحی جماعت کو بغیر کسی مداخلت کے حکومت سے باہر ہونے کی اجازت نہ دے گی" (ذرائع)۔ ڈان اخبار نے 13 اکتوبر 2023ء کو رپورٹ کیا کہ، "قومی اسمبلی کے سپیکر راجہ پرویز اشرف کی جانب سے 21 اکتوبر کو سابق وزیر اعظم کی واپسی کے حوالے سے "شریفوں اور متعلقہ حلقوں کے درمیان کچھ مفاہمت" کے ذکر کے بعد، پنجاب سے تعلق رکھنے والے پیپلز پارٹی کے ایک اور سینئر رہنما نے ایک مجرم کو 'سرکاری پروٹوکول' دینے کے منصوبے پر احتجاج درج کرایا ہے.. دوسری جانب

عمران خان کی جماعت، پاکستان تحریک انصاف نے نواز شریف کی وطن واپسی کو "ایک خفیہ ڈیل" کا نتیجہ قرار دیا ہے" (ذرائع)۔

10- مذکورہ بالا تفصیلات نواز شریف کے بارے میں ہیں۔ جہاں تک عمران خان کا تعلق ہے تو آج وہ جیل میں متعدد الزامات کے تحت سزا کاٹ رہے ہیں۔ ان کی سزا کے باعث عمران خان کو انتخابات میں حصہ لینے سے روک دیا گیا تھا، جبکہ ان کی جماعت، پاکستان تحریک انصاف کو بھی بطور سیاسی جماعت انتخابات میں حصہ لینے سے روک دیا گیا۔ اس طرح یہ واضح ہو جاتا ہے کہ پاکستان میں سیاسی بساط کس طرح بدل چکی ہے۔ آج 2024 میں فوج عمران خان کے خلاف ہو چکی ہے۔ اور عمران اب بالکل اسی پوزیشن میں ہے جس میں نواز شریف 2018ء میں تھے۔ جہاں تک نواز شریف کا تعلق ہے، تو جیسا کہ ہم واضح کر چکے ہیں کہ وہ خود پر سے تمام رکاوٹیں ہٹ جانے کے بعد نمایاں طور پر واپس آئے ہیں۔ ان تمام باتوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ پاکستانی فوج کی قیادت کس طرح پارلیمانی انتخابات میں جوڑ توڑ کرتی ہے۔ یہ واضح ہو جاتا ہے کہ پاکستانی فوج ان سیاسی جماعتوں کے ساتھ کس طرح جوڑ توڑ کرتی ہے جو اقتدار حاصل کرنے کے لیے اس کی منظوری لیتی ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ ایک آرمی چیف نے نواز شریف کو جیل میں قید کیا اور عمران خان کو لے آیا... پھر ایک اور آرمی چیف نے عمران خان کو جیل میں ڈالا اور نواز شریف کو واپس لے لایا! پس اس طرح سیاسی پارٹی کے رہنماؤں میں سے، مصنوعی سیاستدانوں کو حکمرانی کی ایک متزلزل نشست کی خاطر امریکہ کی خواہشات کے مطابق جوڑ توڑ کیا جاتا ہے! پھر جب ایسے لیڈر کا کردار ختم ہو جاتا ہے تو اسے یا تو ایک طرف پھینک دیا جاتا ہے یا پھر جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا جاتا ہے!

11- فوجی قیادت اکیلے ہی ریاست کو کنٹرول کرتی ہے، اور اسی لیے کئی طریقوں سے انتخابات کو بھی کنٹرول کرتی ہے۔ یہ ایک معلوم شدہ بات ہے کہ کچھ علاقوں میں مواصلات اور انٹرنیٹ منقطع رہا تھا۔ ریاست کی جانب سے یہ کہا گیا کہ انتخابات کے دن افراتفری اور بدامنی کو روکنے کے مقصد کے لیے ایسا کیا گیا تھا! ریاست مردم شماری کی بنیاد پر انتخابی اضلاع کا تعین کرنے کے معاملے پر بھی اپنی اجارہ داری رکھتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے جن جماعتوں کا ان اضلاع میں انتخابی وزن زیادہ ہو تو ریاست مخصوص جماعتوں کے حق میں اضلاع میں اضافہ، یا کمی کر سکتی ہے! حالیہ

مردم شماری کی بنیاد پر انتخابی اضلاع کی از سر نو تشکیل کے بہانے انتخابات اگست 2023 سے فروری 2024 تک ملتوی کر دیے گئے تھے۔ اس طرح سے پارٹیوں کے رہنما، جو باری باری اقتدار میں آتے ہیں، سب پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ امریکہ کے تابع فرمان رہیں اور واشنگٹن کی خدمت کرتے رہیں۔ جو بھی امریکی لائن سے انحراف کرتا ہے، یا ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے، یا پاک فوج کے ساتھ مخالفت کرتا ہے، تو اس کے خلاف سازشوں کے جال بُنے جاتے ہیں جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ اس کے خلاف کرپشن کے مقدمات عائد کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ سلاخوں کے پیچھے نہ چلا جائے۔ اس لیے یہ تمام جماعتیں فوج کی قیادت کی چھتری تلے ہی کام کرتی ہیں۔ اور یہ ایک ایسی قیادت ہے جو کہ امریکہ کی ایجنٹ ہے۔ یہ جماعتیں صرف مقامی طور پر آپس میں مقابلہ کر سکتی ہیں، تاکہ پاک فوج ان میں سے تقرری کے لیے موزوں ترین شخص کا انتخاب کر سکے...

12- پھر، فوجی قیادت انتخابی نتائج کو آگے پیچھے کرنے کی اجازت دے کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ جیسے نتائج کو کنٹرول کرنے سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہے! دی انڈیپنڈنٹ نے 10 فروری 2024 کو رپورٹ کیا کہ، "سابق وزیر اعظم نواز شریف اور جیل میں بند سابق وزیر اعظم عمران خان دونوں نے عام انتخابات میں کامیابی کا دعویٰ کیا ہے" (ذرائع)۔ پی ٹی آئی کا خیال ہے کہ جیتنے والے 101 آزاد امیدواروں میں سے اکثریت اس کے پیروکاروں کی ہے، جو کسی بھی جماعت کی حاصل کردہ نشستوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اس لیے حکومت سازی کے عمل کی قیادت کرنے کا اسے اہل بناتا ہے۔ تاہم، نواز شریف کی قیادت میں مسلم لیگ (ن)، جس نے قومی اسمبلی میں 75 نشستیں حاصل کیں، ان کا کہنا ہے کہ وہ انتخابات میں فاتح ہیں۔ آرمی چیف کے انتخابات سے متعلق بیان میں اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ فوج کے میڈیا ونگ، آئی ایس پی آر نے رپورٹ کیا کہ آرمی چیف نے کہا، "قوم کو انتشار اور پولرائزیشن کی سیاست سے آگے بڑھنے کے لیے مستحکم ہاتھوں اور شفا بخش رابطے کی ضرورت ہے" (ذرائع)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمران خان کی پارٹی پی ٹی آئی، آزاد امیدواروں کے ذریعے پارلیمانی نشستوں کی ایک بڑی تعداد حاصل کرنے کے باوجود حکومت نہیں بنا سکے گی کیونکہ آزاد امیدواروں کی نشستیں سرکاری طور پر

آزادوں کی بنتی ہیں، نہ کہ کسی سیاسی جماعت کی۔ لہٰذا، نواز شریف کی پارٹی ہی وہ پارٹی ہے جو دوسری جماعتوں کے ساتھ اتحاد کے ذریعے حکومت سازی کے عمل کی قیادت کرنے کا "قانونی" حق رکھتی ہے۔

13- بعض عہدیداروں نے اعتراف کیا کہ انتخابات میں دھاندلی ہوئی ہے۔ الجزیرہ نے 17 فروری 2024 کو رپورٹ کیا کہ، "پاکستان میں ایک سینئر بیوروکریٹ نے کہا ہے کہ اس نے پاکستان کے انتخابات میں دھاندلی میں مدد کی، یہ بات انہوں نے اس وقت کہی جب ہیرا پھیری کے الزامات سے متاثر ہونے والے انتخابات کے ایک ہفتے بعد تک کوئی واضح جیت سامنے نہیں آسکی"... اُس نے صحافیوں کو بتایا "ہم نے 13 قومی اسمبلی کی نشستوں پر 70,000 ووٹوں کے مارجن کو تبدیل کرتے ہوئے ہارنے والوں کو فاتح میں تبدیل کر دیا"... پاکستان کے ڈان نیوز کے مطابق، کمشنر نے اعتراف کیا کہ وہ "میگا الیکشن دھاندلی 2024 جیسے سنگین جرم میں گہرا ملوث تھا"۔ دریں اثنا، پاکستان کے الیکشن کمیشن نے کمشنر چٹھہ کے الزامات کو مسترد کر دیا، لیکن ایک بیان میں کہا کہ وہ "انکوائری کریں گے"۔ ایک نیوز ریلیز میں، انتخابی نگران نے یہ بھی کہا کہ اس کے کسی بھی اہلکار نے چٹھہ کو "انتخابی نتائج میں تبدیلی" کے لیے کبھی کوئی ہدایات جاری نہیں کیں (ذرائع)۔ ان تمام باتوں کے باوجود آرمی چیف نواز شریف کو جیل سے رہا کرنے اور انہیں اپنی پارٹی کی سربراہی کے لیے انتخاب لڑنے کی اجازت دینے کے بعد، وزیر اعظم کے دفتر میں ان کے لیے میدان تیار کر رہے ہیں۔ برطانوی خبر رساں ادارے رائٹرز نے 19 فروری 2024ء کو رپورٹ کیا کہ پاکستان کی دو بڑی سیاسی پارٹیاں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی پیر کو ملاقات کریں گی"، پارٹی کے ایک اعلیٰ عہدیدار نے سیاسی اور اقتصادی عدم استحکام کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا... اس ملاقات کا مقصد غیر نتیجہ خیز انتخابات کے بعد اقلیتی مخلوط حکومت کی تشکیل پر اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش ہے... پیر کو ہونے والا مذاکرات اس قسم کے مذاکرات کا پانچواں دور ہو گا... سابق وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری کی پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) نے مسلم لیگ (ن) کی مشروط حمایت کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ حکومت بنانے کے لیے شریف کو ووٹ دے گی، لیکن کابینہ میں عہدے نہیں لیں گے... نئی حکومت کو پارلیمنٹ کے آزاد ارکان کے ساتھ مزید سیاسی تناؤ کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، یہ آزاد ارکان جیل میں بند سابق وزیر اعظم عمران خان کے حمایت یافتہ ہیں اور مقننہ میں سب سے بڑا گروپ بن رہے

ہیں"(ذرائع)۔یوں فوجی قیادت آج جسے چاہتی ہے فاتح بنادیتی ہے اور کل اسی کو ہارنے والا اور قیدی بناڈالتی ہے... اوریوں یہ سلسلہ چلتارہتاہے!اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،﴿**أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ**﴾ **"بے شک ان کا فیصلہ بہت براہے"**(سورۃ النحل؛16:125)۔

14- جہاں تک پاکستان کی حکومت، جو کہ امریکہ کی ایجنٹ فوجی قیادت ہے، کی جانب سے اس گہرے انتخابی نتائج پر اثر انداز ہونے کا تعلق تو سیاسی انتشار کا ماحول ہے، جو جاری رہ سکتا ہے اور ملک کے استحکام کو نقصان پہنچا سکتا ہے... یہ سب صورتحال پاکستان کی فوج میں اور پاکستان کے عوام میں موجود مخلص افراد کے لیے ایک مضبوط محرک ہونی چاہیے، کہ وہ ملک کو امریکہ کی غلامی سے نکالنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں... یہ صرف اللہ کی حکمرانی، خلافت راشدہ کے قیام سے ہی ممکن ہے۔ خلافت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،﴿**وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ**﴾ **"جولوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو دی تھی"**(النور، 24:55)۔ خلافت رسول اللہ ﷺ کی بشارت ہے، جو موجودہ ظالمانہ دورِ حکومت کے بعد آئے گی جس میں ہم اس وقت رہ رہے ہیں۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،«**ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ**» **"پھر ظالمانہ دورِ حکومت ہو گا، اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر جب وہ چاہے گا اسے ختم کر دے گا۔ پھر نبوت کے نقش قدم پر خلافت ہو گی۔' پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے"** احمد نے اسے روایت کیا۔ اس عظیم فریضہ کی انجام دہی کے لئے پوری امت اسلامیہ کے لوگوں سے توقع کی جاتی ہے، خاص طور پر پاکستان سے، کیونکہ پاکستان اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا ہے، اور اس کے عوام اور اس کی فوج دونوں ہی اسلام اور مسلمانوں سے محبت کرتے ہیں۔

پاکستان کے حکمرانوں اور اس کی عسکری قیادت کا امریکہ سے تعلق کو تبدیل کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے آسان ہے جبکہ ان حکمرانوں کے لیے امت کی اسلام سے محبت کو بدلنا ممکن نہیں ہے۔ پس اچھا نتیجہ نیک لوگوں کے

لیے ہے اگر وہ ایماندار ہوں، تندہی سے کام کریں، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرت کے لیے کوشش کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کا حامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، **﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾** "**اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کون سی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں**"(الشوریٰ،26:227)۔

10 شعبان 1445 ہجری

بمطابق 20 فروری 2024 عیسوی

#امیر_حزب_التحریر

فہرست

سوال کا جواب: پاکستانی آرمی چیف کا امریکہ کے ساتھ اتحاد اور آرمی چیف کی وفاداری

(عربی سے ترجمہ)

سوال:

20 دسمبر، 2023 کو آئی ایس پی آر کی رپورٹ کے مطابق، پاکستانی فوج کے سربراہ جنرل عاصم منیر نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران کہا، "پاکستان ایک طویل المدتی، کثیر الشعبہ شراکت داری کے ذریعے امریکہ کے ساتھ دوطرفہ روابط بڑھانے کا خواہاں ہے"۔ اور انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ "امریکہ کے دورے کے دوران سیاسی اور عسکری قیادت کے ساتھ ان کی ملاقاتیں بہت مثبت رہی تھی" (ذرائع، PR220/2023-ISPR)۔ پاکستانی آرمی چیف نے 11/12/2023 کو اعلان کیا تھا کہ آرمی کمانڈر اپنی تقرری کے بعد اپنے پہلے سرکاری دورے میں امریکہ جائیں گے... امریکہ کے ساتھ پاکستان کے کثیر الشعبہ شراکت داری کو بڑھانے کا کیا مقصد ہے؟ اور یہ کہ کیا امریکی سیاسی اور عسکری قیادت کے ساتھ ان کی ملاقاتیں مثبت رہیں؟ کیا اس کا مطلب امریکی استعمار کے ساتھ مزید اتحاد کرنا ہے، خاص طور پر بھارت اور کشمیر کے مسئلے پر؟ پھر افغانستان کی طرف۔۔۔ اور یہ بھی کہ یہودی جارحیت کا سامنا کرنے والے فلسطینی عوام کی حمایت کو روکنا اور پھر دوریاستی حل کے نام پر یہودی وجود کو قبول کرنا؟

براہ مہربانی وضاحت فرمائیں۔ شکریہ!

جواب :

مندرجہ بالا سوالات کا جواب دینے کے لیے، ہم درج ذیل امور کا جائزہ لیں گے:

1۔24 نومبر 2022ء کو جنرل قمر جاوید باجوہ کی جگہ عاصم منیر کی بطور آرمی چیف تقرری کا اعلان، قمر باجوہ کی سفارش اور امریکہ نواز وزیر اعظم شہباز شریف کی منظوری سے کیا گیا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں آرمی چیف مقرر کرنے کی خواہش امریکہ کی تھی اور عاصم منیر نے حامی بھری تھی کہ وہ امریکہ کے مطالبات کو اسی طرح من و عن مانیں گے جس طرح باجوہ نے انہیں مانا تھا اور امریکہ سے تعاون رکھا تھا۔ ان کی تقرری ایسے وقت میں ہوئی جب پاکستان معاشی بحران کا شکار تھا۔ عاصم منیر ایسی شخصیت ہیں جنہیں سعودی عرب اور دیگر خلیجی ممالک سے رقوم کے بہاؤ کی ضمانت مل سکتی ہے، کیونکہ انہوں نے سعودی عرب میں خدمات انجام دی ہیں اور ان کے سعودی عرب کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔۔۔ (مبصرین کا خیال ہے کہ آرمی چیف کا دورہ انتہائی ضروری مالی امداد کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔۔۔https://tribune.com.pk/05/01/2023)۔

عاصم منیر اس فوجی نظام کا حصہ رہے جو مکمل طور پر امریکہ سے وابستہ تھا... وہ مختلف سیکورٹی اور فوجی عہدوں پر فائز رہے۔ وہ 2014-2016 کے درمیان فوج میں شمالی علاقے کا کمانڈر تھے، پھر 2016-2018 کے دوران ملٹری انٹیلی جنس کے چیف رہے اور اس کے بعد 2018-2019 تک ISI کے چیف رہے، اور انہوں نے قبائل کے علاقے میں جنگ بھی لڑی۔ وہ امریکہ سے وابستہ پاکستانی نظامِ حکومت کے ستونوں میں سے ایک ہیں... پھر سابق وزیر اعظم عمران خان نے بغیر کوئی وجہ بتائے انہیں ISI چیف کے عہدے سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ فیض حمید کو اس عہدے پر تعینات کر دیا۔ اس کے بعد عمران خان اور فوج کے درمیان نئے آرمی چیف کی تقرری پر تنازعہ پیدا ہو گیا کہ 29 نومبر 2022 کو باجوہ کی مدت ملازمت ختم ہونے پر کون اس کی جگہ لے گا۔ خبریں سامنے آئیں کہ عمران خان کا عاصم منیر سے اختلاف ہے، جو کہ باجوہ کا قریبی ہے، اور وہ فیض حمید کو ISI کا چیف مقرر کرنا چاہتا ہے جو کہ عمران خان کا قریبی سمجھا جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ عمران خان بطور وزیر اعظم اپنی مرضی فوج پر مسلط کرنا چاہتے تھے تاکہ ان پر فوج کا کنٹرول نہ رہے۔ فوج حکومت کی محافظ کے طور پر کام کرتی رہے اور عمران خان فوج پر اپنی مرضی کی پالیسیاں مسلط کرتا رہے۔ اسی تنازعے کی وجہ سے عمران خان کو اپریل 2022 میں برطرف کر دیا گیا تھا اور پھر ان کے خلاف کرپشن اور ریاستی راز افشا کرنے کے الزامات کے تحت مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ 05 مئی، 2022

کو ایک سوال کے جواب میں ہم نے بیان گیا تھا کہ :(... اور جیسا کہ ہم نے پہلے کہا تھا کہ عمران خان کو یہ توقع نہیں تھی کہ فوج اور امریکہ کے لیے کی گئی ان کی تمام تر خدمات ان کے کسی کام نہیں آئیں گی! گویا انہیں یہ احساس ہی نہیں تھا کہ جو بھی کافر استعمار کی حمایت حاصل کر کے اور ان کا ایجنٹ بن کے اقتدار میں آئے گا تو پھر وہ ان کے لیے شطرنج کے مہرے کی طرح ہو جاتا ہے، جسے وہ جب چاہیں حرکت دیتے ہیں، اور جب چاہیں، بغیر کسی ہچکچاہٹ کے، گرا دیتے ہیں اگر وہ ان کے مفادات حاصل نہیں کرتا۔ اور یہی عمران خان کے ساتھ ہوا!) اس طرح امریکہ نے عمران خان کی معزولی پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور یہ جاننے کے باوجود کہ وہ اس کا ایجنٹ ہے خاموشی سے اس پر رضامندی ظاہر کر دی۔ عمران خان، باجوہ اور حمید نے 2019 میں کشمیر کو بھارت کے ساتھ الحاق کرنے پر رضامندی ظاہر کی جب وہ الحاق سے دو ہفتے پہلے امریکہ کے دورے پر گئے اور انہوں نے صدر ٹرمپ کے ساتھ ملاقات کی اور انہوں نے اس الحاق پر ردعمل دینے کے لیے کوئی سنجیدہ اقدام نہیں کیا، بلکہ امریکہ کو خوش کرنے کے لیے اور اپنی پوزیشنوں اور کچھ محدود مفادات کی فکر میں اس پر خاموش اتفاق کیا۔ امریکہ حکومت پر اور عوام کی گردنوں پر فوج کے کنٹرول کی حمایت کرتا ہے کیونکہ اس کے تعلقات فوج کی قیادت سے جڑے ہیں جو اس کے استعماری مفادات پورے کرتی ہے۔ اس کے برعکس سیاسی میدان میں اس کے لیے ایجنٹ موجود ہیں بالکل اسی طرح جیسے برطانیہ کے لیے ایجنٹ موجود ہیں لہٰذا اگر اس سیاسی میدان میں ایجنٹ بدل گئے تو امریکی حکم کی بالادستی کی ضمانت نہیں رہے گی۔

2۔ 10 دسمبر 2023ء کو افواج کے میڈیا آفس، ISPR نے بتایا کہ "پاکستانی فوج کے سربراہ جنرل عاصم منیر ایک سرکاری دورے پر امریکہ روانہ ہوئے۔ اپنے دورے کے دوران وہ امریکہ میں اعلیٰ حکام اور دیگر عہدیداروں سے ملاقاتیں کریں گے۔ چیف آف آرمی سٹاف کا عہدہ سنبھالنے کے بعد امریکہ کا ان کا یہ پہلا دورہ ہے" (ذرائع، PR-212/2023-ISPR)۔ مصری الشروق نیوز نے 11 دسمبر 2023ء کو پاکستانی اخبار ایکسپریس ٹریبیون کے حوالے سے کہا، " یہ دورہ گزشتہ ہفتے سینئر امریکی حکام کے دورہ پاکستان کے بعد ہو رہا ہے اور بائیڈن انتظامیہ کے ایک اعلیٰ عہدیدار جو پناہ گزینوں کے مسائل کے ماہر ہیں، انہوں نے اسلام آباد کا چار روزہ دورہ کیا۔۔۔ جو پاکستان اور افغانستان کے درمیان بگڑے ہوئے تعلقات کے تناظر میں امریکی حکام کے دوروں کے سلسلے میں پہلا

دورہ ہے۔ اور بیورو آف پاپولیشن، ریفیو جیز اینڈ امیگریشن کی معاون وزیر خارجہ جولیٹا ویلس نوئس گزشتہ جمعرات 7 دسمبر، 2023ء تک پاکستانی دارالحکومت میں ہی مقیم رہیں۔ اخبار نے اس دن بھی آرمی سربراہ جنرل عاصم منیر کی یہ بات نقل کی۔ انہوں نے کہا کہ "وہ غیر قانونی طور پر مقیم غیر ملکیوں کو ملک بدر کرنے کے اپنی حکومت کے فیصلے کی حمایت کرتے ہیں اور یہ کہ غیر ملکی پاکستان کی سلامتی اور معیشت پر اثرانداز ہو رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ غیر ملکیوں کی واپسی کو معروضی حقائق اور قابل اطلاق قوانین کے مطابق پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے"۔ یہاں پاکستان کے اندرونی معاملات میں امریکہ کی مداخلت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جس میں پناہ گزینوں کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ یہ مسئلہ ان افغانوں سے متعلق موضوع ہے جنہوں نے جنگوں کی وجہ سے پاکستان میں پناہ لی اور برسوں سے دوسرے ملک میں رہ رہے ہیں۔۔۔ ان کی کثیر تعداد کئی دہائیوں سے یہاں مقیم ہے۔ اور اب وہ غیر ملکی نہیں رہے۔ بلکہ مسلمانوں کی سرزمین تو ایک ہے، اور اب امریکہ دو مسلم ممالک یعنی پاکستان اور افغانستان کے مابین اختلافات سے فائدہ اٹھانے کے لئے سرگرم ہو رہا ہے۔ یوں وہ خطے میں اپنے اثرورسوخ کو مستحکم کرنے کے لئے ان اختلافات کو ہوا دے رہا ہے۔ اس طرح امریکہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان تعلقات میں کشیدگی پیدا کرکے ان کی وحدت کو روکنا چاہتا ہے تاکہ اس کے نتیجے میں پاکستان کشمیر کی آزادی کے لیے بھارت کے ساتھ جنگ میں مصروف ہونے کی بجائے اپنے اور افغانستان کے درمیان ہی اس تناؤ میں مبتلا رہے! اور بھارت کو اس بات کی یقین دہانی کرادی جائے کہ پاکستان کے ساتھ محاذ محفوظ ہے اور مودی حکومت بے فکر ہو کر چین کے ساتھ تنازعہ میں امریکہ کی خدمت کرنے پر اپنی کوششیں مرکوز رکھے۔

3- عربی ویب سائٹ، "Al-Marifa" نے 15 دسمبر 2023ء کو پاکستانی ڈان اخبار کے صفحے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ "آرمی سربراہ عاصم منیر نے 14 دسمبر، 2023 کو امریکی وزیر دفاع لائیڈ آسٹن سے ملاقات کی، اور ملاقات کے بعد پنٹاگون نے ایک مختصر بیان جاری کیا جس میں انہوں نے کہا، "دونوں حکام نے حالیہ علاقائی سلامتی کی پیش رفت اور دوطرفہ دفاعی تعاون کے ممکنہ شعبوں پر تبادلہ خیال کیا"۔ آرمی سربراہ نے 15 دسمبر کو امریکی وزیر خارجہ بلنکن، سیاسی امور کے لئے ان کی نائب وکٹوریہ نولینڈ، امریکی قومی سلامتی کے نائب مشیر جوناتھن وینز اور

جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کے چیئرمین جنرل کیو براؤن سے ملاقات کی۔ اخبار نے امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان کا حوالہ دیتے ہوئے کہا، ""پاکستان ایک اہم شراکت دار ہے اور ہم پاکستانی حکومت کے اندر وسیع پیمانے پر، بات چیت کرنے والوں کے ساتھ رابطوں میں ہیں۔۔۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان کا کہنا تھا کہ ہم علاقائی سلامتی اور دفاعی تعاون میں پاکستان کے ساتھ شراکت داری جاری رکھنے کے خواہاں ہیں۔ اخبار نے ایک سفارتی ذرائع کے حوالے سے بلنکن سے ملاقات کے حوالے سے بتایا کہ 'انہوں نے مجموعی طور پر دوطرفہ تعلقات اور علاقائی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا'۔ امریکی دفتر خارجہ کے ترجمان نے پاکستانی آرمی چیف اور آئی ایس آئی کے سربراہ کی انٹونی بلنکن سے ملاقات سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا، "ہم علاقائی سلامتی اور دفاعی تعاون میں ان کے ساتھ شراکت کے منتظر ہیں۔(ذرائع؛امریکی حکومت کی ویب سائٹ 18 دسمبر، 2023 www.state.gov)۔

یہ سب کچھ پاکستانی آرمی چیف کی عسکری، سیکورٹی اور یہاں تک کہ سیاسی ملاقاتوں کی وسعت کو ظاہر کرتا ہے، گویا وہی سربراہِ مملکت ہے... یہ بات بعید از امکان نہیں کہ امریکہ ان ملاقاتوں کی توسیع کے ذریعے پاکستان میں معاملات کو از سر نو ترتیب دینا چاہتا ہے، کیونکہ وہ اس بات کو محقق کرنا چاہتا ہے کہ پاکستان کے اندر اس کے لوگ اور ان کی پالیسیاں وہی رہیں جیسی وہ چاہتا ہے، خاص طور پر جبکہ فروری 2024 میں پاکستان میں انتخابات قریب آ رہے ہیں بشرطیکہ وہ ملتوی نہ ہو جائیں۔ لہٰذا یہ ملاقاتیں اگرچہ بظاہر "تعاون" کے نام سے ہوئی ہیں لیکن درحقیقت یہ امریکہ سے وفاداری کے ضمن میں ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ فوج کے سپہ سالار عاصم منیر اس حد تک مذہبیت کا اظہار کرتے ہیں کہ بعض نے تو انہیں "جنرل ملا" بھی کہا! تاہم، وہ امریکہ کے ساتھ اتحاد کا اعلان کئے ہوئے ہیں، اس کے منصوبوں پر عمل پیرا ہیں، اس کے اہداف کو عملی جامہ پہناتے ہیں اور امریکہ کے لئے شراکت داری اور سلامتی اور دفاعی تعاون کے نام پر خطے میں امریکہ کا اثر ورسوخ بڑھانے کی راہیں کھول رہے ہیں۔ گویا وہ اس بات کو نہیں جانتے کہ اسلام میں حقیقی دین داری اللہ بزرگ وبرتر اور اس کے رسول ﷺ سے وفاداری کو لازم کرتی ہے نہ کہ کافروں سے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَاناً مُبِيناً﴾

"اے ایمان والو، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لے لو؟"

(النساء؛4:144)۔

دین داری کوئی بے معنی شے نہیں ہے! ﴿**أَفَلَا يَعْقِلُونَ**﴾ **کیا وہ عقل نہیں رکھتے ہیں؟**(یسین؛36:68)

4۔ 19 دسمبر، 2023 کو پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کے مطابق آرمی چیف لیفٹیننٹ جنرل سید عاصم منیر نے فلوریڈا میں ٹمپابے میں سینٹرل کمانڈ کے ہیڈ کوارٹرز کا دورہ کیا اور امریکی سینٹرل کمانڈ کے کمانڈر جنرل مائیکل ایرک کوریلا سے فوجی تعلقات اور علاقائی سلامتی سمیت متعدد امور پر تبادلہ خیال کیا۔ پاکستان کے چیف آف اسٹاف نے کہا کہ دونوں افواج کے جرنیلوں نے مشترکہ طور پر تربیت کے طریقوں پر تبادلہ خیال کیا اور تربیتی روابط کو بڑھانے کی ضرورت کا اعادہ کیا۔ اس دورے کے دوران پاکستان کے اعلیٰ جنرل نے امریکی سینٹرل کمانڈ جوائنٹ آپریشن سینٹر کا بھی دورہ کیا (ذرائع: PR-219/2023-ISPR)۔ 18 دسمبر، 2023 کو سٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے ترجمان، مارک ملر نے عاصم منیر کے بارے میں کہا، "وہ واشنگٹن میں کئی عہدیداروں سے ملاقات کے لئے مدعو تھے، جن میں یہاں اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے افسران، بشمول پینٹاگون اور دیگر مقامات کے اہلکار بھی شامل تھے۔ پاکستان امریکہ کا ایک بڑا "نان نیٹو اتحادی اور نیٹو پارٹنر ہے۔ ہم علاقائی سلامتی اور دفاعی تعاون پر ان کے ساتھ شراکت کے منتظر ہیں (ذرائع؛ www.state.gov) ۔

ان تمام باتوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ دورہ کتنی اہمیت کا حامل ہے اور امریکی انتظامیہ کے لیے پاکستانی فوج کے سربراہ کی اہمیت کس قدر زیادہ ہے۔ امریکی حکام کے ساتھ ان کی ملاقاتیں اعلیٰ سطح پر تھیں۔ اور ان کے ساتھ اہم امور پر بات چیت ہوئی۔ سیکیورٹی اور دفاعی تعاون پر توجہ مرکوز کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان خطے میں امریکہ کے خلاف مسلم تحریکوں سے مقابلہ کرنے اور اس میں اپنا اثر ورسوخ برقرار رکھنے کے لیے امریکہ کا تیر انداز ہے۔

امریکہ خود کو سیاسی ایجنٹوں تک محدود نہیں رکھتا بلکہ باہمی تعاون کے نام پر اور پاکستانی حکومت کے اندر موجود متعدد بات چیت کرنے والوں (interlocutors) کے ذریعے پاکستانی حکومت کے اندر اس کی پہنچ فوجی ایجنٹوں تک بھی ہے۔ امریکہ پاکستان کو ایک اہم پارٹنر سمجھتا ہے یعنی خطے میں اس کی پالیسیوں پر عملدرآمد کرنے والا ایک اہم خادم۔ خطے میں اسے 2004 سے ایک اہم غیر نیٹو اتحادی قرار دیا جا رہا ہے۔

5۔ پاکستانی فوج کے میڈیا ونگ، آئی ایس پی آر نے 20 دسمبر 2023 کو رپورٹ کیا؛ ("آرمی چیف جنرل عاصم منیر نے، ممتاز امریکی تھنک ٹینکس اور میڈیا کے ارکان کے ساتھ اندرونی خفیہ ملاقاتیں کیں)۔ آرمی چیف نے علاقائی سلامتی، سرحد پار دہشت گردی اور جنوبی ایشیا میں اسٹریٹجک استحکام برقرار رکھنے کی اہمیت پر پاکستان کے نقطہ نظر کو اجاگر کیا، (ذرائع؛ PR-220/2023-ISPR)۔ آئی ایس پی آر نے مزید بیان کیا کہ آرمی چیف نے کہا کہ پاکستان جغرافیائی اور جغرافیائی اقتصادی نقطہ نظر سے ایک اہم ملک ہے اور خود کو روابط کے مرکز اور وسطی ایشیا اور اس سے آگے تک کے گیٹ وے کے طور پر ترقی دینا چاہتا ہے تاہم پاکستان بلاک بندی کی سیاست سے گریز کرتا ہے اور تمام دوستانہ ممالک کے ساتھ متوازن تعلقات برقرار رکھنے پر یقین رکھتا ہے۔ آئی ایس پی آر نے تصدیق کی کہ " چیف نے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان طویل مدتی کثیر الجہتی پارٹنرشپ کے ذریعے امریکہ کے ساتھ دوطرفہ روابط کو وسیع کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ ان کے دورہ امریکہ کے دوران سیاسی اور فوجی قیادت کے ساتھ ان کی ملاقاتیں بہت مثبت رہی تھیں" اور وہ تعلقات کو مزید مضبوط بنانے کے خواہاں ہیں۔ آئی ایس پی آر نے یہ بھی کہا" چیف نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ "پاکستان علاقائی استحکام اور عالمی امن وسلامتی کو یقینی بنانے کے لئے کئی دہائیوں سے بین الاقوامی دہشت گردی کے خلاف ایک محافظ کے طور پر کھڑا رہا ہے۔

آئی ایس پی آر نے واضح کیا کہ "پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ میں بے مثال خدمات اور قربانیاں دی ہیں اور اسے منطقی انجام پہنچانے تک لڑتا رہے گا..."۔ آئی ایس پی آر نے تصدیق کی کہ " چیف نے مسئلہ کشمیر کو کشمیری عوام کی امنگوں اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق حل کرنے کی ضرورت پر

بھی زور دیا کہ کشمیر ایک بین الاقوامی تنازعہ ہے اور کوئی یکطرفہ اقدام خطے کے لاکھوں لوگوں کی خواہشات کے خلاف اس تنازعہ کی نوعیت کو تبدیل نہیں کرسکتا"۔۔اس پریس ریلیز میں یہ بھی کہا گیا کہ "چیف نے غزہ میں مصائب کے خاتمے، انسانی امداد کی فراہمی اور خطے میں پائیدار امن کے لئے دو ریاستی حل پر عمل درآمد کی فوری ضرورت پر روشنی ڈالی"۔

6- یہاں پاکستانی آرمی چیف دوطرفہ تعلقات کے نام پر امریکہ کے ساتھ اتحاد کو وسعت دینے کی اپنی خواہش اور اس کے ساتھ اپنی وفاداری پر توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ طویل مدتی اور کثیر الجہتی شراکت داری ہو، یعنی تمام معاملات میں ہو۔ اور وہ پاکستان کو امریکہ کے لئے ایک قلعہ بنانا چاہتے ہیں تاکہ اس قلعے کے ذریعے امریکہ امت اور امت میں موجود حریت کی تحریکوں سے لڑسکے۔ اور اس کے لئے سرحد پار دہشت گردی کا نعرہ استعمال کرکے، خصوصی طور پر افغانستان اور عمومی طور پر دیگر اسلامی علاقوں کے ساتھ جنگ کا ماحول بنانا چاہتے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ یہ تمام اسلامی ممالک اصل میں ایک سرزمین جس پر استعمار نے قبضہ کرکے انہیں سرحدوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ استعمار نے انہیں تقسیم کرکے انہیں جنگ کا میدان بنا دیا تاکہ وہ کمزور رہیں اور ان کے پاس کوئی طاقت نہ ہو اور وہ استعمار انہیں باآسانی کنٹرول کرسکے، انہیں اپنی کالونیاں بنا سکے اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرسکے۔

جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے تو جنرل منیر کا دورۂ واشنگٹن ایسے وقت میں ہوا ہے جب بھارتی سپریم کورٹ نے کشمیر کے بھارتی زیر انتظام حصے کے بھارت کے ساتھ انضمام کی توثیق کی تھی، جیسا کہ الجزیرہ نیٹ نے 14 دسمبر 2023 کو رپورٹ کیا: (چیف جسٹس چندرچڈ سمیت 5 ججوں پر مشتمل ایک جوڈیشل کونسل نے اس سال 12 دسمبر کو کشمیر کی خود مختاری ختم کرنے کے مودی حکومت کے فیصلے کو قبول کرنے کے لئے اپنے فیصلے کا اعلان کیا...) بھارت نے یہ فیصلہ امریکہ کی رضامندی اور حمایت کے بغیر نہیں کیا۔ اس کے باوجود آرمی چیف یا تو بھول گئے تھے یا انہوں نے زبردستی اپنے آپ کو بھلا دیا کہ امریکہ بھارت کی حمایت کرتا ہے اور پاکستان سے دشمنی کرتا ہے! اور وہ پھر بھی اس

دورے پر روانہ ہو گئے۔ مزید بر آں آرمی چیف نے مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی مسئلے کے طور پر پیش کیا جسے اقوام متحدہ کی غیر منصفانہ قراردادوں کے مطابق حل کیا جانا چاہئے۔ یہ جانتے ہوئے کہ مسئلہ کشمیر درحقیقت ایک اسلامی مسئلہ ہے، جہاں بھارت نے ہماری زمین پر قبضہ کر رکھا ہے۔ پاکستان کو اٹھ کھڑا ہونا چاہیے اور کشمیر کو آزاد کروانا چاہئے۔ پاکستان کو اس ہندو قبضے اور ہندو تکبر کے خلاف مزاحمت کرنے میں کشمیریوں کی مدد کرنی چاہیے، خاص طور پر اس لیے کہ پاکستان ایسا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ 1999 میں اگر وزیر اعظم نواز شریف اور اس وقت کے آرمی چیف پرویز مشرف نے غداری نہ کی ہوتی تو کشمیری جہادی تحریکوں نے کارگل کی جنگ میں پاکستانی فوج کی مدد سے بھارت پر تقریباً فتح حاصل کر لی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب امریکہ نے پاکستان کو کشمیریوں کی حمایت بند کرنے، پاکستانی افواج کو واپس بلانے اور کشمیری تحریکوں کو دہشت گرد قرار دینے کا حکم دیا تھا۔

جہاں تک غزہ کے خلاف یہودی وحشیانہ جارحیت اور دو ریاستی حل کا تعلق ہے، جس کے بارے میں پاکستان کے آرمی چیف نے کہا، (اور خطے میں دیرپا امن کے حصول کے لیے دو ریاستی حل پر عمل درآمد)، فلسطین ایک بابرکت سرزمین ہے۔ یہ ایک اسلامی سرزمین ہے جس پر یہودیوں کے اختیار کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور دو ریاستی حل کے لئے بھی قطعی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے بجائے اس سرزمین کو ویسا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ عمر الفاروق نے اسے اسلام کے لئے کھولا، خلفائے راشدین نے اسے محفوظ رکھا، صلاح الدین نے اسے آزاد کرایا اور خلیفہ عبد الحمید دوم نے اس سرزمین کو یہودیوں سے محفوظ کیا... لہٰذا فلسطین ایک اسلامی سرزمین ہے۔ یہ کوئی فروخت کا مال نہیں ہے، اور اس سرزمین کو اس کے لوگوں اور ان کے درمیان تقسیم کرنا قبول نہیں جنہوں نے اس پر قبضہ کیا اور اس کے لوگوں کو وہاں سے نکالا... اس کا حل دو ریاستی نہیں بلکہ حقیقی حل وہی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، العزیز والجبار نے فرما دیا ہے۔

﴿وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ﴾

"اور ان کو قتل کرو جہاں تم انہیں پاؤ اور انہیں وہاں سے نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا" (البقرۃ: 2:191)۔

7۔ درحقیقت مسئلہ پاکستان کے حکمرانوں اور اس کے فوجی رہنماؤں کی سوچ اور ان کے غلط طرز فکر میں ہے۔ انہوں نے خود کو امریکہ کے لئے ایک سواری بنا رکھا ہے، حالانکہ وہ ایک طاقتور ملک بننے کی بے پناہ صلاحیت رکھتے ہیں جو امریکہ کو ٹکر کا چیلنج دے سکے اور اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ اسی صورت ہی ممکن ہو سکتا ہے جب وہ اپنے مسائل اور پریشانیوں کو اپنے دین کے تصورات اور پیمانوں کے مطابق لے کر چلیں، وہ تصورات جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ، القوی العزیز کی جانب سے رسول اللہ ﷺ پر نازل کئے گئے۔ یہ وہ دین ہے کہ جس نے عربوں کو اسلام سے پہلے کی آپس میں جاہلیت کی جنگوں سے بچایا۔ عرب قوم اسلام کے ذریعے ہی وہ بہترین قوم بن گئے جو انسانیت کے لئے لائی گئی تھی۔ اسی امت نے فارس کو فتح کیا اور فارسی سلطنت کا خاتمہ کر ڈالا جو کہ اس وقت ایک عظیم الشان ریاست تھی ... اسی امت نے روم کے دارالحکومت، قسطنطنیہ کو فتح کیا اور روم بھی اس وقت ایک بڑی طاقت تھی ... اسلام اور مسلمانوں نے اسلام کی ریاست کو بلند کیا، جس نے دنیا کو عدل وانصاف سے منور کیا، اور پھر حق قائم ہو گیا اور باطل کا خاتمہ ہوا ... اور اسی سب کے لئے حزب التحریر آپ کو پکار رہی ہے تاکہ نبوت کے طریقے پر اسلامی ریاست یعنی خلافت کا قیام کر سکے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾

"اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے انہیں زمین پر خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا" (النور: 24:55)۔

مسند احمد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ:

«ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ»

”پھر جبر کی حکمرانی ہو گی اور اللہ جب چاہے گا اسے اٹھا لے گا، پھر نبوت کے نقش قدم پر خلافت قائم ہو گی، پھر آپ خاموش ہو گئے“(احمد)

21جمادی الثانی 1445ھ

بمطابق 03 جنوری، 2024ء

فہرست

میڈیا پیغام:: حزب التحریر برطانیہ، پارٹی کو کالعدم قرار دینے کے برطانوی حکومت کے اعلان کی مذمت کرتی ہے

برطانیہ میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ کے ہاتھوں تربت سے تعلق رکھنے والے بلوچ نوجوان بالاچ مولا بخش کی ہلاکت نے برطانوی ہوم سیکرٹری کی طرف سے آج سے حزب التحریر کو کالعدم قرار دینے کے عمل کے آغاز کا اعلان فلسطین میں نسل کشی کے بارے میں بحث کو خاموش کرنے اور اسلام کے منصفانہ سیاسی متبادل کو روکنے کے لیے مایوسی میں اٹھایا گیا اقدام ہے۔

حزب التحریر اس بات کی مکمل تردید کرتی ہے کہ حزب یہود دشمن (antisemitic) ہے یا دہشت گردی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ ہم مسلم دنیا میں مسلسل اسلامی نظام کے دوبارہ قیام کا مطالبہ کرتے آرہے ہیں، وہ نظام جس کے نیچے یہودی، مسلمان اور عیسائی صدیوں تک شانہ بشانہ خوشگوار اور پرامن ماحول میں رہے۔ یہ اسلام کی اعلیٰ اقدار ہیں جو معاشرے سے جبر کو دور کرتی ہیں اور اس معاملے میں رنگ، نسل، مذہب یا جنس کی تفریق نہیں کرتیں۔ درحقیقت اس وقت جو دہشت گردی ہو رہی ہے وہ صرف یہودی وجود کی جانب سے غزہ میں ہو رہی ہے، اور اس دہشت گردی کو برطانوی سیاستدانوں کی حمایت حاصل ہے جو جنگی جرائم، نسلی تطہیر اور نسل کشی میں برابر کے شریک ہیں۔

حزب التحریر کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کرکے، برطانیہ مسلم دنیا میں اسلامی تہذیبی متبادل کی بحالی کے لیے آواز کو خاموش کرنے میں پیوٹن کے روس، سیسی کے مصر اور دیگر آمرانہ ریاستوں کی صف میں شامل ہو جائے گا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف خیالات، سنسرشپ کی مخالفت اور آزادی اظہار کے بارے میں تمام باتیں

صرف اس وقت تک قابل قبول ہیں جب تک کہ کوئی 10 ڈاؤننگ اسٹریٹ کے انتہا پسند صہیونی ایجنڈے سے متفق ہو۔

حزب التحریر کے پاس مسلم دنیا پر حکمرانی کرنے والے غاصبوں، جنھیں مغرب کی مکمل حمایت حاصل ہے، کے خلاف غیر متشدد سیاسی سرگرمی کے طریقہ کار پر عمل کرنے کا 70 سال سے زیادہ کا بے مثال ٹریک ریکارڈ ہے۔ اسلامی خلافت کے قیام کے لیے اپنے کام میں، حزب التحریر نے کبھی بھی کسی قسم کے تشدد یا مسلح جدوجہد کا سہارا نہیں لیا۔ اس نے اپنی پوری تاریخ میں فکری اور سیاسی ذرائع سے کام کیا ہے جبکہ اس جدوجہد کے دوران اس کے ارکان کو ہزاروں کی تعداد میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور قتل کیا گیا ہے۔

حزب التحریر برطانیہ واضح طور پر اعلان کرتی ہے کہ وہ تمام دستیاب قانونی ذرائع استعمال کرتے ہوئے مجوزہ پابندی کو چیلنج کرے گی، اور کسی بھی قسم کے نتائج سے قطع نظر، حزب التحریر غزہ میں نسل کشی کو اجاگر کرنے، مغرب کے استعماری ایجنڈے کو بے نقاب کرنے اور اسلام کو ایک منصفانہ طرز زندگی کے طور پر بحال کرنے کی ذمہ داری پورا کرنے کیلئے اپنی سیاسی جدوجہد ہمیشہ جاری رکھے گی۔

فہرست

نُصرۃ

نصرۃ وہ حکمِ شرعی ہے کہ جس پر آج سیاسی طور پر امت مسلمہ کے مستقبل کا دارومدار ہے کیونکہ نصرۃ کے ذریعے ہی اُس ریاستِ خلافت کا قیام عمل میں آئے گا جو ان غداریوں اور خیانتوں کے طویل سلسلے کا خاتمہ کرے گی جس کا امت کو سامنا ہے، جو اللہ کے نازل کردہ تمام تر احکامات کے ذریعے حکمرانی کا آغاز کرے گی، پوری امت مسلمہ کو ایک ریاست کے سائے تلے وحدت بخشے گی اور دعوت و جہاد کے ذریعے اسلام کے پیغام کو پوری دنیا تک لے جائے گی۔

نصرۃ کی دلیل ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے ملتی ہے کہ جب مکہ کا معاشرہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جامد ہو گیا تو اللہ سبحانہ تعالی نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے حکم دیا کہ آپ مختلف قبائل پر اپنے آپ کو پیش کر کے اِن کی حمایت و نصرت طلب کریں۔

پس آپ ﷺ نے ابو طالب کی وفات کے بعد مختلف عرب قبائل کی طرف رجوع کیا یہاں تک کہ مدینہ کے اوس و خزرج قبائل کے سرداروں نے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ ﷺ کو نصرۃ دی اور اس نصرت کے نتیجے میں ہی بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔ اور یوں وہ رہتی دنیا تک انصار کے لقب سے پہچانے گئے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کی افواج میں موجود مخلص افسران اپنے انصاری بھائیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خلافت کی دعوت کے علمبرداروں کو نصرۃ فراہم کریں، اس کفریہ سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کو اکھاڑ پھینکیں اور ایک خلیفہ ٔراشد کو قرآن و سنت کے نفاذ پر بیعت دیں اور رسول اللہ ﷺ کی اس بشارت کے پورا کریں کہ جب آپ ﷺ نے فرمایا: **«ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ»** " پھر ظالمانہ حکمرانی کا دور ہو گا اور اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہیں گے۔ پھر اللہ اس کو ختم فرمادیں گے جب وہ چاہیں گے۔ اس کے بعد نبوت کے نقش قدم پر خلافت قائم ہو گی" (مسند امام احمد)